نونہالوں کے لیے

سچی کہانی

میری ڈائری کی زبانی

جنوری ۱۹۹۲ء

toobaa-elibrary.blogspot.com

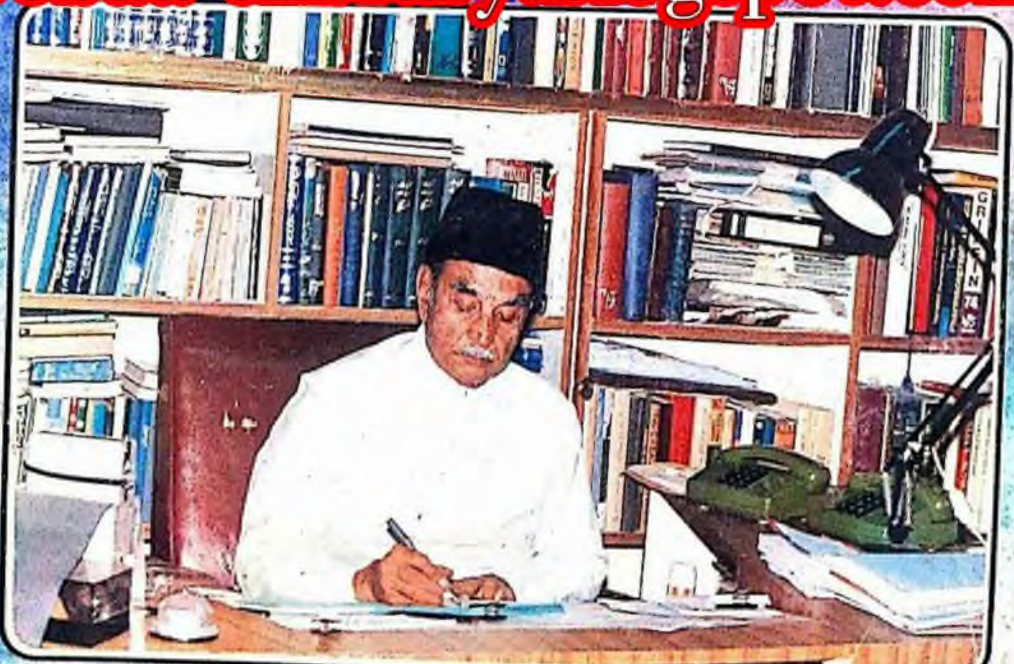

حکیم محمد سعید

نونہال ادب — علم و ادب کے میدان میں ہمدرد کی ایک اور خدمت

نونہالوں کے لیے

سچّی کہانی

میری ڈائری کی زبانی

جنوری ۱۹۹۲ء

حکیم محمد سعید

جاگو جگاؤ
نونہال ادب

نونہال ادب

ہمدرد فاؤنڈیشن پریس کراچی

toobaa-elibrary.blogspot.com

مجلسِ ادارت

حکیم محمد سعید

مسعود احمد برکاتی ——— رفیع الزّماں زبیری

ناشر : ہمدرد فاؤنڈیشن پریس
ہمدرد سنٹر ناظم آباد، کراچی

طابع : ماس پرنٹرز

اشاعت : ۱۹۹۲

تعداد اشاعت : ۲۰۰۰

قیمت : ۲۵ رُپے

نونہال ادب کی کتابیں "نہ نفع، نہ نقصان" کی بنیاد پر شائع کی جاتی ہیں۔

جملہ حقوق محفوظ

toobaa-elibrary.blogspot.com

پیش لفظ

جناب محترم حکیم محمد سعید ۱۹۴۳ء سے ڈائری لکھ رہے ہیں۔ ان کی ڈائری کی جھلکیاں ان کے سفرناموں میں نظر آتی ہیں۔ نونہالوں نے ان کے یہ سفرنامے پڑھے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ حکیم صاحب سچائی سے ہر وہ بات لکھ دیتے ہیں جو وہ دیکھتے ہیں یا محسوس کرتے ہیں، چاہے وہ اچھی ہو یا بُری۔ خود ان کے بارے میں ہو یا کسی اور کے۔

میں نے ایک بار حکیم صاحب سے سُوال کیا : "جناب، یہ جو آپ ہر بات کھل کر لکھ دیتے ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے فرمایا : شاید میرے تاثرات کبھی اس قابل ہوں کہ ان سے میرے بعد آنے والے جوان اور نونہال فائدہ اٹھاسکیں۔

یہی درحقیقت اس ڈائری کا مقصد ہے جو جناب حکیم محمد سعید نے نونہالوں کے لیے لکھنی شروع کی ہے۔ یہ ایک ایسے شخص کی سچی کہانی ہے جس نے اپنا کوئی راز نہیں رکھا ہے۔ جس کی زندگی کا ہر لمحہ سب پر روشن ہے۔ جس کی زندگی کا مقصد لوگوں کی خدمت کرنا ہے۔ جس نے زندگی میں خدمت کے ذریعہ سے انسان بننے کی کوشش کی ہے اور کامیاب ہوا ہے۔

جناب حکیم صاحب چاہتے ہیں کہ نونہال بھی خدمت کے ذریعہ سے بڑا بننے کی کوشش کریں۔ اپنی زندگی کے ہر لمحے کو قیمتی سمجھیں، اسے ضائع

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہ کریں۔ علم حاصل کریں، ہنرمند بنیں، محنت کریں، اپنی بھلائی اور اپنے معاشرے اور وطن کی بھلائی کے لیے جان و دل سے کوشش کریں۔ وہ اپنی زندگی اس طور سے بسر کریں کہ کوئی ان سے یہ نہ کہہ سکے کہ افسوس تم نے اپنی عمر برباد کردی۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر شخص کوئی بڑا کام ہی کرے۔ بڑے کام کرنے والے تو ہمیشہ تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ ایک اچھی، پاکیزہ، محنت اور عمل سے بھرپور زندگی گزار دینا ہی بڑی کامیابی ہے۔

حکیم صاحب کی ڈائری نونہالوں کے لیے اور نہ صرف نونہالوں کے لیے بلکہ نوجوانوں، نیز بڑوں کے لیے بھی اچھی، بامقصد اور کامیاب زندگی گزارنے کے ایک سلیقے کا اظہار ہے۔

حکیم صاحب نے ڈائری اس انداز سے لکھی ہے جیسے وہ نونہالوں سے باتیں کررہے ہوں۔ وہ انھیں زندگی کی حقیقتیں بتاتے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ دل چسپ کہانیاں اور تاریخ کے واقعات بھی سناتے جاتے ہیں بڑے لوگوں کی باتیں بھی بتاتے ہیں، ان کے لطیفے بھی سناتے ہیں۔نونہال اسے پڑھیں گے تو انھیں لطف آئے گا۔

رفیع الزماں زبیری

toobaa-elibrary.blogspot.com

یکم جنوری ۱۹۹۲ء بدھ

میرے پیارے اور عظیم نونہالو!

میں تم کو نئے سال کی مبارک باد دیتا ہوں۔ یہ عیسوی سال ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۲۵ر دسمبر کو پیدا ہوئے تھے۔ ان کو ہم مسلمان بھی پیغمبر مانتے ہیں۔ عیسائیوں نے ان کو خدا بنادیا۔ اسے ہم نہیں مانتے۔ وہ اللہ کے بندے تھے جس طرح ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے تھے۔ خیر عیسوی نیا سال جنوری سے شروع ہوتا ہے۔

نونہالو! میں کل تمام دن راولپنڈی میں بہت مصروف رہا تھا۔ صبح چار بجے اٹھا تھا۔ بڑی کڑاکے کی سردی تھی۔ شاید ایک یا دو سینٹی گریڈ۔ میں تو کانپ اٹھا۔ بستر سے باہر نکلنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا، مگر مجھے رسالہ ہمدرد صحت کے مضامین تیار کرنے تھے۔ یہ فرض ادا کرنا تھا۔ جلدی جلدی تیار ہوا۔ بس ۱۹ منٹ لگے۔ میں نے نہایت اطمینان سے تہجد کی نماز ادا کی۔ سورہ رحمان کی تلاوت کی۔ بس پھر کام شروع کردیا۔ فجر کی نماز پڑھ کر مطب میں آبیٹھا۔ آج تو مریضوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ شام کے ساڑھے چار بجے تک ان کی خدمت کرتا رہا۔ دو سو تین مریض تھے۔ دور دور سے آئے تھے۔

پانچ بجے شام ہمدرد کے لیے بڑے بڑے لوگ آنے شروع ہوگئے۔ جناب میجر جنرل فضل مقیم خاں بھی تھے۔ بڑے عالم انسان ہیں۔ ڈاکٹر ایس

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایم زماں بھی تشریف لائے تھے۔ علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی کے وائس چانسلر رہے ہیں۔ جناب ڈاکٹر ایم - ڈی شاہی بھی آئے تھے۔ پاکستان اکیڈمی اوف سائنس کے صدر ہیں۔ شام ہمدرد کے مقررین وقت پر آئے۔ جناب ڈاکٹر مختار احمد بھٹی (صدر) جناب ڈاکٹر مقصود عالم بخاری' جناب پروفیسر احسان رشید' جناب انعام محمد صاحب' جناب پروفیسر عبدالوحید میاں صاحب نے شام ہمدرد کا آغاز کیا۔ نونہالو! بڑے بڑے بزرگ جمع تھے۔ غور یہ ہوا کہ ہم پاکستان میں علم و حکمت کے میدانوں میں کیسے آگے بڑھیں اور سرخ روئی کے ساتھ ۲۱ ویں صدی میں داخل ہوں۔

نونہالو! ہمدرد مرکز سے بھاگم بھاگ ہوائی میدان پر آیا۔ جناب منیر جعفری اور جہانگیر بٹ چھوڑنے آئے تھے۔ ۹ بجے جہاز اڑا۔ ۳۵ منٹ میں اس نے لاہور اتار دیا۔ جناب سردار صدیقی مجھے لینے آئے تھے۔ ہمدرد مرکز ۱۰ بجے آگیا۔ روزہ تھا۔ پانی سے کھول لیا تھا۔ بھوک خوب چمکی ہوئی تھی۔ میں نے وضو کیا۔ نماز عشا ادا کی اور پھر دودھ ڈبل روٹی اطمینان سے نوش جان کی۔

نونہالو! یہ کل کی بات ہو رہی ہے۔ ۳۱ ر دسمبر ۱۹۹۱ء کی۔ گیارہ بجے بستر میں لیٹ گیا۔ یہاں درجہ حرارت ۹ ڈگری سینٹی گریڈ ہے۔ خاصی سردی ہے۔ مطالعہ کرتا رہا، مگر نیند ہے کہ آتی نہیں۔ میں حیران پریشان کہ آج کیا ہوا۔ تمام دن کا تھکا ہوا تھا۔ فوراً نیند آجانی چاہیے تھی۔ سوچتا رہا۔ سوچتا رہا۔ یاد آیا۔ اب ۱۲ بجے شب نیا سال آرہا ہے۔ ۱۹۹۱ء رخصت ہو رہا ہے' ۱۹۹۲ء شروع ہو رہا ہے۔ اس لیے نیند نہیں آرہی ہے! ٹھیک ۱۲ بجے میں نے ۱۹۹۱ء کو اللہ خیر جناب' میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حافظ کیا' اور جناب ۱۹۹۲ء کا پُرجوش استقبال کیا! اس کے بعد میں آرام سے سوگیا۔

صحت کا ایک نکتہ

نونہالو! صحت کا ایک نکتہ یہ ہے کہ انسان رات کو جلد سوجائے اور صبح جلد بیدار ہوجائے۔ رات دیر سے سونا قطعی غلط ہے' اور دیر سے اٹھنا اس سے بھی زیادہ غلط ہے۔ اب ایسا ہے کہ لوگ رات دیر تک جاگتے ہیں۔ شادیوں میں وقت کو برباد کرتے ہیں' ٹیلے وژن اور وی سی آر بیٹھے دیکھا کرتے ہیں۔ دیر سے سوتے ہیں اور دن چڑھے اٹھتے ہیں۔ ایسے لوگ صحت مند نہیں رہ سکتے۔ یہ ضرور نقصان اٹھاتے ہیں۔

میں رات مجبوراً دیر سے سویا تھا۔ صبح چار بجے میری آنکھ کھل گئی۔ ایک نکتہ نونہالو! تم کو اور بتارہا ہوں۔ وہ یہ کہ وقت کی پابندی کرنی چاہیے۔ سونے اور اٹھنے کے وقت مقرر کرلینے چاہییں۔ پھر جسم اس کا عادی ہوجایا کرتا ہے۔ اب تم نے دیکھا کہ میری عادت صبح چار بجے اٹھنے کی ہے۔ میری آنکھ اس وقت کھل گئی۔ اس کے بعد اچھی نیند نہیں آسکتی۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ رات لیٹ جانے کا جو وقت ہے اس کی بھی پابندی کرنی چاہیے۔ بات میں بات پیدا ہوتی ہے!

نونہالو! اس وقت دنیا میں ایک اور خطرناک مہم جاری ہے۔ مغرب کے ظالم دواسازوں نے نیند لانے کی گولیاں بنادی ہیں۔ اب وہ اپنی دواؤں کو فروخت کرنے کے لیے ہر طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ جائز کم ناجائز زیادہ۔ نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں کروڑوں لوگ سونے کے لیے نیند لانے والی گولیاں کھاتے ہیں۔ یہ نہایت خطرناک بات ہے۔ نیند لانے والی دوائیں صحت کے لیے

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہایت نقصان رساں ہیں۔ ان کا استعمال بالکل غلط ہے۔ جو لوگ یہ گولیاں کھا رہے ہیں وہ اپنی صحت کو خطروں میں ڈال رہے ہیں۔

یقیناً نونہالوں کے ذہن میں ایک سوال آرہا ہوگا کہ انسان کو کتنا سونا چاہیے؟ بہت اچھا سوال ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ ایک تن درست انسان کو چھے سات گھنٹے ضرور سونا چاہیے۔ بچوں کو ذرا زیادہ نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض لوگ کم سونے کی عادت ڈال لیتے ہیں۔ ہمارے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کم سویا کرتے تھے۔ ان کے لیے آسمان سے وحی یعنی اللہ تعالیٰ کا پیغام آیا کہ تم پر تمہارے جسم کا حق بھی۔ آرام کیا کرو۔ نپولین فرانس کا حکم راں تھا۔ چار گھنٹے سویا کرتا تھا۔ ایسے اور بھی لوگ گزرے ہیں، مگر یہ صحت کی بات نہیں ہے۔

مریضوں کی خدمت!

کہا گیا ہے اور صحیح کہا گیا ہے کہ انسان کی خدمت سب سے افضل (اچھی ـ بڑی) خدمت ہے۔ عربی میں ہے : **افضل الاشغال خدمتہ النلس** نونہالو! تم اپنی ساری زندگی یہ بات یاد رکھنا۔ انسان کی خدمت کرتے رہنا۔ اس سے انسان کو لازوال مسرتیں حاصل ہوتی ہیں۔ جب تم خدمت میں لگ جاؤ گے تو تم کو خود معلوم ہوجائے گا کہ خدمت کرکے کیسا مزا آتا ہے۔ اب دیکھو میں صبح نماز فجر ادا کرکے سوا چھے بجے مریضوں میں آکر بیٹھ گیا۔ پھر دوپہر ڈھائی بجے تک ان کی خدمت کرتا رہا۔ وہ اپنا دکھ بیان کرتے رہے۔ میں ان کا دکھ دُور کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ ہر مریض سے محبت سے ملا۔ محبت سے باتیں کیں۔ اس کے درد کو اپنا درد سمجھا۔ میں ان کا ہمدرد بنا۔ ان کی خدمت کرکے اٹھا تو ذرا تھکن نہ ہوئی۔ بھاگم بھاگ بزم ہمدرد نونہال

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں پہنچ گیا!

بزم ہمدرد نونہال!

نونہالو! یہ تمہاری بزم ہے! تمہارے لیے ہمدرد نے قائم کی ہے۔ پاکستان کی یہ پہلی بزم ہے جو نونہالوں کے لیے قائم ہوئی' اور ان کی اپنی ہے۔ نونہال اپنی اس بزم پر خوش ہیں اور سب سے زیادہ نونہال اس بزم کی اس روایت سے خوش ہیں کہ پاکستان میں یہ واحد بزم ہے اب تک کہ جو بالکل صحیح وقت پر شروع ہوتی ہے۔ ہزاروں نونہال اپنی بزم میں وقت پر آتے ہیں اور ایسا کرکے وہ فخر محسوس کرتے ہیں۔

نونہالو! آج کی بزم بڑی دل چسپ تھی۔ اس کی صدارت پاکستان کے سابق چیف جسٹس(عربی میں قاضی القضاۃ) یعنی ججوں کے جج جناب محترم جسٹس شیخ انوارالحق نے فرمائی۔ مہمان خصوصی محترمہ ڈاکٹر اعوان تھیں۔ چھے نونہالوں نے بڑی زور دار تقریریں کیں ان کے نام یہ ہیں : عائشہ انور' آصف خاں' مریم ثناء وڑائچ' طاہر رسول' شمائلہ مشتاق' محمد عمران سعید۔

پاکستان کے محترم اسکول ہر جگہ بزم ہمدرد نونہال سے تعاون کرتے ہیں۔ آج مہمانوں کو خوش آمدید ابدالی پبلک اسکول نے کیا۔ البنات اسکول کے نونہالوں نے قومی نغمہ پیش کیا۔ آج ٹیبلو مدرسۃ الزہرا نے پیش کیا۔ کراٹے ننجا سنٹر نے پیش کیا۔

ملاقاتیں

بزم کے بعد بہت سے دوستوں سے ہاتھ ملے۔ سارے دوست نونہال تھے۔ وہ میرے پیارے اور میں ان کا پیارا۔ خوب باتیں ہوئیں۔ میں نے اپنی تقریر میں آج نونہالوں سے کہا کہ تم اپنے قلم کو ہمیشہ سچائی کے لیے

toobaa-elibrary.blogspot.com

استعمال کرنا۔ قلم مقدس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں قلم کی قسم کھائی ہے۔ اس مقدس اور پاک قلم سے کبھی جھوٹ نہ لکھنا۔ پنجاب کے سابق وزیر اعلا ادیب ہیں، عالم ہیں، مگر وہ نقاش (آرٹسٹ) بھی ہیں۔ جناب محترم حنیف رامے صاحب انھوں نے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ "محمدؐ" نام کو انھوں نے کوئی ڈیڑھ سو انداز سے لکھ کر کمال کر دکھایا ہے۔ غالباً وہ پہلے نقاش ہیں جنھوں نے یہ کام کیا۔ میں نے خوب داد دی۔ یہ نمائش ان دنوں سہگل ہاؤس میں لگی ہے۔ صبح جناب رامے صاحب نے ٹیلے فون کیا تھا کہ آپ کے لیے روکی ہے ضرور دیکھ لیجیے گا۔ یہ دوست کی بات تھی۔ میں انکار نہیں کرسکا۔ کہا تو دل نے کہا : سعید یہ تمھاری خوش قسمتی ہے کہ تم نے یہ محمدؐ نقاشی دیکھی۔ محترمہ بیگم حسن سے ان کے گھر ملنے گیا اور ان کو مشورہ دیا کہ وہ مدینتہ الحکمت میں الفرقان (خاص بچوں کا گھر) کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لیے خود کو تیار کرلیں۔

ہمدرد یونیورسٹی

نونہالو! ۳ر جون ۱۹۹۱ء کو عالی مرتبت صدر گرامی قدر پاکستان نے مجھے نہایت احترام و اکرام کے ساتھ ہمدرد یونی ورسٹی قائم کرنے کا چارٹر (اجازت نامہ) دے دیا تھا۔ پھر اکتوبر ۱۹۹۱ء میں صوبہ سندھ کی اسمبلی نے اس کی قانونی منظوری بھی عطا فرمادی۔ اس چارٹر کی رو سے میں تاحیات چانسلر بن گیا ہوں۔ یہ میرے لیے سب سے بڑا اعزاز ہے۔ اب میں نے ہمدرد یونی ورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کردیا ہے۔ جناب محترم ڈاکٹر منظور احمد صاحب نے آج ہمدرد یونی ورسٹی کے وائس چانسلر کی ذمہ داریاں سنبھال لی ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲ر جنوری ۱۹۹۲ء جمعرات

نونہالو! میں کل رات نو بجے سو گیا تھا۔ صبح تین بجے جاگ گیا۔ چھے گھنٹے سو کر میں خود کو تازہ محسوس کررہا تھا۔ بس عرصے کے بعد آج محسوس ہورہا ہے کہ مجھے زکام ہوگیا ہے۔ زور دار زکام' ناک ایسی بہی جیسے پانی۔ شام تک ناک پونچھتے پونچھتے سرخ انگارا ہوگئی۔ بخار بھی ہوگیا ہے، مگر مجھے تو مریضوں کی خدمت کرنی ہے۔ جب خدمت کرنی ہے تو کیسا زکام اور کیسا بخار! صبح ساڑھے چھے بجے سے ڈھائی بجے تک زکام اور بخار میں مریضوں کی خدمت کرتا رہا۔

ایک خوش خبری!

نونہالو! ایک خوش خبری تمھارے اور میرے لیے یہ ہے کہ میری سائنس کی خدمت کے اعتراف میں پاکستان اکیڈمی اوف سائنس نے مجھے اپنا فیلو(رکن) بنالیا ہے۔ میں نے پچاس سال سائنس کی خدمت کی ہے اور سائنس دانوں کا احترام کیا ہے۔ دنیا نے مجھے بارہا سائنس داں تسلیم کیا۔ پاکستان نے ۴۵ سال بعد میری خدمت کا اعتراف کیا اور مجھے سائنس داں تسلیم کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ میرے لیے یہ اعزاز ہے۔ میں پاکستان کے سائنس دانوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں! اب میرا دل چاہتا ہے کہ میرے پاکستان کے میرے نونہال سائنس کے میدان میں آگے بڑھیں۔ میرا

toobaa-elibrary.blogspot.com

دل چاہتا ہے کہ وہ سائنس داں بنیں۔ نام پیدا کریں۔ نام سے زیادہ یہ کہ پاکستان کی خدمت کریں۔ پاکستان کو بڑا بنائیں۔ سائنس کے بغیر پاکستان بڑا نہیں بن سکتا۔

وثیقہ اعتراف

نونہالو! وثیقہ عربی زبان کا نہایت مقدس لفظ ہے۔ یہ لفظ ایوارڈ(اعزاز) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

جناب حمیدی صاحب نے دسمبر ۱۹۹۱ء کے شروع میں ایک خوب نکتہ پیدا کیا! انھوں نے مشورہ دیا کہ ۱۹۹۲ء میں شام ہمدرد میں ہر جگہ پاکستان کے صاحبان علم وحکمت کی خدمات کا اعتراف کیا جائے۔ ان کو اعتراف کے طور پر اسناد دی جائیں اور ان سے درخواست کی جائے کہ وہ اہل پاکستان کو پیغام دیں۔ میں نے حمیدی صاحب کو داد دی اور فوراً ان کی بات مان لی اور پھر میں نے پوری اسکیم ۱۹۹۲ء کے ۱۲ ماہ کے لیے تیار کردی۔

میں نے شیلڈ کا نمونہ تیار کیا۔ میرے رفیق جناب علی حسن صاحب نہایت دانش مند اور شائستہ انسان ہیں۔ انھوں نے ذمہ داری لی کہ وہ شیلڈ تیار کرادیں گے اور چند روز میں دے دیں گے۔ میں نے شیلڈ کی عبارت لکھ دی۔ آج ایک تاریخی کام ہوگیا!

نونہالو! جس طرح میں تمھارا دوست ہوں اسی طرح میں پاکستان کے صاحبان علم (عالموں) کا بھی دوست ہوں۔ آج میں نے اس میں دلی مسرت اور قلبی اطمینان محسوس کیا ہے کہ میں نے شام ہمدرد میں حسب ذیل عالموں کا احترام کیا اور ان کو وثیقہ اعتراف شیلڈ پیش کی :

عالی جناب محترم پروفیسر ڈاکٹر رفیق احمد

toobaa-elibrary.blogspot.com

عالی جناب محترم پروفیرڈاکٹر عبدالسلام خورشید
عالی جناب محترم پروفیسرڈاکٹر خلیل اللہ قریشی
عالی جناب محترم پروفیسرڈاکٹر آغا سہیل

اس شام ہمدرد کی صدارت میرے دوست جناب محترم جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ صاحب نے فرمائی۔ جناب شاہ صاحب ان دنوں سپریم کورٹ اوف پاکستان کے جج ہیں۔ وثیقہ اعتراف شیلڈیں، عالموں کو جناب شاہ صاحب ہی نے عطا فرمائیں۔

نونہالوں نے ہار پہنائے

میں نے یہ اہتمام کیا کہ بزم ہمدرد نونہال کے چار مقرر نونہالوں کو بلایا تھا۔ میرے ان نونہالوں نے ان چاروں عالموں کو پھولوں کے ہار پہنائے۔ یہ نونہال یہ تھے :

شیراز زبیر۔ کریم موتی والا ۔ قمرالرحمٰن ۔ معاذ ریاض

مغرب کے وقت یہ شان دار تقریب ختم ہوئی اور ایک تاریخ ساز کام کا آغاز لاہور سے ہوگیا۔ اب پورے سال میں ۲۰۰ عالموں کو ہم ایسی شیلڈیں دیں گے۔

لاہور سے کراچی!

نونہالو! میں عالی جناب محترم جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ صاحب سے اجازت لے کر ہوائی میدان بھاگا۔ بھاگم بھاگ جہاز میں سوار ہو گیا۔ بہت سے مسافر تو بیٹھ چکے تھے۔ جناب سردار صدیقی صاحب اور جناب بخاری صاحب کا شکریہ کہ وہ تمام کام کرلیتے ہیں اور مجھے بس جہاز میں سوار ہونا پڑتا ہے۔ وہ میرا وقت بچاتے ہیں۔ اپنا وقت دیتے ہیں۔ میں ان کا شکریہ ادا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرتاہوں۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ میں نے جو وقت ان کی وجہ سے بچایا ہے اسے میں اچھے کاموں میں صَرف کرتا ہوں۔ ایک منٹ ضائع نہیں کرتا۔ نونہالو! وقت امانت ہے۔ اس کا صحیح استعمال عبادت ہے' اور وقت کو ضائع کرنا خیانت ہے۔ جو لوگ اپنے وقت کا صحیح استعمال کرتے ہیں بڑے وہی بنتے ہیں۔

روسی قونصل جنرل

روس کے قونصل جنرل(نائب سفیر برائے کراچی) جناب وائی واس نیف صاحب کا اصرار تھا کہ ان سے میری ملاقات ہوجائے۔ کراچی کے ہوائی میدان سے میں سیدھا ان کے گھر ڈفنس سوسائٹی پہنچ گیا۔ ان سے وہاں جو باتیں ہوئیں بڑی آسانی سے وہ ٹیلے فون پر بھی ہوسکتی تھیں اور میرا وقت بچ جاتا۔ بارے ان کو اب تک یقین نہیں آیا ہے کہ روس کے ۲۰ بجے ہفتے کی رات گیارہ بجے آسکیں گے۔ روس کے موجودہ حالات میں وہاں ان ایفی شی اینسی(ناقابلیت یا نا اہلیت) آگئی ہے۔ اس سے مجھے دکھ ہوا ہے۔

روزہ تھا آج بھی!

میرا روزہ تھا۔ ہوائی جہاز میں ایک ٹافی سے روزہ افطار کرکے نماز مغرب اشاروں سے ادا کرلی تھی۔ میں ٹافی جیب میں رکھتاہوں بالخصوص پی.آئی.اے میں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ کارکنان کی تربیت کا اسلامی انتظام پی۔ آئی۔ اے میں نہیں ہے۔ اس لیے ہوائی جہاز میں جو عملہ کام کرتا ہے وہ ایفی شی اینٹ (اہل۔ قابل) نہیں ہے۔ مثال دیتا ہوں۔ دل چسپ ہے۔ نونہال ذرا اس پر غور کریں اور ایفی شی اینسی (اہلیت) اور ان ایفی شی اینسی (نااہلیت) کے مابین فرق کریں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

نونہالو! ایک بار میں برٹش ایرویز سے ٹورنٹو(کنیڈا) سے لندن آرہا تھا۔ میرا لباس وہی سفید تھا۔ ہوائی جہاز کے اسٹیورڈ نے، جو نگراں جہاز ہوتا ہے، میری نشست کے پاس آکر اور آدھا جھک کر پوچھا : سر ہیویو آرڈرڈ اسپیشل میل ؟(جناب کیا آپ نے خصوصی(مسلم) کھانے کی ہدایت دی ہے؟) میں نے ہاں کہا اور یہ بھی کہا کہ میں روزے سے ہوں۔ ۸ بجنے میں پانچ منٹ پر روزہ افطار کروں گا۔

نونہالو! ٹھیک آٹھ بجنے میں پانچ منٹ تھے اسٹیورڈ نے ایک گلاس دودھ اور چند بسکٹ لاکر دے دیے۔ میں نے روزہ افطار کرلیا۔ اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھو : میں نے ۲۹ دسمبر کو کراچی سے اسلام آباد تک پی آئی اے میں سفر کیا۔ عملہ جہاز حسب معمول مہربان تھا۔ چائے لائے۔ میں نے کہا : میں روزے سے ہوں۔ پھر ایک اور صاحب آئے۔ فرمایا : جناب حکیم صاحب! آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں؟ میں نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں روزہ رکھے ہوئے ہوں۔ ایک خاتون اور آئیں۔ فرمایا : حکیم صاحب، آپ نے چائے نوش نہیں فرمائی؟ میں نے ان سے بھی کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ یہ تینوں عملے کے اچھے کارکن تھے۔ مستعد تھے۔ اب میں توقع کررہا تھا کہ وہ برٹش ایرویز کے اسٹیورڈ کی طرح افطار کے لیے مجھے کم از کم پانی ہی دے دیں، مگر ان تینوں میں سے کسی ایک کو یہ خیال نہیں آیا کہ روزہ دار کا روزہ کھلوانا ہے۔حال آں کہ یہ تینوں مہربان تھے۔ مگر ان کی تربیت صحیح نہیں تھی۔ یہ ان ایفی شی اینسی ہے۔ میں نے ثانی سے روزہ افطار کرلیا۔ نماز مغرب اشاروں میں ادا کرلی۔

گھر آگیا!

toobaa-elibrary.blogspot.com

سوا نو بجے رات گھر آگیا۔ روزہ دار تھا۔ تھکن سے چور تھا، مگر دیکھا کہ ماموں زاد بھائی حکیم اقبال احمد آئے ہیں۔ وہ کل واپس دلی جا رہے ہیں۔ سلام کرنے آئے تھے۔ میں تھکن کو بھول گیا۔ ان کی محبت پر فدا ہوگیا۔ ان سے کافی دیر باتیں کرتا رہا۔ وہ چلے گئے تو میں نے ناشتہ کرلیا اور پھر میں اوپر اپنے کمرے میں آگیا۔

تحائف

روسی سفارت خانے سے سال نو کے تحفے آئے ہیں۔ میری نواسی آمنہ نے ان کو بڑے اشتیاق سے کھولا۔ ایک روسی گڑیا ہے۔ ایک روسی گھڑی ہے۔ میں جلد ان کا شکریہ ادا کروں گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۳ر جنوری ۱۹۹۲ء جمعتہ المبارک

نونہالو! آج ایک بڑا کام کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اچھے اور بڑے کاموں کے لیے مجھے توفیقیں عطا فرمائی ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور ہر اچھے اور بڑے کام کے لیے تیار ہوجاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بڑا ہے۔ سب سے بڑا۔ سب کچھ اللہ کا ہے۔ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے وہ عزّت نہ دے' ذلّت دے دے۔ اب یہ انسان کا اپنا فیصلہ ہے۔ اگر وہ اچھے کام کرے گا' لوگوں سے محبت کرے گا' انسانوں کا احترام کرے گا تو اسے عزت ہی ملے گی۔ میں اچھے کام کرنے کی کوشش کرتاہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے عزت دیتے ہیں۔ میں سب سے محبت کرتاہوں تو سب مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ میں سب کا احترام کرتاہوں تو سب میرا احترام کرتے ہیں۔ تو میرے نونہالو! تم بھی غور کرو۔ اچھا اور بڑا بننے کی کوشش کرو۔

ایک عالمی کانفرنس

مدینتہ الحکمت میں آج صبح دس بجے ایک عالمی کانفرنس شروع ہوئی۔ اس کانفرنس میں شرکت کے لیے امریکا' برطانیہ' ہندستان' ہمارے مشرقی پاکستان یعنی بنگلہ دیش' اردن' کنیڈا وغیرہ سے ماہرین آئے ہیں۔ یہ وہ عالم ہیں جو انسانوں کی خدمت کرتے ہیں۔ انسان کے سماجی مسائل پر غور کرتے ہیں اور مشورہ دیتے ہیں۔ ایک نہایت سنگین مسئلہ تو یہ ہے کہ خلیج کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

جنگ میں مسلمانوں کو جو پسپائی ملی ہے اور ان کی عزت خاک میں ملی ہے اس کے اسباب کیا ہیں۔ سب باتوں پر غور کرتا ہے اور غور کر کے پھر راستہ ڈھونڈتا ہے کہ اب دنیا کے مسلمان کیا کریں۔ اپنی کھوئی عزت واپس کیسے حاصل کریں۔ نونہالو! اب امریکا دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن گیا ہے۔ یہ امریکا مسلمانوں کا دوست نہیں ہے۔ روس اور امریکا دونوں یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں مسلمان طاقت نہ پکڑیں۔ اب تم نے یہ تو دیکھ ہی لیا کہ خود روس ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دنیا کی دوسری بڑی طاقت نہ رہا۔ امریکا روس پر بھی غالب آ گیا۔ روس اگر مسلمانوں کا دشمن نہ ہوتا تو وہ افغانستان پر حملہ نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے افغانستان کے سچے مسلمانوں کو ایسی ایمان کی طاقت دی کہ ان افغانی مسلمانوں نے دنیا کی دوسری بڑی طاقت کو ہرا دیا اور پھر روس پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ وہ کم زور ہو گیا۔ اگر روس افغانستان پر حملہ نہ کرتا اور وہاں لاکھوں مسلمانوں کو قتل نہ کرتا تو اللہ تعالیٰ اسے سزا نہ دیتا۔ اب تو ایک فائدہ یہ ہوا کہ روس نے جن پانچ مسلمان ریاستوں کو سال ہا سال سے غلام بنا رکھا تھا وہ بھی آزاد ہو گئی ہیں۔ میں نے سب سے پہلے، یعنی روس کا پتلا حال ہو جانے سے پہلے پاکستان کے وزیراعظم کو خط لکھ دیا تھا کہ روس میں تین چار ماہ بعد انقلاب آنے والا ہے۔ مسلم ریاستیں آزاد ہوں گی۔ آپ فوراً ان کی مدد کریں۔

خیر نونہالو! بات لمبی ہوئی جاتی ہے۔ مدینتہ الحکمت میں دور دور سے ماہرین مسلمانوں کے ایسے ہی مسئلوں پر سوچنے سمجھنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ یہ ۳۰ - ۳۵ بڑے انسان میرے مہمان ہیں۔ میرے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مدینتہ الحکمتہ میں ایک بڑا شان دار مہمان خانہ بن گیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسلم ماہرین سماجی علوم کی بین الاقوامی کانفرنس کے افتتاحی اجلاس کا منظر

toobaa-elibrary.blogspot.com

سماجی علوم کے ماہرین کی عالمی کانفرنس کے مندوبین رجسٹریشن کرا رہے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے۔ میں نے اس کا نام بیت العلما رکھا ہے۔ انگریزی میں اسکالرز ہاؤس۔ بیت معنی گھر۔ علما عالم کی جمع۔ یعنی عالموں کا گھر! یہ سارے مہمان یہاں ہی ٹھیرے ہیں۔ ان کے رہنے' کھانے پینے کا سب انتظام ہے۔

خیر صاحب' ٹھیک ۱۰ بجے جناب محترم جسٹس سعیدالزماں صدیقی صاحب اسلامی شان و شوکت کے ساتھ تشریف لائے۔ وہ ان دنوں سندھ کے قائم مقام گورنر ہیں۔ دور دور سے آئے ہوئے سب عالم' اور شہر کراچی کے عالم سب کے سب بیت الحکمتہ کی سماعت گاہ (آڈیٹوریم) میں جمع ہوگئے تھے۔ جناب جسٹس صاحب کا استقبال میں نے' جناب ڈاکٹر مشتاق الرحمان صاحب اور ڈاکٹر منظور احمد صاحب نے اور محترمہ سعدیہ ہمدرد نے کیا۔ جناب ڈاکٹر مشتاق الرحمان امریکا میں رہتے ہیں اور وہاں مسلم سوشل سائنسٹسٹوں کی انجمن کے روح رواں ہیں۔ ہمدرد نے اور امریکا کی اس انجمن نے مل کر یہ عالمی کانفرنس کی ہے۔ جناب ڈاکٹر منظور احمد صاحب کو میں نے ہمدرد یونی ورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کیا ہے۔ اور سعدیہ تو میری بیٹی ہیں۔ اور میرا بیٹا بھی ہیں۔ انہوں نے شان دار کام کیا ہے۔ سعدیہ اور زاہدہ (میری سیکریٹری) دونوں نے مل کر اتنی بڑی کانفرنس کا سارا انتظام کرڈالا ہے۔

ہمدرد پبلک اسکول کے ایک نونہال نے قرآن حکیم کی مقدس آیات تلاوت کرکے اس عالمی کانفرنس کا آغاز کیا۔ میں نے تقریر کی پھر ڈاکٹر مشتاق الرحمان نے باتیں کیں۔ پھر جناب جسٹس سعیدالزماں صدیقی صاحب نے اپنا خطبہ افتتاحیہ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد جناب ڈاکٹر منظور احمد صاحب نے کلیدی خطبہ ارشاد فرمایا۔

اس طرح آج ایک بڑی کانفرنس کا آغاز ہوا۔ اب چار دن تک یہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

تمام عالم غور اور فکر کریں گے۔ ۷ ر جنوری کو جمع ہو کر بتائیں گے کہ مسلمانوں کے امراض کیا ہیں اور ان کا علاج کیا ہے۔

نماز جمعہ

نونہالو! آج جمعہ ہے۔ جمعہ مسلمانوں کی عید ہوتی ہے۔ اس دن تمام مسلمان جامع مسجدوں میں نماز ادا کرتے ہیں۔ آپس میں ملتے ہیں محبت کا دم بھرتے ہیں۔ ہفتے میں ایک دن مسلمانوں کا مسجدوں میں آنا، نماز ساتھ مل کر ادا کرنا اور آپس میں ملنا بڑی اچھی سنت ہے۔ اگر مسلمان ہر جمعے کو محبت کرنے لگیں اور ایک دوسرے کا احترام کرنے لگیں تو پاکستان کا ہر شہر محبت کا شہر بن جائے۔

جمعے کی نماز کا وقت آگیا ہے۔ ہم سب نے ہمدرد پبلک اسکول کے علاقے میں الفرقان مسجد میں نماز جمعہ ادا کی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے ہم سب کو جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ ہم مسلمانوں کے حال پر غور کریں گے۔ ہم نے دعا کی کہ چار دن تک ہم سب سر جوڑ کر بیٹھیں گے، ہمیں توفیق اور ہدایت عطا فرما کہ ہم اچھے کام کریں۔ جناب محترم فرقان احمد شمسی نے نماز جمعہ پڑھائی۔

کھانا کھا کر ہم سب تین بجے سے پانچ بجے تک ہال میں جمع ہو گئے۔ عالموں نے اپنے مقالات پڑھے۔ ان پر آپس میں غور ہوا۔ تبادل خیال ہوا۔ یعنی ایک نے دوسرے کی باتیں سنیں، فکر کیا اور غور کیا۔

تو میرے پیارے نونہالو! آج کا تمام دن نیک کاموں میں صرف ہوا۔ میں نے گھر آکر نماز مغرب ادا کی اور شکرانے کے بھی دو نفل پڑھے۔ مجھے لاہور میں جمعرات کی صبح بڑا شدید زکام ہوا۔ بخار ہو گیا، مگر میں وہاں تمام

toobaa-elibrary.blogspot.com

دن مریضوں کی خدمت کرتا رہا۔ آج بھی صبح مجھے ایک سو تین بخار تھا، مگر میں نے بخار کو ہرادیا۔ ایک منٹ کام بند نہ کیا۔ صبح چار سے رات کے آٹھ بجے تک ایک سو تین بخار میں کام کرتا رہا۔ میں اچھے کام کررہا تھا۔ اللہ میاں نے مجھے ہمّت دے دی۔ طاقت دے دی۔

ایک راز آج کھل گیا!

نونہالو! تم جانتے ہو کہ جب میں چھوٹا تھا تو ہکلاتا تھا۔ بڑی مشکل سے بول سکتا تھا۔ خیر میں نے اس پر قابو پالیا، مگر جب بخار میں ہوتا ہوں اور تھک جاتا ہوں تو ذرا سی ہکلاہٹ آجاتی ہے اور ہاں آئس کریم کھاکر بھی ذرا دیر کے لیے ہکلاہٹ آتی ہے۔ آج صبح بڑے جلسے میں ایک لفظ پر زبان رک گئی اور میں ہکلا گیا۔ بہت سے لوگوں کو راز معلوم ہوگیا کہ میں ہکلاتا ہوں۔ شرم تو آئی، مگر پھر خیال آیا کہ اگر مجھ میں کوئی کم زوری ہے تو اچھا ہے کہ ان سب کو معلوم ہوجائے!

toobaa-elibrary.blogspot.com

۴ر جنوری ۱۹۹۲ء ہفتہ

رات کو کوئی پانچ گھنٹے سولیا۔ تازہ دم ہوگیا۔ تین بجے اٹھا۔ نماز تہجد ادا کی اور پھر میں نے اپنی میز پر رکھے ہوئے فائلوں کے اجتماع کو دیکھا۔ پھر اس ڈاک کو دیکھا کہ جو گزشتہ پانچ دنوں میں آئی۔ سینکڑوں خط اور درجنوں فائل۔ خیر' میں نے کام شروع کردیا۔ ساڑھے پانچ بجے تک فائل تو میں نے سب ہی دیکھ لیے اور ضروری ہدایتیں دے دیں۔ اب خطوط کا اللہ مالک ہے۔ رات کو دیکھوں گا۔

مریضوں کی کثرت

نونہالو! آج تو مریض زیادہ ہی تھے۔ ۶ بجے کام شروع کردیا تھا۔ شام کے ۴ بجے تک میں مریضوں کی خدمت کرتا رہا۔ ان کے دکھ درد سنتا رہا۔ دکھ درد دور کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ میرے ساتھ ۹۔ ۱۰ کارکن کام کرتے ہیں۔ تین طیبائیں ہیں جو خواتین کی رپورٹیں تیار کرتی ہیں۔ دو خواتین خون' بلغم' پیشاب وغیرہ ٹیسٹ کرتی ہیں۔ دو طبیبہ نسخے لکھتی ہیں۔ ایک خاتون اور ایک مرد مریضوں کو کنٹرول کرتے ہیں اور ان کو نمبر سے بلاتے ہیں۔ خاص خاص موقعوں پر بڑی طبیبہ (انوری بیگم) بھی مدد کرتی ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دائیں جانب سے جناب ڈاکٹر سید حبیب الحق ندوی (ڈربن یونی ورسٹی جنوبی افریقہ) جناب ڈاکٹر حافظ محمد الیاس (مینجنگ ڈائریکٹر ہمدرد لیباریٹریز پاکستان) مہمان خصوصی۔ جناب حکیم نعیم الدین زبیری ڈائریکٹر اکیڈمک ریسرچ صدر مشاعرہ اور جناب محترم راغب مراد آبادی جنھوں نے مشاعرہ کنڈکٹ کیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

محترم ڈاکٹر مصباح الدین شامی ہمارے ملک کے بڑے سائنس داں ہیں۔ پہلے پاکستان سائنس فاؤنڈیشن کے صدر تھے۔ اب پاکستان اکیڈمی اوف سائنس کے صدر ہیں۔ میں نے ان کو اسلام آباد سے کراچی آنے کی دعوت دی ہے۔ کل ان کے اعزاز میں میری لکھی ہوئی کتاب سائنس کا افتتاح ہونا ہے۔

مدینتہ الحکمت میں آج محفل مشاعرہ برپا ہے۔ بڑے بڑے شعرا وہاں ہیں۔ جناب محترم حمایت علی شاعر، جناب محترم راغب مراد آبادی، محترمہ ریحانہ منہاج، جناب محترم راشد نور، جناب محترم پروفیسر ایم۔ اے۔ فخری (امریکا) جناب محترم جاذب قریشی، جناب محترم اعجاز رحمانی، جناب محترم پروفیسر دلنواز صدیقی (امریکا) جناب محترم احمد ہمدانی، جناب محترم قمر ہاشمی، جناب محترم شبنم رومانی، جناب محترم تابش دہلوی، جناب محترم ضیاء الحق قاسمی، جناب محترم دلاور فگار، جناب محترم پروفیسر عابد اللہ عارف (امریکا) جناب محترم محشر بدایونی۔

مجھے وہاں ہونا چاہیے تھا۔ مگر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں جناب محترم شامی صاحب کا احترام کروں اور ان کا ہوائی میدان پر استقبال کروں۔ میں ۹ بجے ہوائی میدان پہنچ گیا۔ ڈاکٹر شامی صاحب تشریف لے آئے۔ ان کو مدینتہ الحکمت لے جانے میں تکلیف ہوتی۔ میں ان کو اپنے گھر لے آیا۔ رات کو یہاں ہی قیام کرایا۔ ان کے آرام کے لیے یہ ضروری تھا۔

روسی بچے!

نونہالو! تم یہ تو خوب جانتے ہو کہ میں پاکستان کے نونہالوں سے محبت کرتا ہوں، مگر میں تو واقعی دنیا کے بچوں سے محبت کرنے لگا ہوں۔ جہاں جس ملک میں جاتا ہوں وہاں کے بچے دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہوں، ان سے ضرور

toobaa-elibrary.blogspot.com

باتیں کرتا ہوں!

چرنوبل حادثہ

نونہالو! کئی برس پہلے روس میں ایک حادثہ پیش آیا تھا۔ چرنوبل کے ایٹمی بجلی گھر میں دھماکا ہوا تھا۔ اس کی وجہ سے ہزارہا لوگ مرگئے۔ لاتعداد انسان معذور ہوئے۔ جہاں جہاں تاب کاری کے اثرات گئے اس نے تباہی مچائی۔ جانور بھی متاثر ہوئے۔ کھیتیاں بھی خراب ہوئیں۔ وہاں نونہال بھی متاثر ہوئے۔ میں نے متاثرہ علاقے کے نونہالوں کو پاکستان آنے کی دعوت دی ہے اور کہا ہے کہ یہ بچے میرے ساتھ رہیں اور موسم سرما کی چھٹیاں روس کے نہایت سخت سرد موسم کے بجائے پاکستان کے معتدل موسم میں گزاریں۔

نونہالو! روس بڑا سرد ملک ہے۔ یہاں جنوری میں تو بڑی سخت سردی ہوتی ہے۔ برف باری ہوتی ہے۔ میں تو نومبر میں وہاں تھا۔ لینن گراڈ سے ہی برف باری شروع ہوگئی تھی۔ صبح جب ریل گاڑی سے موسکو میں اترا تو سارا موسکو سفید تھا۔ ہر جگہ برف تھی۔ درجۂ حرارت صفر سے نیچے تھا۔ شاید ۷ درجے سفر سے نیچے۔ اب تم جنوری کا اندازہ کرلو۔

ان دنوں روس کے معاشی حالات بے حد خراب ہیں۔ کھانے پینے کی چیزیں وہاں بے حد کم ہیں۔ وہاں میری ایک سکرٹری ر مترجم خاتون ڈاکٹر مس لڈمیلا ہیں۔ اردو زبان میں ڈاکٹر ہیں۔ ڈاکٹر اوف اردو لٹریچر۔ ان کا خط آیا ہے کہ ایک ایک ہفتہ قطار میں کھڑے ہوتے ہیں تو کہیں جاکر ایک ڈبل روٹی یا انڈے ملتے ہیں! ابھی کل پرسوں ہی کی تو بات ہے کہ کسی اخبار میں تصویر چھپی ہے کہ ایک کھاتی پیتی خاتون کا حال یہ ہے کہ وہ کوڑے کے ڈھیر مین

toobaa-elibrary.blogspot.com

کھانے کی کوئی چیز تلاش کر رہی ہے۔ نونہالو! اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ پاکستان میں کبھی ایسے حالات نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنا دیا ہے، اتنا دیا ہے کہ جس کی حد نہیں ہے۔ ہمیں یقیناً شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

نونہالو! تعجب یہ ہوا کہ روسی ہوائی جہاز ایروفلوٹ وقت سے پہلے آگیا۔ یعنی بجائے گیارہ بجے کے دس بج کر ۳۵ منٹ پر آیا۔ میں نے دس بج کر چالیس منٹ پر ٹیلی فون کیا تو ڈیوٹی پر خاتون نے بتایا کہ جہاز ۱۰ بج کر ۳۵ منٹ پر اتر چکا ہے۔ مجھے اطمینان نہیں ہوا۔ میں نے دوبارہ پوچھا۔ ان خاتون نے بڑے ناراض ہو کر جواب دیا! کہہ تو دیا، جہاز اتر چکا ہے! میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اگر میں بھی ان کو تلخ جواب دیتا تو ان میں اور مجھ میں کیا فرق رہ جاتا۔ ناراض ہونا ان کا کام۔ محبت سے بات کرنا میرا کام!

خیر جناب میں نے سعدیہ بیٹی کو ساتھ لیا اور موٹر کار بھگا دی! بھاگم بھاگ ہوائی میدان پہنچا۔ ۱۷ منٹ لگے۔ مجھے ہوائی میدان پر اندر چلے جانے کی اجازت ہے۔ میں فوراً اندر گیا۔ روسی بچے اتر چکے تھے۔ ۱۶ بچیاں اور ۴ بچے۔ ان کے ساتھ دو خاتونیں۔ دونوں نہ اردو جانتی ہیں نہ انگریزی۔ روس والوں نے میری بات نہیں مانی۔ وعدہ خلافی کی۔ وعدہ یہ تھا کہ ڈاکٹر لڈمیلا ساتھ آئیں گی۔ میں دل میں خوش نہیں ہوا۔ مجھ سے زیادہ میری بیٹی سعدیہ ناخوش ہوئیں۔ ڈاکٹر لڈمیلا سعدیہ کی سہیلی ہیں۔ وہ لڈمیلا کا آنا چاہتی تھیں۔

میرے ساتھی سب ہوائی میدان پر تھے۔ میرے اندر جانے کی وجہ سے ان کے پاس پورٹ وغیرہ جلد ٹھیک ہوگئے اور میں ان ۲۰ بچوں کو اپنے ساتھ باہر لے آیا۔ جناب فیروز علی نے نہایت توجہ سے کام کیا۔ جناب احمد

toobaa-elibrary.blogspot.com

میاں، جناب عبدالعزیز بھی مستعد تھے۔ جناب تصویر حسین حمیدی (ڈائریکٹر پروگرامس) بھی تیار تھے۔ شان دار کوچ کا انتظام ہم نے کردیا تھا۔

ان بچوں کو ہم نے ہوٹل مہران میں ٹھیرایا ہے۔ ہم ہوٹل کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے رعایت کی ہے اور بڑی اچھی سہولتیں دی ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۵ر جنوری ۱۹۹۲ء اتوار

نونہالو! آج میں جب تمہاری دل چسپی کے لیے روزنامچہ لکھنے بیٹھا تو گھبراگیا۔ آج تو میں نے صبح سے رات تک بڑے بڑے کام کر ڈالے ہیں۔ کہاں تک لکھوں! مگر تمہاری خاطر تو مجھے کرنی چاہیے۔ ضرور لکھوں گا۔ لو بھئی لکھ دیا، اب تم غور سے پڑھو!

شب بیداری

یہ فارسی زبان ہے۔ شب کے معنی رات ۔ بیدار کے معنی جاگنا۔ شب بیدار کے معنی رات کو جاگنے والا۔ نونہالو! فارسی بڑی شیریں (میٹھی) زبان ہے۔ مغلوں کے دور میں تو ہندستان کی سرکاری زبان فارسی ہی تھی۔ غور کیا جائے تو ہم مسلمانوں کی تاریخ اور علم و ادب سب فارسی زبان میں ہے۔ مگر ہم نے فارسی زبان سے غفلت برتی۔ عربی کی طرف دوڑ پڑے۔ یہ دوڑنا اچھی بات تھی۔ ہماری سب سے بڑی کتاب، یعنی قرآن حکیم عربی زبان میں ہے۔ مگر ہماری تعلیمی نظام کی یہ خرابی ہے کہ ہم عربی زبان اختیار نہ کرسکے! اب حال یہ ہے کہ ہمیں نہ عربی آتی ہے اور نہ فارسی۔ اللہ توبہ ہے اور تعلیم میں تو ہمارا حال یہ ہے کہ ہمیں تو اچھی اردو بھی نہیں آتی۔ انگریزی کا بڑا زور ہے۔ ہمارے طالب علم کو تو انگریزی بھی نہیں آتی۔

خیر میں شب بیداری کی بات کررہا تھا۔ ابھی صبح کے تین بجے تھے اور آخر رات تھی کہ میں بیدار ہوگیا۔ کسمسایا۔ شیطان نے بہکایا۔ کہنے

toobaa-elibrary.blogspot.com

لگا : سعید'سعید' ابھی تو رات ہے۔ سوجاؤ۔ سوجاؤ۔ میں صبح دن چڑھے تم کو جگادوں گا! سوجاؤ!

نونہالو! پہلے تو میں شیطان کی لوریاں مزے سے سنتا رہا۔ جب اس نے کہا! سعید سوجاؤ' تو مجھے اس کی یہ بات بڑی اچھی لگی۔ میں نے رضائی کو لپیٹا اور آنکھیں بیدار کرلیں۔ مگر اتنے میں میرا ضمیر بیدار ہوگیا۔ دل روشن ہوگیا۔ میں نے فوراً شیطان کی بات کو دل سے نکال کر پھینک دیا۔ زور سے لاحول ولا قوۃ پڑھی۔ لاحول پڑھتے ہی شیطان ایسا بھاگا جیسے گدھے کے سر سے سینگ!

میں فوراً اٹھ بیٹھا۔ کلمئہ طیبہ پڑھا۔ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ! چھلانگ لگائی اور بستر سے باہر!

جلدی جلدی تیار ہوا۔ جانماز پر آگیا۔ چھے نفل تہجد ادا کرکے تلاوت قرآن حکیم کی۔ پہلی تسبیح میں ۳۳ بار سبحان اللہ' پھر ۳۳ بار الحمدللہ' پھر ۳۳ بار اللہ اکبر پڑھا۔ دوسری تسبیح میں حا حیّ یا قیوم سو بار پڑھا۔ تیسری تسبیح میں سو بار یا سلام' یا سلام پڑھا۔ دعا مانگی :

اللہ تعالیٰ! مدینتہ الحکمت کے لیے خزانۂ غیب سے خزانۂ بے کراں عطا فرما دیجیے۔

نونہالو! مجھے ایک واقعہ یاد آگیا ہے تو ذرا غور سے سن لو!

ایک بار ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیاری سی بیٹی حضرت فاطمتہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملنے گئے۔ انہوں نے بیٹی کو ملول پایا۔ حال دریافت فرمایا۔ چکی پیستے پیستے بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں گٹے پڑگئے تھے۔ حضرت فاطمتہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

خواہش ظاہر کی کہ جنگی قیدیوں میں آئے ہوئے ایک قیدی میرے گھر کسی کام کے لیے دے دیں تو اچھا ہو گا۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اکلوتی پیاری بیٹی کا درد سنا، مگر فرمایا اپنی ذات کے لیے قیدی کی خدمات نہیں دی جاسکتیں۔ پھر فرمایا تم تسبیح پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری غربت اور اذیت دور فرمائے گا۔ ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمدللہ، ۳۴ بار اللہ اکبر۔

نونہالو! سارے مسلمان یہی تسبیح پڑھتے ہیں۔ میں بھی پڑھتا ہوں۔ میں یا حیُّ یا قیوم پڑھتا ہوں۔ کہا گیا ہے کہ یہ اسم اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے ہیں۔ وہ حی بھی ہیں، قیوم بھی۔

(حیُّ! معنی زندہ رہنے والا۔ قیوم! معنی قائم رہنے والا)

یا سلام بھی خوب تسبیح ہے اور سلامتیاں لاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے عزیز نونہالوں پر سلامتیاں نازل فرمائیں۔

ایک معذرت

معذرت کے معنی ہیں : عذر کرنا، مجبوری۔ آج ہوٹل میں ایک نہایت مفید اور مقصد سے پُر عالمی کنگرس کا آغاز ہو رہا ہے۔ افتتاحی جلسے میں میری تقریر تھی۔ مگر میں نے اپنے عزیز ڈاکٹر عطاء الرحمان سے معذرت کرلی تھی۔ معذرت کی وجہ ہے اور وجہ یہ ہے کہ اس کنگرس میں ایک صاحب جو سب سے اہم قرار دیے گئے ان کا رویہ عالموں سے اچھا نہیں ہے۔ اس لیے میں نہیں گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عالم بیزار انسان تو آیا ہی نہیں۔ تو مجھے افسوس ہوا۔ میری تقریر بہت معنی خیز تھی میں تو پھر ضرور جاتا۔

مریضوں کی خدمت

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں نماز فجر ادا کر کے صبح ٹھیک چھے بجے مطب ہمدرد (آرام باغ) پہنچ گیا۔ دیکھا تو درجنوں عورت مرد موجود ہیں۔ بس میں نے اپنے حواس ٹھیک کیے۔ اپنی قوتیں یکجا کیں، اور سب کچھ بھول کر مریضوں کی خدمت میں لگ گیا۔ نونہالو! خدمت میں جو مزہ ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں ہے۔

اب پونے گیارہ بجے تھے۔ میں ۱۱۹ مریضوں کی خدمت کر چکا تھا۔ ان کا درد دل سن چکا تھا، اور ان کا درد دور کرنے کی کوشش کر چکا تھا!

گورنر ہاؤس میں!

نونہالو! تمھارے دوست روسی نونہال آج میرے ساتھ صوبۂ سندھ کے جناب گورنر صاحب سے ملاقات کے لیے آئے ہیں۔ جناب جسٹس سعید الزماں صدیقی نے گیارہ بجے کا وقت دیا تھا۔ ہم نے وقت کی پوری پابندی کی۔ میں ۱۶ لڑکیوں اور ۴ لڑکوں کی جماعت کو گورنر صاحب کے پاس لے گیا۔ انھوں نے روسی نونہالوں سے ہاتھ ملائے۔ پھر ان کو بڑی شان سے بٹھایا۔ روس کے قونصل جنرل بھی تھے۔ ایوان دوستی کے ڈائریکٹر زیتوف صاحب تھے۔ نونہالوں کے ساتھ روس سے آئی ہوئی دو نگراں عورتیں بھی تھیں۔ جناب گورنر صاحب نے چائے سے تواضع کی۔ روسی بچوں سے باتیں بھی کیں۔ ان کو تحفے بھی دیے۔ روس کی خاتون نے گورنر صاحب کو ایک ہدیہ بھی پیش کیا۔ گورنر صاحب نے جواب میں گورنر ہاؤس کا کریسٹ ان کو دیا۔ شان دار ملاقات رہی۔

روس کے قونصل جنرل نے فرمایا!

جناب حکیم صاحب! آپ نے روس کے نونہالوں کے لیے کمال کا انتظام کیا ہے۔ یہ نونہال تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ گورنر ہاؤس دیکھیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

گے اور ان کے لیے تو یہ تعلیم ہے کہ بانیٔ پاکستان قائداعظم کی میز کرسی اور ان کے سونے کا کمرا بھی وہ دیکھ لیں گے۔ جناب حکیم صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ!

پھر مطب میں

۱۲ بجے میں پھر مطب میں خدمت کے لیے آگیا۔ ڈھائی بجے تک خدمت کرتا رہا! اور پھر جو میں اٹھ کر بھاگا ہوں تو گھر آکر سانس لیا۔ سانس تو ابھی میرا پھولا ہی ہوا تھا کہ میں نے نہانا شروع کردیا۔ جلد جلد کپڑے بدلے، اور تیار ہوگیا۔

مدینتہ الحکمت

میری بیٹی سعدیہ تین بجے تیار تھیں۔ میں بھی تین بجے ہر طرح لیس ہوگیا۔ ہم دونوں باپ بیٹی مدینتہ الحکمت روانہ ہوگئے۔ سعدیہ صبح ۹ بجے سے ایک بجے تک مدینتہ الحکمتہ میں کانفرنس کے انتظامات میں تھیں۔ واپس آکر اب تین بجے پھر میرے ساتھ چل رہی ہیں۔ ہم دونوں باپ بیٹی جنوں کی طرح کام کرتے ہیں!

نونہالو! محنت اور محنت ہی سے کامرانیاں ملتی ہیں!

دنیا کے پچاس ملکوں کے سائنس داں

نونہالو! میں نے ہمیشہ کہا ہے: سائنس پڑھو، آگے بڑھو! سائنس ہر طالب علم کے لیے پڑھنا ضروری ہے۔ سائنس سے انسان دنیا میں آگے بڑھتا ہے اور انسانوں کی بہترین خدمت کے قابل ہوتا ہے۔ ہمارے دوست سائنس داں ڈاکٹر عطاء الرحمان صاحب نے کراچی یونیورسٹی میں ایک اعلا درجے کی سائنس انسٹی ٹیوٹ قائم کرلی ہے۔ بعض اعتبارات سے یہ ایشیا میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہمدرد فاؤنڈیشن نے ملک کے نامور سائنس داں ڈاکٹر ایم. ڈی شامی کے اعزاز و احترام میں کتاب ''مقالات سائنس'' شائع کی ہے۔

دائیں سے: ڈاکٹر سید ارتقاق علی، ڈاکٹر صاحب کی صاحبزادی، ڈاکٹر عطا الرحمن، بیگم ڈاکٹر ارتقاق علی،
ڈاکٹر ڈی. ایچ. بارٹن نوبیل لاریٹ، سعدیہ راشد، حکیم محمد سعید، ڈاکٹر مصباح الدین شامی، نوید ظفر

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک بڑی سائنس انسٹی ٹیوٹ ہے۔ یہاں ان دنوں فطری اشیا۔ جڑی بوٹیوں وغیرہ کے موضوع پر عالمی کنگرس ہو رہی ہے۔ اس کا افتتاح آج صبح ہی ہوا ہے۔ مگر میں نہیں شریک ہوا۔ وجہ میں نے ابھی ابھی اوپر لکھ دی ہے۔

خیر' جناب بڑی بات یہ ہے کہ دنیا کے بہت سے ملکوں کے بڑے بڑے سائنس داں آج **مدینتہ الحکمت** آئے ہیں۔ امریکا' جرمنی' برطانیہ' فرانس' یوگوسلاویہ' چین' جاپان' کوریا' ترکی' ایران' روس 'آسٹریلیا' اوسٹریا' بنگلہ دیش' بیلجئم' مصر' ہنگری' انڈیا' انڈونیشیا' کویت' عراق' اردن' اسپین' سری لنکا' سوئزرلینڈ' پاکستان وغیرہ۔ میں آج شہر علم و حکمت میں ان کا میزبان ہوں۔

ان عظیم سائنس دانوں میں ایک سائنس داں پروفیسر ڈاکٹر ڈیرک ایچ۔ آر بارٹن ہیں۔ ان کو دنیا کا مشہور "نوبیل پرائز" ملا ہے۔ آج مدینۃ الحکمت میں ان کا لیکچر تھا۔ اس لیکچر میں دنیا بھر کے سائنس داں شریک ہوئے۔ **مدینتہ الحکمت** کے لیے یقیناً یہ بڑا اعزاز ہے کہ یہاں ایک نوبیل لیکچر ہوا اور اس میں دنیا بھر کے بڑے بڑے سائنس داں شریک ہوئے۔ لیکچر بڑا ہی دل چسپ تھا۔ دل خوش ہو گیا۔

نوبیل پرائز!

نونہالو! اب میں تم کو بتاتا ہوں کہ نوبیل پرائز (NOBEL PRIZE) کیا ہے۔

نوبیل انعامات

نوبیل انعامات ایسے افراد یا اداروں کو دیے جاتے ہیں جو اپنے شعبے میں نمایاں کارکردگی دکھاتے ہیں۔ یہ انعامات ہر سال کیمیا' طبیعیات' نفسیات'

toobaa-elibrary.blogspot.com

طب، لٹریچر، امن اور معاشیات پر دیے جاتے ہیں۔ معاشیات کا انعام ۱۹۶۹ء سے دینا شروع کیا گیا۔ یہ سلسلہ سوئڈن کے مشہور سائنس داں الفرڈ نوبیل کی طرف سے ۱۹۰۱ء میں شروع کیا گیا تھا۔

۱۸۳۳ء نوبیل، الفرڈ ۱۹۳۳ء میں پیدا ہوا۔ اس کا تعلق سوئڈن سے تھا۔ وہ کیمیاداں، انجینئر اور صنعت کار تھا۔ اس نے ڈائنامیٹ ایجاد کیا اور مختلف شعبۂ حیات سے تعلق رکھنے والے افراد کو نوبیل انعامات دینے کا سلسلہ جاری کیا۔ ۱۸۶۶ء میں اس نے ڈائنامیٹ کو برطانیہ میں اور ۱۸۶۷ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکا میں اپنے نام سے مخصوص (پیٹنٹ) کرایا۔

۱۸۷۶ء میں اس نے ایک دھماکا خیز چیز جیلے ٹین ایجاد کی۔ ۱۸۸۸ء میں اس نے بیلسٹائٹ ایجاد کیا جو حقیقت میں ایسا نائٹرو گلیسرین پاؤڈر تھا جس میں سے دھواں نہیں نکلتا تھا۔ ان دھماکے دار اشیا کی ایجاد سے اسے بے پناہ مالی فائدہ ہوا۔ روس کے باکو آئل فیلڈز کے چند کنویں بھی اسے ترکے میں ملے تھے، جن سے ہونے والی آمدنی سے ہی اس نے نوبیل انعامات دینے کا سلسلہ جاری کیا تھا۔

ممتاز شخصیات کو انعامات کے لیے نامزد کرنے کے لیے چار کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ کیمیا، معاشیات اور طبیعیات کے لیے سوئڈش اکیڈمی اوف سائنس، نفسیات اور طب کے لیے کیرولین انسٹی ٹیوٹ جو اسٹاک ہوم میں ہے۔ لٹریچر کے لیے اسٹاک ہوم کی سوئڈش اکیڈمی اور امن کے انعام کے لیے ناروے کی پارلیمنٹ کے پانچ منتخب نمائندوں کی کمیٹی۔ امن کا نوبیل انعام ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جنھوں نے عالمی اخوت کے فروغ کی کوشش کی ہو، اسلحے کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے آواز اٹھائی ہو یا دنیا میں امن کے لیے

toobaa-elibrary.blogspot.com

نمایاں کارکردگی انجام دی ہو۔

یہ انعام اوسلو میں دیا جاتا ہے جبکہ دوسرے انعامات اسٹاک ہوم میں دیے جاتے ہیں۔

کتاب احترام!

نونہالو! میں عالم اور حکیم (دانش ور) کی ہمیشہ عزت کرتا ہوں۔ میں نے سب سے پہلے علم اور عالم کے احترام کا سبق اپنی محترم والدہ سے لیا۔ پھر مجھے سب سے زیادہ جس شخصیت نے متاثر کیا وہ جناب محترم ابن خلدون تھے۔ میں نے جب تونس کا سفر کیا تو وہاں ابن خلدون سے بہت زیادہ تعارف ہوا۔ میں نے وہاں ان کا وہ مکان تلاش کرلیا جہاں وہ پیدا ہوئے۔ تم یہ بڑی دل چسپ داستان "سعید سیاح تونس میں" کتاب میں پڑھنا جو میں نے نونہالوں کے لیے لکھی ہے۔

میں نے سائنسی مقالات پر (مشتمل : شامل) کتابوں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ انگریزی میں ہے۔ اس کا نام انگریزی میں ایسیز آن سائنس (ESSAY ON SCIENCE) یعنی مضامین سائنس ہے پہلی کتاب میں نے پروفیسر ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی کے نام کی۔ دوسری ڈاکٹر مہدی حسن کے نام، تیسری ڈاکٹر رضی الدین کے نام، چوتھی اپنے دوست پروفیسر ڈاکٹر جوزف نیدھم کے نام اور اب پانچویں پاکستان اکیڈمی اوف سائنس کے صدر ڈاکٹر مصباح الدین شامی کے نام۔ آج نوبیل لیکچر کے بعد اس کتاب احترام کی تقریب تعارف (لانچنگ) ہوئی۔ نوبیل انعام یافتہ ڈاکٹر بارٹن صاحب نے صدارت کی اور لانچنگ کی۔ یہ ایک اور اعزاز مجھے ملا کہ میں نے ڈاکٹر شامی کا احترام کیا اور علم وحکمت کی کتاب ان کے نام کرکے ان کا احترام کیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دنیا کا ایک حیرت انگیز عالم

نونہالو! آؤ' میں تم کو ایک دنیا کے بڑے عالم کی بڑی دل چسپ داستان سناتا ہوں۔ یہ فقط کہانی نہیں ہے سچی داستان ہے۔ میرے استاد محترم جناب قاضی سجاد حسین صاحب نے یہ واقعہ مجھے سنایا تھا۔ قاضی صاحب نے مجھے عربی پڑھائی۔ وہ دیوبند سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی" اور حضرت محمد طیب" کے قریب تر تھے۔ مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی میں صدر مدرس تھے۔ وہ استاد بھی تھے' دوست بھی تھے۔ افسوس کہ پچھلے سال ان کا اچانک انتقال ہوگیا۔

ہاں تو بخارا(وسط ایشیا) میں ایک عالم تھے۔ نام تھا ان کا حضرت مولانا ابوبکر محمد بن ابی سہل سرخسی۔ وہ گیارہویں صدی کے عالم تھے۔ بخارا کے ایک امیر نے ان کو حق بات کہنے پر سزا دی اور ان کو ایک کنویں میں ڈال دیا۔ وہاں ہی ان کو کھانا پینا ملتا رہا۔ مہینوں وہ اس عذاب میں مبتلا رہے۔ مگر ان کو اجازت تھی کہ وہ کنویں میں بیٹھے بیٹھے اپنے شاگردوں کو املا کراسکتے ہیں۔

نونہالو! ذرا دیکھو کہ پھر کیا ہوا۔ شاگرد آتے۔ کنویں کی منڈھیر پر آکر بیٹھ جاتے۔ کنویں کے اندر سے استاد محترم بولتے جاتے' شاگرد لکھتے جاتے۔ انہوں نے لکھا اور مہینوں لکھا۔ کتاب تیار ہوگئی۔ فقہ پر ۲۷ جلدیں تیار ہوگئیں۔ ہزاروں صفحے --- نونہالوں یہ کتاب میرے پاس ہے ' میں قاہرہ(مصر) سے لایا ہوں۔

تو تم نے غور کیا۔ علامہ سرخسی کس قدر زبردست عالم تھے! مہینوں سے کنویں میں بند ہیں۔ مگر دل دماغ کا یہ عالم ہے کہ کنویں کے اندر بیٹھے

toobaa-elibrary.blogspot.com

بیٹھے ۲۷ جلدیں املا کرادیں۔ فقہہ پر یہ بہترین کتاب تسلیم کی گئی ہے۔

نونہالو! اتنے بڑے عالم یورپ میں بھی پیدا نہیں ہوئے۔ مسلمانوں کا مرتبہ نہایت بلند تھا۔ اس لیے بلند تھا کہ علم کو مسلمانوں نے معراج پر پہنچادیا تھا۔

عشائیہ!

نونہالو! نوبیل لیکچر ختم ہوا۔ کتاب احترام کی لانچنگ ہوئی۔ کوئی چار سو سائنس داں تھے جن کے ساتھ بیٹھ کر مجھے کھانے کا شرف حاصل ہوا۔ رات ساڑھے نو بجے سب مہمان رخصت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا میں نے شکر ادا کیا۔ پھر ڈاکٹر مصباح الدین شامی صاحب کو اپنے ساتھ لے آیا۔ وہ میرے ساتھ ہی ہمدرد ہاؤس میں مقیم ہیں۔ کل اسلام آباد چلے جائیں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۶ر جنوری ۱۹۹۲ء پیر

نونہالو! صبح ساڑھے تین بجے آنکھ کھل گئی' اور ذہن نے کام کرنا شروع کردیا۔ صبح سویرے مجھے کام کی باتیں سوجھتی ہیں! خیالات کا جمگھٹا ہوجاتا ہے۔ بڑی مشکل سے قابو پاتا ہوں۔ میرا ذہن واقعی تیز ہے۔ اگر میں پاکستان کے وزیراعظم کی طرح بااختیار ہوتا تو شاید وہ سب کام کردیتا جو سیاسی بے چارے وزیراعظم نہیں کرسکتے۔ پاکستان کا سیاست داں اب معذور ہوچکا ہے۔ یہ معذور انسان اب پاکستان کی تعمیر نہیں کرسکتا۔

خیر میں نے تیار ہوکر تہجد کی نماز ادا کی۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدے میں جاکر دعائیں مانگیں کہ **مدینتہ الحکمت** میں جو عالمی کانفرنس ہورہی ہے اس میں شریک عالموں کو توفیق عطا فرمائیں کہ وہ نہایت توجہ سے مسلمانوں کے مسائل پر غور کرکے حل تجویز کریں۔ اس عالمی کانفرنس پر ۳۰۔ ۳۵ عالموں کا وقت صرف ہورہا ہے۔ وقت کی سب سے زیادہ قیمت ہے۔ وقت کا صحیح استعمال ہونا چاہیے۔ اس کانفرنس پر کارکنان کا وقت بھی صرف ہورہا ہے۔ درجنوں کارکن کام پر لگے ہیں۔ جناب علی حسن صاحب ہیں' جناب احمد میاں ہیں' جناب طلعت حسین ہیں' جناب فیروز علی ہیں' جناب قیصر ہیں' وغیرہ۔ وڈیو فلم کا ہمدرد کا پورا عملہ منٹ منٹ کی فلم تیار کررہا ہے۔ پھر ہمدرد کا روپیہ رات دن خرچ ہورہا ہے۔ اس قدر محنت اور اس قدر خرچ کا نتیجہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اچھا سامنے آنا چاہیے۔ نونہالو! اللہ تعالیٰ سے یہی مانگتا رہا کہ ہم سب کو وہ صراط مستقیم (سیدھی راہ) دکھادیں اور اس پر چلادیں۔

آج خود میں کانفرنس میں نہیں گیا۔ جناب ڈاکٹر مشتاق الرحمان صاحب کام کو دیکھ رہے ہیں۔ میں نے ہمدرد کے دفتر میں آج پوری توجہ سے کام کیا' اور ضروری ہدایات دیں۔

مبارک صاحب' چل بسے!

ایک بہت پرانے دوست تھے۔ مجھے وہ بھائی سعید کہا کرتے تھے۔ دہلی میں ۱۹۴۰ء سے ان سے خوب واقفیت تھی۔ پھر وہ ہوائی فوج میں گئے۔ پھر وہ تجارت کرتے رہے۔ پھر وہ ایک بڑی کمپنی کے جنرل مینجر ہوگئے۔ امریکا گئے ہوئے تھے۔ وہاں ان کے دو بیٹے طب کی اعلا تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ قلب کی تکلیف تھی۔ امریکا والوں نے کہا کہ لاؤ تمہارے دل کا ٹٹول کر معائنہ کرلیتے ہیں۔ بس غلطی ہوگئی اور مبارک صاحب کو فالج ہوگیا۔ خیر بچ گئے۔ کراچی آگئے۔ گولف کھیلنی شروع کردی۔ ایک شام گولف کھیلتے کھیلتے دل دکھ گیا۔ بے ہوش ہوگئے۔ وہاں ایک فرانسیسی خاتون نے کمال کردیا۔ اپنا منھ مبارک کے منھ سے ملاکر مصنوعی سانس دلایا۔ مبارک کا دل کام کرنے لگا۔ فوراً ہسپتال لے گئے۔ پانچ گھنٹے ان کو بچانے کی کوشش ہوئی۔ مگر وہ نہ بچ سکے' اور چل بسے۔ میں غم کا مارا ان کے گھر گیا۔ میرے اس دوست کو بالآخر قبر میں اتار دیا گیا۔

جامعہ کراچی میں

ٹھیک ساڑھے سات بجے کراچی یونی ورسٹی پہنچ گیا۔ دروازے پر فوج کا پہرہ تھا۔ اپنی یہاں پہچان کرائی۔ انہوں نے اندر جانے دیا۔ ڈاکٹر منظور

toobaa-elibrary.blogspot.com

صاحب کے گھر پہنچ کر گھنٹی بجائی۔ وہ خود باہر آئے۔ میں نے کہا گھڑی ملالیجیے۔ انہوں نے کہا کہ جیسے ہی گھنٹی بجی میں نے فوراً اپنی گھڑی ٹھیک کرلی۔ ساڑھے سات بجے۔میں جانتا تھا کہ آپ سکنڈوں کا حساب رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر منظور احمد صاحب نے آج عالمی کانفرنس کے عالموں کو اپنے ہاں بلا رکھا ہے۔ ان کی بیگم صاحبہ خود بھی پروفیسر ہیں۔ وہ نونہالوں کو بڑا اچھا پڑھاتی ہیں۔ مگر اتنا ہی اچھا کھانا بھی پکاتی ہیں۔ میں نے بڑے مزے سے مزے دار کھانا کھایا۔

ڈاکٹر عطاء الرحمان

پاکستان کے سائنس دانوں میں جناب ڈاکٹر عطا الرحمان بڑے سائنس داں ہیں۔ جامعہ کراچی میں ان کی محنت سے ان دنوں سائنس کانفرنس ہو رہی ہے۔ کل نونہالوں میں نے تمہیں اس کا حال بتا ہی دیا ہے۔ آج یہاں یونی ورسٹی میں عالموں کے اعزاز میں کھانا تھا۔ میں بھی آخر میں جاکر شریک ہوگیا۔ انگلی کٹاکر شہیدوں میں داخل ہوگیا!

خواجہ حسن ثانی نظامیؒ

جناب ڈاکٹر منظور احمد صاحب کے ہاں جناب محترم ڈاکٹر سید ارتفاق علی صاحب (وائس چانسلر، جامعہ کراچی) سے معلوم ہوا کہ جناب محترم ابوالخیر کشفی صاحب کے ہاں آج جناب خواجہ حسن ثانی نظامی مدعو ہیں۔ میں رات ان کے گھر بھی جا دھمکا۔ وہاں آئس کریم اڑ رہی تھی۔ آئس کریم تو میں بڑے مزے لے کر کھاتا ہوں۔ پروفیسر ابوالخیر کشفی صاحب نے آئس کریم عطا فرمائی اور میں نے خوب اڑائی!

نونہالو! ہندُستان کی ایک بڑی شخصیت جناب خواجہ حسن نظامی کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

تھی۔ بہت اچھے عالم تھے۔ بہت اچھی اردو لکھتے تھے۔ ان کو مصورِ فطرت کہا جاتا تھا۔ ایسا لکھتے تھے کہ جس کے بارے میں لکھتے اس کی تصویر سامنے بندھ جاتی۔ پھر ان کا احترام بڑے بڑے لوگ کرتے تھے۔ ہندستان میں ان کا شمار بڑے انسانوں میں ہوتا تھا۔ خواجہ حسن ثانی نظامی ان کے بیٹے ہیں اور ان کے جاں نشین ہیں۔ میں ان ہی سے ملنے کشفی صاحب کے ہاں آیا تھا۔

ہاں نونہالو! ایک بات تم ضرور سن لو! حضرت خواجہ حسن نظامیؒ کا بچپن اس طرح گزرا کہ وہ کتابیں اپنے کندھے پر رکھ کر گلی گلی جاکر بیچتے تھے۔ کتابیں فروخت بھی کرتے تھے مگر خود بھی ہر کتاب پڑھتے تھے۔ اتنا پڑھا کہ خود عالم ہوگئے۔ خوب لکھنا بھی آگیا۔ پڑھنے لکھنے نے ان کو ہندستان کا ایک بڑا انسان بنادیا۔ بڑے بڑے وزیر خود چل کر ان کے ہاں آیا کرتے تھے۔ بڑے بڑے والیان ریاست ان سے ادب سے ملتے تھے۔ وائسرائے ہند بھی ان کی عزت کرتا تھا۔ نظام حیدر آباد بھی ان کی قدر کرتے تھے۔ خواجہ حسن نظامی صاحب نے سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں۔ ہاں وہ اپنا روزنامچہ بھی لکھا کرتے تھے۔ میں نے ان ہی سے متاثر ہوکر اپنا روزنامچہ لکھنا شروع کیا تھا۔ آج بھی تمہارے لیے روزنامچہ لکھ رہا ہوں!

ایک اور بات پتے کی!

مزے کی بات یہ ہے کہ میں تو حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے بہت چھوٹا تھا۔ وہ بزرگ تھے اور میں بچہ تھا۔ مگر میں حافظِ قرآن تھا۔ اس لیے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب میری بڑی عزت کرتے تھے۔ میں ذرا بڑا ہوا تو اپنے مشہور روزنامچے میں میرا نام اسی طرح لکھتے تھے :

تھری ایچ محمد سعید!

toobaa-elibrary.blogspot.com

مادرِ ہمدرد

نونہالو! عالی مرتبت حضرت خواجہ حسن نظامی دنیا کے ایک بڑے بزرگ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کے جاں نشین شمار ہوئے۔ ان کا یہ تعلق بھی بہت بڑا تھا۔ "دہلی میں تین دن" نونہالوں کے لیے میری کتاب ہے۔ اس میں حضرت محبوب الٰہی کا حال میں نے لکھا ہے۔ وہاں پڑھ لینا۔ ہاں تو بات مادرِ ہمدرد کی ہے۔ حضرت خواجہ حسن نظامی میری والدۂ محترمہ (رابعہ بیگم) کو مادرِ ہمدرد کہا کرتے تھے۔ میری والدہ کا جب انتقال ہوا تو ان کے احترام میں حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے ایک پوری کتاب "مادرِ ہمدرد" لکھی اور اس کتاب میں تاریخی حوالوں سے یہ ثابت کیا کہ دنیا میں جتنے بڑے آدمی گزرے ہیں ان میں زیادہ تر وہ تھے جن کی تربیت ان کی ماؤں نے کی تھی۔ بالکل تاریخی سچ ہے!

تو میرے پیارے نونہالو! تم اپنی ماں کی بڑی عزت کرنا، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "ماں کے پیر کے نیچے جنت ہوتی ہے۔"

تم یہ بات یاد رکھنا، اور اپنی ماں کی سب سے زیادہ عزت کرنا۔ میں نے بھی اپنی ماں کی عزت کرکے دنیا میں جنت پالی ہے!

toobaa-elibrary.blogspot.com

۷ر جنوری ۱۹۹۲ء منگل

نونہالو! تین جنوری کو میں نے تم کو بتایا ہے کہ پاکستان میں اس بار نہایت احترام اور اہتمام کے ساتھ ایک عالمی کانفرنس مدینتہ الحکمت میں ہورہی ہے۔ مسلم سوشل سائنس داں دور دور سے آکر جمع ہوئے ہیں۔ وہ مدینتہ الحکمت کے بیت العلما (اسکالرز ہاؤس) میں مقیم ہیں۔ رات دن غور و فکر کررہے ہیں۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کو جو مشکلات پیش ہیں اور انہیں جن مسائل کا سامنا ہے ان پر غور ہورہا ہے۔ چار دن ہوئے ہیں۔ اب آج کانفرنس کا آخری جلسہ ہے۔

حکومت سندھ کے نہایت مخلص اور عالم وزیر جناب محترم محمد افضال منیف صاحب تشریف لائے۔ وہ وقت کی پابندی کرتے ہیں۔ ہم نے وقت مقررہ پر جلسہ ساڑھے دس بجے شروع کردیا۔ آج بھی جامعہ کراچی کے اساتذہ ہمارے ساتھ ہیں۔ بیت الحکمتہ کے تمام کوئی ستر کارکن بھی موجود ہیں۔ محترمہ جناب ڈاکٹر حسنین محمد جعفری صاحب (پروفیسر پاکستان اسٹڈیز) جامعہ کراچی سے اساتذہ کو ساتھ لائے ہیں۔ بارہ بجے تک ہم نے چار دن کے غور و فکر کو ایک تجویز کی صورت دے لی اور یہ فیصلہ ہوا کہ ہمیں تمام مقالات کو جلد از جلد چھاپ دینا چاہیے۔ یہ ایک بڑا کام ہے۔ جناب محترم علی حسن صاحب (ڈائریکٹر انفریشن ہمدرد) نے نہایت سادہ مگر بہت اچھا لنچ تیار

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرایا تھا۔ سب نے دل چسپی کے ساتھ کھایا۔

تاثرات

کانفرنس میں شریک تمام مندوبین کی جانب سے چند نے اظہارِ خیال کیا۔ کہا گیا کہ اس قدر اچھی کانفرنس کم ہوتی ہے۔ ہمدرد کے کارکنان نے ہمارا حد سے زیادہ خیال رکھا ہے۔ معمولی سے معمولی چیز موجود تھی، حتیٰ کہ پن، کلپ اور ربڑ بینڈ تک موجود تھے۔ ہزارہا صفحات فوٹو کاپی منٹوں کی منٹوں میں ہوجاتے رہے۔

ورزش

نونہالو! میرا جسم واقعی اکڑ گیا تھا، گزشتہ ۱۰۔ ۱۲ دن سے کوئی ورزش نہیں ہوئی۔ میں تو آج صبح ریکٹ سنبھال ٹینس کھیلنے چلا گیا۔ دبا کے دو ٹیسٹ کھیلے۔ پسینے پسینے ہوگیا۔ جسم کھل گیا۔ چستی آگئی۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔

فیکس کا کمال

میں نے اور مجھ سے زیادہ میری بیٹی سعدیہ نے سکون کا سانس لیا ہے۔ ایک بڑی ذمّے داری تھی جو پوری ہوئی اور بڑی خوبیوں کے ساتھ پوری ہوئی۔ کانفرنس بڑی تھی۔ سعدیہ، زاہدہ بانو اور جناب علی حسن صاحب اور ان کے رفقا نے رات دن کام کیا۔ میں نے کا بھی شکریہ ادا کیا۔ سائنس کی تازہ ترین ایجاد (FAX) ہے۔ ادھر فیکس مشین میں خط رکھا۔ ٹیلے فون کا نمبر گھمایا۔ ادھر امریکا میں فیکس مشین پر میرا خط فوٹو کاپی ہوگیا! منٹوں کی منٹوں میں کراچی سے واشنگٹن پہنچ جاتا ہے۔ اس کانفرنس میں زیادہ تر کام فیکس سے ہوا ہے۔ کیونکہ مسلم سوشل سائنس دانوں کا صدر دفتر واشنگٹن (امریکا) میں ہے اور جناب ڈاکٹر مشتاق الرحمان صاحب وہاں اور سعدیہ اور کانفرنس

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہاں۔ وقت کم۔ بس فیکس نے کمال کر دیا۔ سائنس نے انسان کو کتنی زیادہ سہولتیں دی ہیں! سبحان اللہ

سائنس پڑھو آگے بڑھو!

toobaa-elibrary.blogspot.com

۸ر جنوری ۱۹۹۲ء بدھ

میں صبح چار بجے اپنی میز پر آگیا۔ چند ایسے خط تھے کہ ان کا جواب نہایت اطمینان سے لکھنا تھا۔ کئی خط ایسے تھے کہ لوگ پیغام مانگ رہے تھے۔ اب پیغام لکھنا تو نہایت احتیاط کا کام ہے۔ میں پیغام دوں گا، سینکڑوں ہزاروں لوگ اسے پڑھیں گے۔ سوچ سمجھ کر تین پیغامات آج لکھ دیے ہیں۔ وفاقی حکومت اردو سائنس کالج کے رسالے "کائنات" کے لیے بھی ایک پیغام لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں

نونہالو! میں تو اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں۔ مجھے جو چاہیے ہوتا ہے اللہ مجھے دے دیتا ہے۔ میری زندگی میں پیارے نونہالو! ایسے بھی دن آئے کہ میں نے ضرورت کا اظہار دوسروں سے کردیا۔ ان سے مانگ لیا۔ مگر مجھے نہیں ملا۔ مثلاً مدینتہ الحکمت میں اب ضرورت ہے کہ ملک کے اہلِ خیر مدد کریں۔ میں نے پاکستان کے بڑے بڑے صنعت کاروں کے سامنے ہاتھ پھیلا دیا۔ انہوں نے ٹکا سا جواب دے دیا۔ میں بڑا شرمندہ ہوا۔ آج صبح میں نے اپنے اللہ تعالیٰ سے بھیک مانگی ہے اور زور سے مانگی ہے۔ نونہالو! مدینۃ الحکمت میں ہمدرد پبلک اسکول کے لیے چند چیزوں کی ضرورت ہے :

☆ صنعتی تعلیم کا مرکز۔ اس کے لیے ایک کروڑ روپیہ چاہیے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

☆ نونہال لائبریری۔ اس کی عمارت کے لیے ایک کروڑ روپیہ چاہیے۔

☆ ہاسٹل۔ اس کے لیے تین کروڑ روپے درکار ہیں۔

☆ اسپورٹس گراؤنڈز۔ اس کے لیے ایک کروڑ روپیہ چاہیے۔

☆ ٹیچرز کے لیے فی الحال ایک سو مکانات۔ اس کے لیے ڈیڑھ کروڑ روپے کی ضرورت ہے۔

آج میں نے سجدے میں گر کر کہا! اللہ تعالیٰ پاکستان کا صنعت کار تو اپنی تعمیر میں لگا ہوا ہے۔ وہ دباؤ میں آکر دیتا ہے' محبت سے نہیں دیتا۔ بس اب میں آپ سے مانگتا ہوں۔

ابراہیم ادھم

نونہالو! یہ خراسان کے بادشاہ تھے' مگر بادشاہت چھوڑ کر فقیری اختیار کرلی۔

ایک واقعہ یاد آگیا!

ابراہیم ادھم اپنے محل میں رہتے تھے۔ بہت بڑا محل تھا۔ بہت ہی بڑے انتظامات تھے۔ محل کے سامنے ایک فقیر کا گزر ہوا۔ فقیر رک گیا۔ پھر اس نے پہرے داروں سے کہا کہ میں فقیر ہوں' پردیسی ہوں۔ محل کی طرف اشارہ کرکے کہا : میں آج رات اس سرائے میں ٹھیروں گا! سپاہیوں نے فقیر کا بڑا مذاق اڑایا۔ ارے بھائی یہ بادشاہ کا محل ہے۔ سرائے نہیں ہے۔ جا اپنا راستہ پکڑ! مگر جناب فقیر تو اڑ گیا۔ میں تو اسی سرائے میں ٹھیروں گا۔ بات بڑھی۔ غل شور ہوا۔ یہاں تک کہ بات بادشاہ تک پہنچ گئی۔ پہلے تو بادشاہ سلامت بھی خوب ہنسے مگر اچھے انسان تھے۔ اللہ سے ڈرتے بھی تھے۔ فقیر کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

بلایا۔ بھئی فقیر تو فقیر تھا۔ بڑے نخرے سے محل میں داخل ہوا۔ بادشاہ کے سامنے حاضر کیا گیا۔ سلام سلامت ہوئی۔

شاہ ابراہیم ادھم نے پوچھا : جناب محترم کیا ہنگامہ ہو رہا ہے؟ آپ کیا چاہتے ہیں۔

فقیر گویا ہوا : جناب میں پردیسی ہوں۔ فقیر ہوں۔ آج رات اس سرائے میں رہ کر کل صبح اپنی راہ لوں گا۔

شاہ ادھم : مگر یہ تو میرا محل ہے!

فقیر : بادشاہ سلامت! ذرا غور فرمائیے آپ سے پہلے اس محل میں کون رہتا تھا۔

شاہ ادھم : میرے والد محترم

فقیر : اور ان سے پہلے؟

شاہ ادھم : ان کے والد اور اس سے پہلے ان کے والد کے والد۔

فقیر بولا : اے بادشاہ ذرا تو غور کر! پرسوں تیرے دادا یہاں رہتے تھے۔ کل تیرے والد آج تُو اور آنے والے کل تیرا بیٹا یہاں رہے گا۔ یہ سرائے نہیں تو اور کیا ہے!

نونہالو! شاہ ابراھیم ادھم پر اس بات کا بڑا اثر ہوا۔ میرا تو خیال ہے کہ یہ بھی ایک ایسا واقعہ ہے کہ شاہ ابراہیم ادھم نے بادشاہت چھوڑ دی اور فقیری اختیار کرلی۔

تو نونہالو! اب تم ذرا غور کرو۔ پاکستان میں بڑے بڑے امیر لوگ ہیں۔ انھوں نے اپنے رہنے کے لیے محلات بنائے ہوئے ہیں۔ ان کو ہر آرام میسر ہے۔ ان کی اولاد بڑے بڑے اسکولوں میں اور بڑے بڑے ملکوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں تربیت اور تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ مگر وہ یہ غور نہیں کرتے کہ ان کے محل بھی سرائے کی طرح ہیں! آج وہ ہیں، کل وہ نہیں ہوں گے۔ ان کے محل ان سے خالی ہوں گے۔

ان دولت مندوں کو سوچنا چاہیے۔ خیال کرنا چاہیے۔ اگر وہ جس طرح اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں اسی طرح وہ دوسروں کی اولاد سے بھی محبت کرنے لگیں تو پاکستان میں ہر نونہال خوش حال ہو جائے۔ کس قدر دِل دوز حقیقت ہے کہ پاکستان کے چار کروڑ نونہالوں میں سے صرف پچاس لاکھ نونہال پڑھ رہے ہیں۔ باقی کے لیے اسکول نہیں ہیں۔ یہ درد ناک صورت بھی پاکستان کے دولت مند کا دل نہیں دکھاتی!

گرامر اسکول

نونہالو! کراچی میں ایک بڑا گرامر اسکول ہے۔ بہت اچھا اسکول ہے۔ آج اس اسکول نے میری مہمان روسی بچوں کو دعوت دی تھی۔ میں بھی ان کے ساتھ گیا۔ گرامر اسکول کے ایک سو بچوں نے روسی بچوں کے لیے اچھا پروگرام بنایا تھا۔ ان کی تواضع بھی خوب کی۔ محبت بھی کی۔ میں ایک گھنٹہ یہاں رہا۔ روسی بچے تو ایک بجے دن تک یہاں رہے۔

ہمدرد پبلک اسکول

میں سوا گیارہ بجے ہمدرد پبلک اسکول مدینۃ الحکمت پہنچ گیا۔ آج یہاں دو بڑے آرٹسٹ آئے ہوئے ہیں۔ جناب محترم احمد سعید ناگی صاحب۔ بہت ہی کمال کے آرٹسٹ ہیں۔ ان کی بنائی ہوئی ایک تصویر (پینٹنگ) کئی کئی لاکھ کی ہے۔ دوسری آرٹسٹ محترمہ رابعہ زبیری ہیں۔ وہ ایک نہایت باوقار مصوری کالج کی بانی ہیں۔ یہ دونوں آج میری درخواست پر ہمدرد پبلک اسکول

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے طلبہ کے بنائے ہوئے عید کارڈوں کو دیکھنے آئے ہیں۔ مقابلہ ہے۔ ان دونوں نے غور کرکے فیصلہ کیا ہے۔ اب ہم اپنے ان بچوں کے بنائے ہوئے عید کارڈ چھاپیں گے۔ ان کارڈوں پر جیتنے والے بچے کا نام بھی لکھا ہوا ہوگا۔

تعلیم قرآنِ حکیم

ہمدرد پبلک اسکول میں اب تک قرآنِ حکیم کی تعلیم کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ اس کے لیے میں بے چین تھا۔ چند ماہ ہوئے میں نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ میں صبح بچوں کی جو اسمبلی ہوتی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤں گا اور اس میں قرآنِ حکیم کی تعلیم دوں گا۔

سورۃ رحمٰن

میں نے قرآنِ حکیم کی ایک نہایت پیاری سورۃ' رحمٰن کا انتخاب کیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کم از کم ۲۷ نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے اور پھر انسان سے سوال بار بار کیا ہے : تو تم اللہ تعالیٰ کی کون کون سی نعمتوں کا انکار کرو گے؟ میں نے اس سورۃ کریمہ کے ۱۶ سبق تیار کیے ہیں۔ آسان زبان میں ترجمہ کیا ہے اور تشریح بھی کردی ہے۔

الحمدللہ آج مجھے یہ فخر اور امتیاز حاصل ہوا ہے کہ میں نے ۱۲ بجے دن تمام نونہالوں کو جمع کرکے سورۃ رحمان سے قرآن کی تعلیم کا آغاز کردیا ہے۔ نونہالوں سے کہہ دیا ہے کہ تین مہینے میں یہ سورۃ وہ یاد کرلیں۔ حفظ کرلیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میرے یہ پیارے نونہال اسے یاد کرلیں گے۔

قلم ہماری تلوار ہے۔ کتاب ہماری ڈھال ہے۔

نونہالو! آج نونہالوں کی اپنی "بزم ہمدرد نونہال" ہوئی۔ تاج محل ہوٹل میں اعلا انتظام تھا۔ آج یہ ہوا کہ کوئی دو ہزار نونہال آگئے۔ تل

toobaa-elibrary.blogspot.com

دھرنے کی جگہ نہ ملی۔ تل تو بڑا ہوتا ہے، میں کہتا ہوں کہ رائی کا دانہ رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ بہت سے نونہال کھڑے رہے۔ ہال کے باہر ٹیلے وژن (کلوز سرکٹ) بھی لگادیا تھا۔ خیر بڑی چہل پہل رہی۔ نونہالوں نے شان دار تقریریں کیں۔ آج بزم میں روسی بچے بھی تھے۔ انہوں نے بھی گانا سنایا اور میری برتھ ڈے کا گیت بھی گایا۔

بڑے مزے کی بات یہ ہوئی کہ گورنمنٹ گرلز سیکنڈری اسکول کی پیاری بچیوں نے علامہ اقبال کی نظم "محبت" پر ایک نہایت ہی شان دار ٹیبلو پیش کیا۔ ہمدرد پبلک اسکول کے نونہالوں نے علامہ اقبال کی نظم جنگ یرموک پر ٹیبلو پیش کیا۔ ایک ٹیبلو صائم ایجوکیشن سینٹر نے پیش کیا۔

نونہالوں کو معلوم ہوگیا!

آج نونہالوں کو معلوم ہوگیا کہ کل ۹ رجنوری کو میری برتھ ڈے ہے۔ سب ہی نے مجھے مبارک باد دی۔ آج بزم کے صدر ممتاز صنعت کار جناب محترم منیر صاحب تھے۔ وہ پاکستان فیڈریشن اوف چیمبر اوف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر رہے ہیں۔ ان دنوں کراچی جیم خانہ کے صدر ہیں۔ انہوں نے بزم ہمدرد نونہال کی بڑی داد دی۔ اور پھر انھوں نے ہزاروں نونہالوں اور بڑوں سے کہا : سب کھڑے ہوکر جناب حکیم صاحب کو داد دیں۔ ان کو مبارک باد دیں۔ ان کا شکریہ ادا کریں۔ وہ نونہالوں کے لیے بہت بڑے کام کررہے ہیں۔

جناب متین صاحب

جب ہمدرد شروع ہوا تھا تو ۱۹۴۸ء میں متین صاحب آئے تھے۔ حیدر آباد دکن کے تھے۔ اردو ٹائپ کرنا جانتے تھے۔ میں نے ان کو فوراً رکھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

لیا۔ متین صاحب اب تک میرے ساتھ کام کرتے ہیں۔ یہ خود بھی خوب انسان ہیں۔ اولاد بھی خوب ہے۔ چھاپے خانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ خوش حال ہیں۔ آج متین صاحب کے ایک لڑکی کی شادی میں شریک ہوا تھا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۹ر جنوری ۱۹۹۲ء جمعرات

نونہالو! آج صبح میں چار بجے نماز تہجد ادا کرکے اپنی میز پر بیٹھ گیا۔ نہایت استغراق میں ڈوب کر (کام میں غرق) کام کررہا تھا۔ اچانک میری نواسی آمنہ آئیں۔ بڑے زور سے کہا! ناناجان' ہیپی برتھ ڈے ٹویو! بھئی میں چونک پڑا۔ پستول تو میرے پاس ہے نہیں۔ بس قلم میری تلوار ہے۔ میں نے قلم اٹھالیا کہ اگر ڈاکو داخل ہوا ہے تو قلم ہی سے اسے مار ڈالوں گا۔ مگر یہ تو میری نواسی تھیں۔ نہایت سمجھ دار ان کو یہ معلوم تھا کہ میں ۹ر جنوری کو صبح چار بجے پیدا ہوا تھا۔ وہ ٹھیک چار بجے آئیں۔ میرا دل خوش ہوگیا۔ میں نے بڑے پیار سے اپنی پیاری نواسی کا شکریہ ادا کیا۔ شکریہ ادا کرنا سنت ہے۔ اچھائی ہے۔ ان سے ذرا دیر باتیں ہوتی رہیں۔ آمنہ کے جانے کے بعد میں پھر تحریر میں مشغول ہوگیا۔

رسالے اخبارات

ڈاک سے کئی دن کے رسالے اخبار آئے تھے۔ نماز ادا کرکے ان سب کو دیکھا اور پھر ان کو ڈاک کے بیگ میں رکھ لیا۔ نونہالو! تم کو ضرور خوشی ہوگی اور تعجب بھی ضرور ہوگا کہ میری قائم کی ہوئی لائبریری ۔بیت الحکمت میں اس وقت دنیا بھر سے ۱۶ سو رسالے آتے ہیں! پاکستان کی کسی لائبریری میں اتنے رسالے نہیں آتے اور یقیناً ایک سو کے قریب اخبارات

toobaa-elibrary.blogspot.com

آتے ہیں۔ میں تو صرف ۱۷۔ ۱۸ اخبارات روزانہ دیکھتا ہوں۔ ان پر ضروری نشانات لگاتا ہوں۔ بعض اوقات ان پر ضروری ہدایات بھی لکھ دیتا ہوں۔ نونہالو! میرا یہ ایک مستقل کام ہے۔ تم کو یقیناً ایک اور تعجب ہوگا کہ میں نے کوئی پانچ سو موضوعات پر ۲۰۔ ۲۵ لاکھ تراشے جمع کرلیے ہیں۔ یہ گویا پاکستان کی ایک تاریخ ہے۔ میں نے اس کام میں بڑی محنت کی ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔

ہیپی ہوم اسکول

نونہالو! آج میں کراچی کے ایک نہایت شان دار "ہیپی ہوم اسکول" ٹھیک ۹ بجے پہنچ گیا۔ آج یہاں میرے مہمان روسی بچے بھی آئے تھے۔ میں تم کو کیا بتاؤں۔ یہاں تو پیاری بچیوں اور بچوں نے میرے استقبال کی بڑی تیاریاں کرلی تھیں! ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ آج میری برتھ ڈے (یوم پیدائش) ہے! انہوں نے ایک بڑی دیوار پر تشہیری الفاظ میں لکھ دیا تھا!

HAKIM SAID 72 BIRTHDAY MUBARAK

نونہالو! میرے اور روسی بچوں کے اعزاز میں اسکول کے بچے بچیوں نے بڑا رنگا رنگ پروگرام بنایا تھا۔ نہایت دل چسپ۔ ایسا دل چسپ کہ میں ڈھائی گھنٹے یہاں بیٹھا رہا۔ پتہ نہ چلا! واہ واہ۔ ذرا تم اس پروگرام کی تصویریں دیکھو۔ تم کو بھی لطف آئے گا!

ہیپی نونہالوں سے باتیں

جب پروگرام ختم ہوگئے، روسی بچے بچیوں نے بھی روسی زبان میں میرے لیے "ہیپی برتھ ڈے" گانا گالیا تو پھر میں نے بھی باتیں کیں۔ سب سے پہلے تو میں نے شکریہ ادا کیا اور پھر میں نے نونہالوں کے شان دار

toobaa-elibrary.blogspot.com

پروگراموں کی خوب تعریف کی۔ بڑی سچی تعریف۔ جھوٹ تعریف کرنا اچھائی نہیں ہے۔ اب میں نے سوچا کہ ان پیارے نونہالوں کو چند اچھی باتیں بھی بتادینی چاہییں۔ میں نے کہا :

آج ایک چمچہ شہد پیا!

جب میں یہ خالص شہد پی چکا تو میں نے غور کیا۔ یہ شہد کہاں سے آیا؟ جب خوب غور کرلیا تو یہ بات سامنے آئی کہ شہد کی ننھی ننھی مکھیاں اڑتی ہیں اور اڑکر جاکر پھولوں پر بیٹھ جاتی ہیں اور پھول کا رس اپنی نہایت چھوٹی سی زبان سے چوس لیتی ہیں۔ پھر اپنے چھتے پر لپک کر آتی ہیں۔ وہاں ان کی ملکہ (کوئن بی) موجود ہیں۔ مکھی نے جو رس چوسا تھا اسے چھتے میں جمع کردیا۔ ہزاروں مکھیاں اسی طرح کرتی ہیں اور چھتے میں شہد جمع ہوجاتا ہے۔

نونہالو! شہد مکھیوں کی شدید محنت کی وجہ سے جمع ہوتا ہے۔ ہزارہا مکھیاں رات دن یہی کام کرتی رہتی ہیں۔ ایک چمچہ شہد کے لیے ہزار مکھیوں نے محنت کی ہے تو وہ مجھے ملا ہے۔

میں نے شہد اس لیے نوش جان کیا کہ اس سے صحت اچھی رہتی ہے۔ کم زوری دور ہوتی ہے۔ شہد ایک نہایت اچھی غذا ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شہد میں شفا ہے۔ (فیہ شفاءٌ للناس) میں نے فوراً شہد کی مکھیوں کا شکریہ ادا کیا۔ ان کے بغیر تو شہد جمع ہوسکتا ہی نہیں!

نونہالو! ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی ہے۔ اب جو میں آگے باتیں کررہا ہوں تم ان پر بھی غور کرو۔

شہد ایک اجتماعی کوشش کا نام ہے۔ ایک مکھی شہد جمع نہیں کرسکتی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہزاروں مکھیاں محنت کرتی ہیں اور مل کر کام کرتی ہیں۔ ان کی لیڈر ان کی ملکہ ہے۔ اس کی رہنمائی میں مل جل کر مکھیاں شہد جمع کرتی ہیں۔ تم نے غور کیا؟ اگر سب مل کر کام نہ کریں، سب جاجا کر پھول سے اس کا رس نہ چوسیں تو شہد جمع ہو ہی نہیں سکتا۔ تم نے غور کیا کہ آپس میں مل جل کر کام کرنے سے کتنی شرینی مل جاتی ہے! پاکستان کے لوگوں کو بھی مل جل کر کام کرنا چاہیے۔ تعمیر کرنی چاہیے تو پاکستان میٹھا ہو جائے گا۔

نونہالو! ابھی بات ختم نہیں ہوئی ہے! تم کو ابھی اور غور کرنا ہے! میں نے کہا : اچھا تو تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم میں جرات اور ہمت ہے کہ تم بھیڑوں کے اس چھتے میں ہاتھ لگادو؟ کیا تم میں اتنی طاقت ہے کہ تم بھڑوں کے چھتے کو ہاتھ لگادو؟

سب نونہالوں نے کہا : نہیں۔ نہیں!

میں نے کہا : پیارے نونہالو! اگر پاکستان کے سب لوگ۔ پنجابی، بلوچی، پٹھان اور سندھی، کشمیری، مکرانی، حیدر آبادی، بھوپالی، دہلوی، وغیرہ سب کے سب ایک ہو جائیں تو پاکستان کو کوئی نہ ہاتھ لگا سکتا ہے اور نہ کوئی چھیڑ سکتا ہے۔

نونہالوں کی سمجھ میں میری بات آگئی! انھوں نے خوب تالیاں بجا کر مجھے داد دی!

ہمدرد یونی ورسٹی کی میٹنگ

آج جناب محترم ڈاکٹر منظور احمد صاحب نے (جو ہمدرد یونی ورسٹی کے وائس چانسلر ہیں) ایک نہایت اہم میٹنگ بلائی ہے۔ اس میں معاشیات کے بارہ بلند پایہ ماہرین جمع ہوئے۔ ہمدرد یونی ورسٹی کی پہلی فیکلٹی "بزنس

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایڈمنسٹریشن" بنانے کا پروگرام۔ میں نے بھی ۱۲ بجے سے ایک بجے تک اس میں شرکت کی۔ آج بڑی شدت سے اندازہ ہوا کہ ہمدرد یونی ورسٹی کی بڑی ذمّے داریاں میں نے قبول کرلی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور دعائیں کرتا رہا کہ مجھے سرخ رو فرمائیں۔

شرکاء : جناب محترم ڈاکٹر محمد عزیز۔ جناب محترم ڈاکٹر محمد جنید، جناب محترم محمد سعید، جناب محترم پروفیسر افتخار، جناب محترم ڈاکٹر محفوظ صاحب، جناب محترم ڈاکٹر سعد صاحب، جناب محترم محمد آصف، جناب محترم مہدی صاحب، جناب محترم ڈاکٹر عثمانی، جناب محترم رشید الدین، جناب محترم زیدی صاحب، جناب محترم ڈاکٹر منظور احمد، حکیم محمد سعید۔

شام ہمدرد : احترام علم وعالم

میرے پیارے نونہالو! میں تم سے خیر بلا کی محبت کرتا ہی ہوں، مگر میں پاکستان کے بلکہ دنیا کے عالموں سے بھی بے اندازہ محبت کرتا ہوں۔ ۱۹۹۲ء میں شام ہمدرد کا موضوع احترام علم اور اکرام علما ہے۔ آج کی شام ہمدرد نہایت شان دار تھی۔ میں نے پاکستان کی چار بڑی شخصیتوں کے احترام کا اعلان کیا۔ ان کی خدمات سے جناب پروفیسر حسنین کاظمی صاحب نے حاضرین کو آگاہ فرمایا۔ میں نے بھی ایک بڑی اچھی تقریر کی۔ میں اپنی تقریر کا ایک نکتہ تم کو آخر میں سناؤں گا۔

جن کا احترام کیا گیا ان کے نام یہ ہیں :

جناب محترم ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی، جناب محترم پروفیسر عبدالرشید، یہ دونوں بزرگ سن ۱۸۹۰ء کی دہائی میں پیدا ہوئے۔ محترمی جناب جسٹس قدیر الدین احمد، محترمہ آمنہ مجید ملک۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

محترم جسٹس سعید الزماں صدیقی، محترم پروفیسر شیخ عبدالرشید کے وثیقہ اعتراف کی شیلڈ اُن کے شاگرد ڈاکٹر ریاض الاسلام کو دے رہے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

دائیں سے: جناب جسٹس قدیر الدین، جناب جسٹس سعید الزماں صدیقی، جناب حکیم محمد سعید، محترم بیگم کرنل مجید ملک، محترمہ سعدیہ راشد، جناب پروفیسر احسان رشید۔

جناب محترم جسٹس سعید الزماں صاحب (چانسلر کراچی یونیورسٹی اور گورنر سندھ) نے اس جلسۂ احترام کی صدارت فرمائی' اور "وثیقہ اعتراف" کی رو پہلی شیلڈ ان کو عطا فرمائی۔

نونہالو! آج کی تقریب میں بڑے بڑے عالم شریک ہوئے۔ اور وہاں روس کے نونہال بھی آئے تھے۔

میری تقریر کا ایک نکتہ

نونہالو! میں نے حاضرین کو بتایا کہ ہمارے عروج کے دور میں کیسے کیسے عالم ہوتے تھے اور کیسے اچھے شاگرد ہوا کرتے تھے!

آؤ' ذرا کئی صدیاں پہلے بغداد چلتے ہیں کہ علم و حکمت کا مرکز عالمی تھا۔ مگر ایک ماں نہایت مفلسی کے عالم میں رہتی تھی۔ پریشان تھی۔ اس کا ایک بیٹا تھا۔ مفلسی کی ماری ماں نے اپنے اس بیٹے کو ایک روٹی پکانے والے (نان بائی) کے ہاں ٦ دینار پر نوکر کرادیا۔ بچے کو ایک مہینے کے لیے نان بائی کے حوالے کرکے ماں گھر آگئی۔

بڑی مشکل سے ایک مہینہ گزرا۔ ادھر مہینہ ختم ہوا' چاند دکھائی دیا۔ ماں جھٹ نان بائی کی دکان جا پہنچی' اور کہاں لاؤ چھے دینار۔

نان بائی سٹ پٹایا۔ کہا : ارے ماں تمھارا لڑکا تو میرے ہاں سے دوسرے دن ہی بھاگ گیا تھا۔ کیسے ٦ دینار!

اب تو بھئی ماں کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے نان بائی کو بے نقط سنائیں۔ کہاں ہے میرا بیٹا؟ کہاں ہیں ٦ دینار! ہم فاقوں سے مر رہے ہیں۔

اب نان بائی بے چارا کیا کرتا۔ لڑکا تو دوسرے ہی دن بھاگ نکلا تھا!

toobaa-elibrary.blogspot.com

خیر اس کے بعد ماں نے سوال کیا : اچھا اتنا بتادے کہ میرا بیٹا گیا کس طرف تھا؟

نان بائی نے اشارہ کیا کہ ادھر ہی مسجد کی طرف گیا تھا! سر جھاڑ' منہ پھاڑ' پریشان حال ماں مسجد کی طرف دوڑی۔ اندر گئی تو دیکھا درس ہو رہا ہے! استاد کے سامنے درجنوں شاگرد ادب سے ہیں۔ پڑھ رہے ہیں۔

پریشان ماں کی دونوں آنکھوں نے اپنے پیارے بیٹے کو بیٹھے ہوئے لوگوں میں بہت تلاش کیا۔ مگر وہ نظر نہ آیا۔ ماں ذرا آگے بڑھی' اور آگے بڑھی۔ دیکھا تو اس کا بیٹا آگے کی صف میں بیٹھا پڑھ رہا ہے!

لو بھئی نونہالو! اس کے غصے کا تو کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ وہ استاد پر برس پڑی۔ ارے تم نے یہ کیا غضب کیا! اسے یہاں بٹھا رکھا ہے اور میرے گھر فاقے پڑے ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ کہ میں کہاں سے کھاؤں!

استاد نے برہم (غصے میں بھری) ماں کو ٹھنڈا کیا۔ اٹھے۔ اندر اپنے حجرے میں گئے۔ اشرفیوں کی ایک تھیلی لیے باہر آئے۔ بپھری ماں کو تھیلی دی۔ فرمایا :

جاؤ' اس رقم سے گھر چلاؤ۔ جب ختم ہو جائے تو آکر اور لے جانا۔ اپنے اس بیٹے کو علم حاصل کرنے دو۔ یہ بڑا انسان بنے گا!

کہاں ۶ دینار مہینہ۔ اور کہاں یہ اشرفیاں۔ ماں تو خوش ہو گئی۔ بیٹا پڑھتا رہا۔ علم حاصل کرتا رہا۔

نونہالو! تم نے دیکھا کہ کیسا شاگرد تھا! کیسا شان دار استاد تھا! ماشاء اللہ تم جانتے ہو شاگرد کون تھا؟ اور استاد کون تھا؟

شاگرد تھے عالی جناب امام ابو یوسف ؒ

toobaa-elibrary.blogspot.com

استاد تھے عالی مرتبت امام ابو حنیفہؒ

اب نونہالو! اسلام کے ان بزرگوں کا ذرا حال یاد کرلو :

حضرت امام ابو حنیفہؒ

امام ابو حنیفہؒ ۸۰ ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا کابل سے ہجرت کرکے آئے۔ انھوں نے اسلام قبول کرکے ان کا نام نعمان رکھا۔ ان کا بچپن پریشانیوں میں گزرا اور وہ صحیح طریقے پر تعلیم حاصل نہ کرسکے اس لیے کہ اس زمانے میں مذہبی اختلافات بڑھ گئے تھے اور لوگ آپس میں لڑ رہے تھے۔ جب ذرا سکون و اطمینان کا زمانہ آیا تو انھوں نے تعلیم کی طرف توجہ دی۔ علم کلام اور فقہ سے ان کو خاص دل چسپی تھی۔ اپنے استاد کے انتقال کے بعد کوفہ میں فقہ کی سب سے بڑی شخصیت آپ ہی مانے گئے۔ حدیثیں جمع کرنے اور انھیں ترتیب دینے میں انھوں نے بہت محنت کی۔ پہلے تو انھوں نے ایسے تمام لوگوں سے ملاقاتیں کیں جنھیں حدیثیں یاد تھیں۔ انھیں سن کر لکھا پھر حدیثیں جمع کرنے کے لیے دوسرے ملکوں کا سفر بھی کیا۔ جب حدیثیں جمع ہوگئیں تو انھیں ترتیب دینے کا مرحلہ آیا۔ اس کے لیے انھوں نے اپنے شاگردوں میں سے چالیس شاگردوں کو منتخب کیا اور ان کی ایک مجلس بنادی۔ ان لوگوں نے تیس سال تک امام اعظمؒ کی سرکردگی میں کام کیا اور اچھی حدیثوں کو ایک جگہ جمع کردیا۔

ایک روایت ہے کہ امام اعظم نے احادیث جمع کرنے کے سلسلے میں کم از کم چار ہزار افراد سے ملاقات کی تھی۔ ان کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

کوفے کے گورنر اور بعد میں خلیفہ المنصور نے انھیں قاضی مقرر کرنا

toobaa-elibrary.blogspot.com

چاہا، مگر انھوں نے انکار کردیا۔ اس نے حکم دیا کہ انھیں ہر روز دس کوڑے مارے جائیں، جب تک آپ یہ عہدہ قبول کرنے پر راضی نہ ہوجائیں۔ اس کے حکم کی تعمیل کی گئی اور امام اعظمؒ کو کوڑے مارے جانے لگے لیکن انھوں نے عہدہ قبول کرنے پر رضامندی ظاہر نہ کی۔ تھک ہار کر گورنر نے اپنا حکم واپس لے لیا۔

۱۳۲ھ میں جب عباسی خلیفہ المقدر عباسی تخت نشین ہوا تو اس نے آپ کو اپنے دربار میں بلایا اور قاضی کا عہدہ پیش کیا، مگر انھوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کردیا، جس پر اس نے امام کو برہم ہوکر قید کردیا۔ چوں کہ امام ابو حنیفہؒ کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی اس لیے وہ قید کے دوران کوئی گستاخی نہ کرسکا اور اسے کوئی سختی کرنے کی بھی جرات نہ ہوئی۔ وہ ان کی عزت و تکریم کرتا رہا، مگر اس نے انھیں بے خبری میں زہر دلوادیا۔ جب آپ کو اس کا اثر محسوس ہوا تو آپ نے سجدہ کیا اور اس عالم میں مالک حقیقی سے جاملے۔

پہلی نماز جنازہ میں تقریباً پچاس ہزار افراد نے شرکت کی۔ لوگوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا اس لیے پھر نماز جنازہ ہوئی۔ اس طرح سے چھے مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔

وہ لوگ جو پہلے روز آپ کے جنازے میں شریک نہ ہوسکے اور نماز جنازہ بھی نہ پڑھ سکے تھے انھوں نے بعد میں پڑھی۔ یوں بیس دن تک نماز جنازہ پڑھی جاتی رہی۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ لوگوں میں کتنے مقبول تھے اور کتنے لائق احترام۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

امام ابو یوسفؒ

امام ابو حنیفہ کے خاص شاگردوں میں تھے اور انھیں فقہ حنفی کے بانی اماموں میں شمار کیا جاتا ہے۔ فقہ کے علاوہ انھوں نے حدیثیں جمع کرنے اور انھیں ترتیب دینے کا کام کیا اور تاریخ بھی لکھی۔ ان کا بچپن نہایت پریشانی کے عالم میں گزرا ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید چوں کہ ان کے علم اور مرتبے سے متاثر تھا اس لیے اس نے انھیں بغداد میں قاضی کے عہدے پر فائز کردیا۔ جس پر وہ اپنی وفات تک فائز رہے۔

خلیفہ ہارون الرشید کی فرمائش پر انھوں نے "کتاب الخراج" لکھی جس میں عدل وانصاف کے نظام کی تفصیل ہے۔

وہ حنفی مسلک کی پرجوش تبلیغ کرتے تھے اور اپنے استاد کے برعکس احادیث پر زیادہ اعتماد کرتے تھے۔ اگرچہ امام ابو یوسف نے اپنے استاد امام اعظم سے اختلاف کیا ہے لیکن اس کے باوجود انھیں حنفی مسلک کے بانیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ انھیں کوئی بلند مقام حاصل نہیں ہوسکا۔ بہت سی جگہوں پر ان کے شاگردوں نے ان کی باتوں سے اختلاف کیا ہے۔

وثیقہ اعتراف

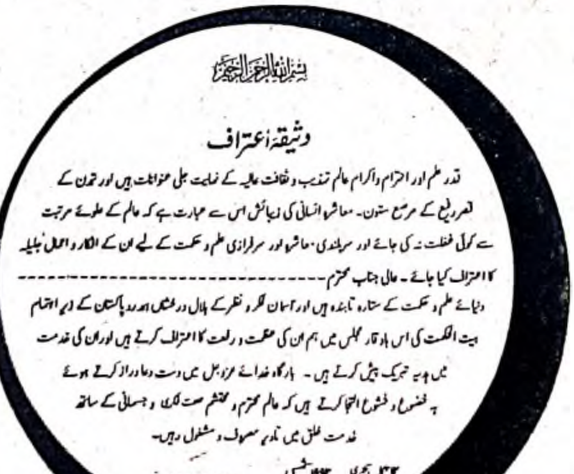

نونہالو! یہ اس چاندی کی شیلڈ کا نقشہ ہے جو آج چار علما کو دی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

شامِ ہمدرد کے اختتام پر جناب اسماعیل ذبیح محترم حکیم محمد سعید کی سال گرہ پر مبارک باد دے رہے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

سال بھر میں کوئی ۲۰۰ عالموں کو یہی دی جاتی رہے گی۔ دو جنوری ۱۹۹۲ء کو لاہور میں بھی ایسی شام ہمدرد ہو چکی ہے۔ وہاں بھی ایسی ہی شیلڈیں دی گئی ہیں۔

ایک بڑی خاص بات!

نونہالو! ایک بڑی خاص بات یہ ہے کہ ان بزرگوں کو بزم ہمدرد نونہال کے نونہال پھولوں کے ہار پہناتے ہیں۔ آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ نونہال ہی ہار پہنایا کریں گے۔ آخر ان کو بھی تو بڑا ہونا ہے!

بھانڈا پھوڑ دیا

شام ہمدرد کی مجلس نہایت سنجیدہ محفل ہوتی ہے۔ ہم نے اس کا وقار قائم رکھا ہے۔ ۳۵ سال سے یہ جاری ہے۔ بڑے بڑے لوگ اس میں تقریریں کرتے ہیں۔ آج بھی مجلس شروع سے آخر تک بڑی پروقار رہی۔ ماشاء اللہ

مگر ہمارے دوست مولانا محمد اسماعیل ذبیح صاحب کو کیا سوجھی کہ وہ اٹھے اور شام ہمدرد کے ختم ہونے پر آگے بڑھے۔ اعلان کیا :

صاحبو! آج جناب حکیم صاحب کی برتھ ڈے ہے۔ ان کو مبارک باد دیجیے۔ میں نے تو اس بات کو چھپایا تھا' مولانا ذبیح صاحب نے راز افشاں کردیا! بھانڈا پھوڑ دیا! اب تو سب ہی نے مبارک بادیوں سے مجھے لاد دیا۔ دوستوں کی محبت سے میرا دل بھر آیا۔ ان کے بے پناہ خلوص کو دیکھ کر میری آنکھیں تر ہوگئیں۔

نونہالو! میری زندگی کی سب سے بڑی کمائی یہ ہے کہ پاکستان کے اور دنیا کے لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں! میں نے زندگی میں محبت کمائی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس سے بڑی دولت اور کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ احسان ہے۔

۹ ر جنوری کے تحائف!

نونہالو! ۸ ر جنوری ۱۹۹۲ء کی شام سے میرے پیارے دوستوں اور عزیزوں نے تحائف کی بھرمار کر رکھی ہے۔ اور آج بھی دور دور سے تحائف آئے ہیں۔ میں ان تحفوں سے ذرا گھبراتا ہوں مگر ایک فائدہ یہ ہے کہ میں پھر ان تحفوں کو دوستوں میں بانٹتا ہوں۔ اس سے جو خوشی ہوتی ہے میں بیان نہیں کرسکتا۔ روس کے سفیر صاحب نے روسی سماوار بھجوایا ہے۔ حکیم محمد یاسین صاحب نے چاروں قل کا نہایت نفیس طغریٰ دیا ہے۔ اسے میں مدینۃ الحکمت بھجوادوں گا۔ فریدہ بیٹی (بھتیجی) شیروانی کا کپڑا دے گئی ہیں۔ اور میری تینوں نواسیوں نے تو نہایت شان دار تحفہ دیا ہے۔ میری بیٹی اور میری معاون زاہدہ نے مل کر نہ جانے کیا دیا' اب تک میں نے کھول کر دیکھا نہیں ہے۔ طیبہ انوری بیگم ۲۷ سال سے میرے ساتھ کام کررہی ہیں۔ میرے معمولات مطب انہوں نے ہی میرے ساتھ بیٹھ کر لکھے ہیں۔ وہ خوش بو دے گئی ہیں۔ چین کے سفارت خانے سے نفیس یاسمین چائے آئی ہے۔ ابھی بہت سے تحفے میری نواسیاں کھولیں گی جب مجھے فرصت ملے گی۔

مگر ایک خاص تحفہ!

جناب رفیع الزماں زبیری صاحب (ایڈیٹر نونہال ادب) نے آج میرے یوم پیدائش پر بڑا خاص تحفہ دیا ہے! یعنی سعید سیاح چین میں! میرا چین کا سفرنامہ! میں نے گزشتہ سال نومبر میں چین کا سفر کیا تھا۔ میں نے نونہالوں کے لیے سفرنامہ لکھ دیا تھا۔ جناب زبیری صاحب نے اسے بڑی خوب صورتی کے ساتھ چھاپ دیا ہے۔ نونہالو! یہ تمہارے پڑھنے کی چیز ہے۔ بڑے مزے کا سفرنامہ ہے!

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۰ر جنوری ۱۹۹۲ء جمعۃ المبارک

ہیلتھ ٹیکس

میں بھی انسان ہوں۔ کبھی کبھار کوئی نہ کوئی تکلیف ہوجاتی ہے۔ مگر میں دوائیں نہیں استعمال کرتا۔ جسم کو موقع دیتاہوں کہ وہ خود حالات کا مقابلہ کرلے۔ پچھلی جمعرات کو میں لاہور میں تھا کہ بڑی شدت سے زکام ہوا۔ اسی شدت سے کہ ناک پانی کی طرح بہنے لگی۔ بھئی کیا کرتا' ٹشو پیپر کی مدد لی۔ مریضوں کی خدمت کررہا تھا۔ بخار چڑھا ہوا تھا۔ ناک بہہ رہی تھی' بدھ بھی اس حال میں گزرا تھا کہ ناک بہہ رہی تھی۔ حساب لگایا تو میں نے کوئی ۳۵۔ ۴۰ ٹشو استعمال کرلیے۔ اب میں نے اس کی قیمت دیکھی تو اندازاً ۱۰ پیسے کا ایک ٹشو پڑا۔ یعنی میں نے چار پانچ رپے کے ٹشو کاغذ استعمال کرلیے۔ سوچا کہ یہ تو اصراف کی تعریف میں آتا ہے۔ مجھے رومال استعمال کرنا چاہیے تھا تو خرچ کم ہوجاتا۔ ایک ہفتہ زکام کا اثر رہا۔ آج طبیعت صاف ہے۔ اللہ کا شکر ہے۔ بس ایک شام میری بیٹی سعدیہ نے چار ٹکیاں سعالین کی گرم پانی میں گھول کر پلادی تھیں۔ ان سے فوراً فائدہ ہوا تھا۔ میں ایسی تکلیف کو یہ کہتا ہوں کہ یہ ہیلتھ ٹیکس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مہینوں صحت مند رکھا۔ ذرا سی تکلیف ہوئی تو یہ ہیلتھ ٹیکس ہوا۔ کبھی ٹیکس بھی دینا چاہیے!

آج جمعہ ہے!

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں جمعے کے دن خود کو پابندیوں سے آزاد کرلیتاہوں۔ یعنی جسم جو چاہتا ہے وہ کرتا ہوں۔ اگر سوجانے کو دل چاہتا ہے تو سوجاتا ہوں۔ لیٹنے کو دل کہتا ہے تو لیٹ بھی جاتاہوں۔ ہفتے میں ایک دن دل کی بات بھی مان لیتا ہوں۔ آج صبح ۴ بجے جب میز پر آیا تو جناب رفیع الزماں زبیری صاحب کا نوٹ سامنے رکھا تھا کہ مجھے روزنامچے کی کئی تاریخیں لکھنی ہیں۔ بس آج لکھنے کا موڈ طاری ہوا میں نے آج بہت کچھ لکھ کردے دیا۔ دل چاہا کہ آج ذرا ٹینس ہوجائے۔ مگر میری تو کمر میں چک آئی ہوئی ہے۔ کیسے کھیلوں گا! کوئی دو مہینے سے کرسی پر بیٹھنے میں کمر دکھتی رہی ہے۔ میں نے کوئی پروا نہیں کی۔ لیکن کل جمعرات کو صبح بہت زیادہ تکلیف ہوئی کہ جھک کر سیدھا ہونا مشکل ہوگیا۔ اب تو مجھے فکر ہوئی کہ یہ کیا ہے۔ میں نے نمک کی ڈلی لی اور فوارے میں اسے باندھا۔ گرم پانی چھوڑا۔ اس فوارے سے اپنی کمر میں خوب دھارا۔ آدھا فائدہ ہوگیا۔ کل رات میں نے انفراریڈ ریز اپنی کمر پر ڈالیں' اور سوگیا۔ صبح آج پھر نمک کے پانی سے کمر کو دھارا اور "اوجالین" کی مالش کرلی۔ آرام آگیا اور میں نے ٹینس کھیل لی۔ اچھی ورزش ہوگئی!

انفرا ریڈ ریز

نونہالو! تم جانتے ہو انفراریڈ ریز (Infra-red Rays) کیا ہوتی ہیں؟ یہ ایسی شعاعیں ہوتی ہیں جن کی ویو لینتھ عام دکھائی دینے والی شعاعوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے انسانی آنکھ اسے نہیں دیکھ پاتی۔ انفرا ریڈ شعاعیں الیکٹرو میگنیٹک اسپکٹرم کا حصہ ہوتی ہیں۔ تمام چیزیں اپنی حرارت کے مطابق انفرا ریڈ شعاعیں خارج کرتی ہیں۔ جس شے میں جتنی زیادہ حرارت ہوتی ہے وہ اتنی ہی انفرا ریڈ شعاعیں خارج کرتا ہے۔ دوسری

toobaa-elibrary.blogspot.com

جنگ عظیم میں ایک آلہ ایجاد کیا گیا تھا۔ یہ آلہ ایسی چیزوں کی حرارت کا سراغ لگانے کے لیے بتایا گیا تھا جن کی اندرونی سطح اوپر سطح سے زیادہ گرم ہوتی ہے۔ اس آلے سے جنگ کے دوران ایسے دشمنوں کا سراغ لگانا ممکن ہوا جو تاریکی یا دھند میں چھپے ہوتے ہیں۔ انفرا ریڈ شعاعوں کو فوٹو گرافی اور طب کے میدان میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ علم الفلکیات کے ماہرین انفراریڈ کی شعاع ریزی (Radiation) کے ذریعہ سے ٹیلی اسکوپ پر سیاروں کا مشاہدات کرتے ہیں اور ان کی حرارت کی پیمائش کرتے ہیں۔ انفرا ریڈ شعاعوں کو ۱۸۰۰ء میں ایک برطانوی سائنس داں سر ولیم ہرچیل (Sir William Heschel) نے دریافت کیا تھا۔

روسی نونہال لاہور چلے گئے!

میری پیاری بیٹی سعدیہ نے توجہ کرلی اور آج دن کو ڈھائی بجے کے جہاز سے وہ ان ۲۰ بچوں اور ان کے ساتھ آئے دو نگرانوں کو اپنے ساتھ لے کر لاہور چلی گئیں۔ وہاں میں نے سارے انتظامات کی ہدایات دے دی تھیں۔ اچھا ہے کہ یہ بچے لاہور کی سیر کرلیں گے۔ ۱۴ر جنوری کی شام کو یہ واپس آجائیں گے۔

اخبارات

نونہالو! صبح شام میرے پاس بہت سے اخبارات آتے ہیں۔ جنگ، مشرق، امن، مساوات، جسارت، پاکستان (لاہور) فرنٹیر پوسٹ (لاہور) ڈان، مسلم (اسلام آباد) بزنس ریکارڈر، نوائے وقت، دی نیوز، مارننگ نیوز، اسٹار، ڈیلی نیوز، لیڈر، میں یہ سارے اخبارات خود دیکھتا ہوں اور ان پر ضروری نشانات بھی لگاتا ہوں۔ کل جمعرات کو مصروفیت کی وجہ سے اخبارات رہ گئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

تھے۔ آج کے اخبارات بھی آگئے۔ آج ۱۱ بجے سے ایک بجے تک میں نے ان اخبارات کا مطالعہ کیا۔ بعض خبروں ر اداریوں پر ایسے نشانات لگاتا ہوں کہ یہ کٹ کر مجھے مطالعہ کے لیے واپس مل جاتے ہیں۔ بعض خبریں ہمدرد کے دوسرے شعبوں کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔ ان کو بھجوادیتاہوں۔

سوگیا آج! میرا کمبل۔ میری چادر

نماز جمعہ ادا کرکے آیا تو سوجانے کو دل چاہا۔ بس سوگیا۔ سردی خاصی چمک اٹھی ہے۔ لحاف نکال لیا ہے۔ اب تک کمبل تھا۔ میرا کمبل بڑا پرانا ہے۔ نونہالو! یہ ریشمی کمبل میرے والد محترم نے ۱۹۱۷ء میں کسی انگریز سے خریدا تھا۔ ان کو وہ بہت پسند تھا۔ پھر یہ کمبل میرے بڑے بھائی جان کے حصے میں آیا۔ ۱۹۳۵ء میں یہ مجھے مل گیا۔ اس وقت سے یہ میرے پاس ہے۔ میں اسے استعمال کرتاہوں۔ اس کمبل کو ۷۵ سال ہمارے پاس آئے ہوگئے ہیں۔ مگر یہ آج بھی نیا لگتا ہے۔ مجھے اس کمبل سے بڑی محبت ہے۔ میرے والد صاحب کی یہ نشانی ہے۔ اس کو انہوں نے استعمال کیا تھا۔ میری والدہ مرحومہ کی ایک گرم چادرا بھی میرے پاس محفوظ ہے۔ اس میں جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔ ان کے انتقال کے بعد یہ میں نے لے لیا تھا۔ اس چادرے کی عمر بھی کوئی ساٹھ سال ہے۔ سردیوں میں یہ چادرا میں اپنی کمر پر ڈال لیتاہوں!

شادیاں

نونہالو! کراچی کی شادیاں اب بڑی مشکل ہوچکی ہیں۔ ایک نہایت آسان سنت کو ہم نے ایک نہایت گراں روایت بنادیا ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی بیٹی حضرت فاطمتہ الزہرا کا نکاح کیا تو

toobaa-elibrary.blogspot.com

سادگی کی انتہا تھی۔ ذرا تم غور کرو۔

حضرت فاطمتہؓ الزہرا کا نکاح اور ان کا جہیز

حضرت فاطمہؓ جب بڑی ہوئیں تو بہت سے لوگوں نے حضورؐ کے سامنے ان سے شادی کی خواہش ظاہر کی مگر آپؐ نے کوئی رشتہ قبول نہیں کیا۔ جب حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے شادی کی درخواست کی تو حضورؐ نے قبول فرمالی۔ دوسرے روز آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور پوچھا کہ ان کے پاس مہر کے لیے رقم ہے تو حضرت علیؓ نے جواب دیا نہیں ہے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ جنگ بدر میں جو زرہ ہاتھ آئی تھی' وہ کیا ہوئی۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ وہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اسے فروخت کردو۔ حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ کے مہر کے لیے چار سو مشقال چاندی مقرر فرمائی۔

حضرت فاطمہؓ کے جہیز میں ایک چارپائی' چمڑے کا توشک' ایک کملی۔ ایک مشک اور چمڑے کا ایک تکیہ تھا۔

اس سادگی پر غور کرنا چاہیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے۔ اب ہمارا عمل یہ ہے کہ شادی سے پہلے دونوں گھروں میں کم از کم چھے دن تک طرح طرح کی تقریبات ہوتی ہیں۔ سینکڑوں لوگ مدعو ہوتے ہیں۔ پھر نکاح ہوتا تو ہزاروں مہمان آتے ہیں۔ اس کے بعد ولیمہ میں ہزار مہمان ہوتے ہیں۔ جب دعوت نامہ آتا ہے اور اس میں "ولیمہ مسنونہ" لکھا ہوتا ہے تو مجھے بے حد تکلیف ہوتی ہے۔ نونہالو! مسنونہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ عمل کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ ان کی سنت تھی۔ ہم کس قدر غلط انسان ہوئے ہیں کہ "ولیمہ مسنونہ" دعوت ناموں میں لکھتے ہیں اور ولیمے میں ہر کام خلاف سنت کرتے ہیں۔ ولیمہ میں ہزاروں انسانوں کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

دعوت دینا سنت کے قطعی خلاف ہے۔

وقت۔ ضائع ہو رہا ہے

روپیہ ۔ ضائع ہو رہا ہے

میرے نونہالو! ان دنوں شادیوں میں یہ ہو رہا ہے کہ وقت ۸ بجے کا دیا جاتا ہے۔ مہمان ساڑھے نو بجے آنا شروع کرتے ہیں۔ ایک گھنٹے میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر اگر بارات وقت پر نہ آئے تو اس کا انتظار ہوتا ہے۔ بارات اکثر و بیشتر ساڑھے دس بجے آتی ہے۔ نکاح ہوتا ہے۔ گیارہ بج جاتے ہیں۔ پھر کھانا کھلتا ہے۔ رات کے بارہ تو بج ہی جاتے ہیں۔ اگر ایک ہزار مہمان ہیں تو چار ہزار گھنٹے ضائع ہوئے۔ شہر کراچی میں شادی گھروں کی کوئی حد نہیں ہے۔ جدھر جائیے ایک سے ایک بڑا شادی گھر موجود ہے اور مہینوں کے لیے بک ہیں۔ بڑے بڑے ہوٹل اب شادیوں کی وجہ سے چھوٹے پڑ گئے ہیں۔ میں نے ابھی پوری طرح جائزہ نہیں لیا ہے، مگر میرا ایک اندازہ یہ ہے کہ شہر کراچی میں روزانہ کوئی تین چار لاکھ انسان اپنی شامیں شادیوں میں گزارتے ہیں، اور سولہ لاکھ گھنٹے روزانہ ضائع ہو رہے ہیں۔ یہ تو وقت کی بات ہوئی۔ اب دولت کا حساب لگائیے تو خلاصہ یہ ہے کہ ایک مہمان پر کم از کم ۷۵ روپے روز خرچ ہوتے ہیں۔ (یہ چھوٹے شادی خانوں کا اوسط ہے) بڑی جگہوں کا حساب ایک سو روپے فی کس اگر ہے تو پھر چار لاکھ مہمانوں کا حساب یہ ہوا کہ شادیوں پر کراچی میں روزانہ چار کروڑ روپے صرف ہوتے ہیں۔ یہ جہیز وغیرہ پر خرچ ہونے والی رقم کے علاوہ ہے۔ اسے جوڑو تو اربوں روپے بنتے ہیں۔

نونہالو! یہ ہیں ہمارے اللے تللے۔ آج حال یہ ہے کہ پاکستان نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس قدر قرضے لیے ہیں کہ پاکستان کا ہر فرد مقروض ہے۔ یہاں ہزاروں لاکھوں ہماری بچیاں شادی سے محروم ہیں، اس لیے کہ ان کے والدین کے پاس پیسہ نہیں ہے۔

کراچی شہر میں جہاں شادیوں پر یہ اخراجات ہورہی ہیں، وہاں کوئی پانچ لاکھ انسان سڑکوں، باغیچوں، دکانوں کے تھڑوں پر سوتے ہیں۔ ان کو چھت میسر نہیں ہے۔ ہزاروں لاکھوں انسان کراچی میں دو وقت آرام سے کھانا نہیں کھاسکتے۔ اس حال میں یہ شادیاں انتہائی سفاکیاں ہیں۔ ان کو بند ہونا چاہیے۔

ان شادیوں کے جہیز

معاذاللہ ! ان شادیوں میں جہیز کی کوئی حد بھی ہے۔ لاکھوں رپے جہیزوں پر خرچ ہورہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ آج ہی میری نواسی آمنہ بتارہی تھیں کہ ان کے ایک جاننے والی کا شادی کاجوڑا اسی ہزار رپے میں بنا ہے۔ یہ ایک عام شادی کا جوڑا ہے۔ میں نے تو خود اپنی آنکھوں سے ایک گھر میں دیکھا ہے کہ جہیز میں ایک بھینس دی گئی تھی اور اس بھینس کا زیور لاکھوں کا تھا۔ شاہراہ فیصل پر ایک شادی کپڑوں کا مرکز ہے۔ یہاں دلھن کا ایک چادرا کئی لاکھ کا بنا۔ اس پر ہیرے ٹکوائے گئے۔ یہ میرا ذاتی مطالعہ ہے۔

نونہالو! یہ سب زوال کی علامتیں ہیں۔ یہ قیامت کی نشانیاں ہیں۔ ان کے خلاف سوچنا چاہیے۔

آج میں دو جگہ شادیوں میں نہیں گیا!

میں نے جب چھے بجے شام کو یہ روزنامچہ لکھ لیا تو مجھے خود بڑی شرم

toobaa-elibrary.blogspot.com

آئی اور میں نے آج دو شادیوں میں نہ جانے کا فیصلہ کرلیا۔ میں تو ویسے یوں بھی وقت خراب نہیں کرسکتا' شادیوں میں شرکت میں نے بند ہی کردی ہے۔ آج تو مجھے میرے ایک عزیز دوست نے بلایا تھا۔ مگر مجھ پر ایسے حالات طاری ہوئے کہ میرا وہاں جانے کو دل نہ چاہا۔ ان سے ادب کے ساتھ معذرت چاہ لوں گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۱ر جنوری ۱۹۹۲ء ہفتہ

حضرت ابراہیم بن ادھم نے ایک غلام خریدا' اور اس سے پوچھا : تمہارا نام کیا ہے؟ غلام نے جواب دیا : سرکار' غلام کا کیا نام ہو سکتا ہے؟ آپ جس نام سے پکاریں وہی میرا نام ہو گا۔

ابراہیم ادھم نے کہا	:	کھاتے کیا ہو؟
غلام نے جواب دیا	:	جو مالک عطا کر دے!
ابراہیم ادھم	:	پہنو گے کیا؟
غلام	:	جو آپ پہنائیں گے!
ابراہیم ادھم	:	اور کام؟
غلام	:	جو مالک حکم دے گا!

نونہالو! ابراہیم ادھم نے یہ باتیں سنیں تو ان کی آنکھوں میں آنسو اٹد آئے۔ فرمایا : "کاش میں بھی اپنے مالک کا ایسا غلام بن سکتا!"

آج صبح نماز تہجد کے بعد میں نے غور کیا : کیا میں اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی بندہ ہوں! کیا میں بھی وہی کرتا ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے چاہتا ہے؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

نماز فجر کے بعد میں ٦ بجے ٹھیک مطب پہنچ گیا۔ ریڈیو پاکستان سے تلاوت قرآن حکیم اور ترجمہ راستے میں سنتا رہا۔ میں نے اپنے اس وقت کو بھی صحیح استعمال کیا اور اسے ضائع نہیں کیا۔

مطب میں آج بہت پیارے بچے آئے۔ میں نے ان سے خوب باتیں کیں۔ ان کو ٹافیاں بھی دی اور ساتھ ہی ان کو خوش خط لکھنے کے لیے پلاسٹک اسکیل بھی دیے۔ مگر آج ایک بچّی نے میرا دل ہلا دیا۔ میں بڑی کوشش کررہا ہوں کہ اس کا مرض چلا جائے، مگر اب تک کامیابی نہیں ہوئی ہے۔ اس کی بڑی آنت قولون (Colon =) کے باہر اور ممکن ہے کہ اندر بھی چھالے پڑگئے ہیں۔ رات دن یہ پیاری بچی درد سے بے چین ہوجاتی ہے۔ جب بھی یہ بچی مطب میں آتی ہے رہ رہ کر بلبلا اٹھتی ہے۔ میں غور کرتا ہوں کہ میں کس قدر معذور ہوں کہ اس کا علاج نہیں کرسکتا۔ آج جب یہ مطب میں لائی گئی تو درد سے بے چین تھی۔ زارو قطار رو رہی تھی۔

میں اس پیاری کے لیے دوا تو کرتا ہوں دعا بھی کرتا ہوں۔ اگر مجھے اطمینان ہوجائے تو میں اسے اپریشن کے لیے کسی سرجن کے پاس بھیج دوں۔ مگر شاید اپریشن بھی نہیں ہوسکتا۔ پھر سوچتا ہوں کہ کس سرجن کے پاس بھیجوں۔ حال یہ ہے کہ ہر سرجن اب صرف کمائی پر لگا ہوا سنا جارہا ہے۔ ہمدردی کا دور دور کوئی نشان نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں تو میں مدینتہ الحکمت میں ایسے ہسپتال بناؤں کہ وہاں انسانوں کی خدمت انہیں انسان سمجھ کر کی جاسکے۔ چند دن ہوئے واشنگٹن ٹیلے وژن کے لوگ آئے تھے۔ انہوں نے میرا آدھے

toobaa-elibrary.blogspot.com

گھنٹے کا انٹرویو لیا ہے۔ میں نے امریکا میں مقیم پاکستانی ڈاکٹروں اور سرجنوں سے درخواست کی ہے کہ وہ مدینتہ الحکمت میں ایسے ہسپتال تعمیر کریں کہ یہاں غریبوں کی خدمت کا سامان کیا جاسکے۔

نونہالو! میں کل تمھیں ایک دل چسپ واقعہ سناؤں گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۲ر جنوری ۱۹۹۲ء اتوار

صبح تین بجے بیدار ہوگیا۔ نونہالو! بیدار ہونے کا یہ ایک بہترین وقت ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد فکری اور علمی کام کرنے کا یہ ایک نہایت مناسب وقت ہے۔ میں بہت سے کام اسی وقت کرتا ہوں۔ آج میں نے ساڑھے پانچ بجے تک ہی کام کیا۔ نماز فجر ادا کرکے میں ۶ بجے ٹھیک مطب پہنچ گیا۔ یہاں مجھے خدمت خلق کا اعزاز حاصل ہوا۔ نونہالو! میں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے خدمت کا موقع دیا ہے' اور پھر میری خدمت تو بڑی خدمت ہے۔ میں لوگوں کے دکھ سنتاہوں اور ان کے دکھ دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ سچ کہتاہوں' جب مریض آکر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دی ہے تو میرا دل باغ باغ ہوجاتا ہے۔ پلیوں خون کا میرے جسم میں اضافہ ہوجاتا ہے! خدمت کرکے میں خوش ہوتاہوں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ کی علالت

نونہالو! کل تم سے وعدہ ہوا تھا کہ ایک نہایت دل چسپ واقعہ تم کو سناؤں گا۔ لو پھر آج بڑا اچھا واقعہ تم سنو!

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ ایک بڑے بزرگ تھے۔ میں نے ان کی شخصیت اور ان کی عظمت کے بارے میں نونہالوں کے لیے اپنی کتاب "دہلی میں تین دن" میں لکھا ہے۔ ایک بار حضرت خواجہ"

toobaa-elibrary.blogspot.com

علیل (بیمار) ہوئے۔ علالت (بیماری) بڑھی۔ کوئی علاج کارگر نہ ہوتا تھا۔ ان کے مریدین اور ان سے محبت کرنے والے بڑے پریشان ہوئے۔ جب کوئی علاج کارگر نہیں ہوا تو مریدین نے اجازت چاہی کہ علاقے میں ایک سادھو ہے۔ وہ بھی علاج اور دعا کرتا ہے۔ اجازت دیجیے کہ اسے بلا لائیں۔

حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے منع فرمادیا۔ مرض اور بڑھا۔ اتنا کہ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ بے ہوش ہوگئے۔ اب جو مریدین اور دوست احباب پریشان ہوئے، اور عالم پریشانی میں وہ علاقے کے سادھو کو لے آئے اور پھر سادھو نے خواجہ بزرگ رحمتہ اللہ علیہ کے قریب بیٹھ کر دعائیں پڑھیں۔ تدبیریں کیں۔ اللہ کی شان حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کو ہوش آگیا۔ آنکھیں کھولیں تو سادھو کو اپنے قریب پایا۔ خاصے پریشان ہوئے۔ اٹھ کر بیٹھ گئے اور سادھو کی طرف توجہ کرکے گویا ہوئے :

حضرت خواجہ : میاں تم نے کرم فرمایا کہ آئے۔ مگر ذرا یہ تو بیان کرو کہ تم نے کیا دعا کی اور کیا تدبیر کی کہ مجھے آرام آیا؟ جب کہ ہماری کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تھی؟

سادھو : حضرت خواجہ صاحب! میں نے بھی دعائیں کی ہیں۔ آپ نے اللہ کہا ۔ میں نے رام جپا۔ رام نے میری سن لی۔ آپ کو زندگی ملی!

حضرت خواجہؒ : مگر ذرا راز تو بتاؤ کیا ہے۔ ہماری ایک بات نہ چلی۔ ہماری ایک دعا قبول نہ ہوئی اور ہم کیسے تمہاری دعا سے اچھے ہوئے۔ راز بتاؤ۔

نونہالو! اس اصرار پر سادھو نے جو جواب دیا وہ تمہارے سننے کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

قابل ہے اور یاد کرنے کے لائق ہے۔ تم اس جواب پر غور کرو۔

سادھو نے کہا : حضرت خواجہ جی! کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے۔ بس ایک خیال آتا ہے۔ شاید اس کی وجہ سے میری دعا میں زیادہ تاثیر ہو۔ اور وہ وجہ یہ ہے کہ میں بھی انسان ہوں۔ دل رکھتا ہوں۔ زبان رکھتا ہوں۔ خواہشات رکھتا ہوں۔ میرا دل بھی مزے مزے کی چیزیں مانگتا ہے۔ بھگوان نے بڑی بڑی نعمتیں دی ہیں۔ ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کا میرا دل بھی ضرور چاہتا ہے۔ مگر خواجہ جی! حقیقت یہ ہے کہ میں اب خاصا عمر رسیدہ ہوگیا ہوں، اور بوڑھا ہوں، مگر یقین مانیے ساری زندگی میرے دل نے کھانے پینے کو جو مانگا میں نے بس وہی چیز ساری عمر نہیں کھائی پی۔ دل کو مار دیا۔ ممکن ہے کہ اس وجہ سے میری دعا کی تاثیر زیادہ ہوئی ہو!

قناعت

نونہالو! تم نے جواب پر غور کیا۔ خوب غور کرو۔ اس سادھو نے اپنے دل کو مارا۔ اپنی خواہشوں کی پروا نہیں کی۔ نفس کو چت کرلیا۔ شیطان کو مار بھگایا۔ سادھو کی دعا میں اثر آگیا۔ اللہ نے اس کی سن لی۔ جس انسان نے اپنے نفس پر قابو پالیا اس نے شیطان کو اپنے سے دور کردیا۔

نونہالو! میں یہ نہیں کہتا کہ تم بھی اپنے نفس کو مارو۔ مگر میں تم سے اور سب سے اس قدر ضرور کہوں گا کہ جو چیز میسر نہیں ہے اسے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ اور جو میسر ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ جو لوگ اس طرح اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے ان کو ہوکا لگ جاتا ہے۔ قناعت (جو میسر ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر) قناعت جب جاتی رہتی ہے تو پھر انسان مفلس ہوجاتا ہے۔ قناعت یہ ہے کہ ایک روٹی میسر ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

تو انسان دو روٹی کے لیے اصرار نہ کرے۔ ایک سو رپے ہیں تو دو سو کی فکر نہ کرے۔

نونہالو! تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔ تم میری بات پر ذرا غور کرو۔ میں نے پاکستان آکر مہینوں نہایت عسرت (مفلسی، دشواری، اور دقت) کی زندگی بسر کی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول فرمایا۔ میری رات دن کی محنت رائگاں نہ گئی۔ میرے حالات اچھے ہوگئے۔ بہت اچھے ہوگئے۔ میں نے اپنی مفلسی کی وجہ سے ایک وقت کا کھانا چھوڑ دیا تھا۔ یہ ایک وقت کا کھانا چھوڑنا میرے لیے رحمت بن گیا۔ اب میرے پاس بھی دولت بھی۔ دل چاہتا تھا کہ اب رہنے کے لیے اچھا مکان ہو۔ اس مکان میں شان دار فرنیچر ہو۔ قالین ہوں۔ غرض دل نے سب کچھ مانگا۔ دل نے چاہا کہ میں بھی سوسائٹیوں میں زمین لوں۔ زمین لینا میرے لیے آسان تھا۔ وہ لوگ کہ جو زمینیں دیتے تھے میرے اپنے تھے۔ وہ اصرار کرتے تھے کہ میں زمینیں لے لوں۔ مثلاً سید میران محمد شاہ سندھ کے وزیر مہاجرین تھے۔ پھر وہ اسپین میں پاکستان کے سفیر بنے۔ پھر واپس آئے تو بارہ مہینے میرے ساتھ گھر میں رہے۔ وہ کے۔ ڈی۔ اے کے صدر بنے۔ سید میران محمد شاہ کے ہاتھ میں کراچی کی ہر زمین تھی۔ فرماتے تھے : میاں سعید! پاگل نہ بنو۔ ہل پارک پر میں بڑوں بڑوں کو زمینیں دے رہا ہوں۔ تین ہزار گز کا پلاٹ تم بھی لے لو۔ مگر نونہالو! میں نے انکار کردیا۔ بار بار انکار کردیا۔ میں جانتا تھا کہ میں میران محمد شاہ صاحب سے درجنوں پلاٹ لے کر ان کو فروخت کرکے رئیس اعظم بن سکتا تھا۔ اس میں مجھے ذرا بھی دقت نہ تھی۔ مگر میں نے پاکستان میں اپنا مکان نہیں بنایا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

نونہالو! تم کو ضرور مجھ سے سوال کرنا چاہیے کہ آخر میں نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب میں پاکستان سے محبت میں دہلی سے کراچی آگیا تو دہلی میں کروڑوں روپے کی جائداد چھوڑ آیا۔ ذرا پروا نہ کی۔ پاکستان سے محبت تھی اور ہے۔ پاکستان کے لیے میرا سب کچھ قربان! جائداد سے مجھے کوئی محبت نہ رہی۔ ایک تو یہ بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے اپنی غربت اور مفلسی کے زمانے میں یہ عہد باندھا تھا کہ جب بھی میرے حالات اچھے ہوں گے میں نونہالوں کے لیے اسکول بناؤں گا۔ اب نونہالوں تم ہی بتاؤ کہ حالات کے اچھے ہوجانے کے بعد مجھے اپنا محل بنانا چاہیے تھا یا اسکول؟

میں بھی انسان ہوں۔ دل میرا بھی ہے۔ دل میں خواہشیں بھی ہیں۔ دولت سے آرام کرنا میں بھی جانتا ہوں۔ میں سید میران محمد شاہ صاحب سے متعدد زمینیں لے کر کروڑ پتی بن سکتا تھا۔ میران محمد شاہ ذرا انکار نہ کرتے۔ مگر میں نے اپنے دل کو مار لیا۔ خواہش زر و زمین کو چت کردیا۔ پچھاڑ دیا۔ میں کامیاب ہوگیا۔ میں نے ہمدرد پبلک اسکول بنادیا۔ میں اب بھی اپنے پرانے مکان میں ٹھاٹھ سے رہتا ہوں اور خوش ہوں۔ اگر میں اپنا محل بنالیتا تو کون تعریف کرتا۔ میں نے اپنا محل نہیں بنایا ایک نونہالوں کے لیے بہت شاندار اسکول بنادیا جسے دیکھنے کے لیے سینکڑوں ہزاروں انسان آتے ہیں اور مجھے دعائیں دیتے ہیں۔

میں نے قناعت کی۔ اللہ میاں نے مجھے مالا مال کردیا!

جناب مجید صاحب

میرے ایک دوست ہیں۔ مجید صاحب۔ بڑے اچھے اور سچے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دوست۔ وہ جب پاکستان آئے تو وہ فٹ پاتھ پر بیٹھ کر موزا بنیان فروخت کرتے تھے۔ آج وہ مل کے مالک ہیں۔ مگر ان کا اخلاق ہمیشہ کی طرح آج بھی بلند ہے۔ میں ان کے ساتھ ٹینس کھیلتا ہوں۔ آج رات ان کے ہاں کھانا تھا۔ بڑی پر تکلف دعوت تھی۔ درجنوں قسم کے کھانے تھے۔ اگر میں نے سب کھانوں کے نام لکھ دیے تو نونہالوں کے منھ میں پانی آجائے گا۔ اس لیے نہیں لکھتا۔ مگر میرا حال عجیب ہوا۔ مجھے کھانے کی میز پر بیٹھتے ہی دہلی کا سادھو یاد آگیا۔ بس سادھو کا یاد آنا تھا کہ کھانے پر سے توجہ ہٹ گئی۔ بس میں نے آلو گوشت اور روٹی پر اکتفا (قناعت) کرلیا۔ مرغ قورما' مرغ سالن' مرغ کباب' بالائی' آئس کریم وغیرہ سب چھوڑ دیا۔ برابر میں جناب ڈاکٹر جاوید عزیز تھے اور بائیں برابر ڈاکٹر فریدالدین بقائی۔ ان دونوں نے بالائی مجھے کھلادی۔ مزے کی تھی۔ بڑے مزے کی۔ میں نے ہزار بار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

نونہالو! میرے لیے ایک دل دوز (دل پھاڑنے والی) خبر

عمان (اردون) سے میرے دوست سلمان الراوی کا خط آیا ہے۔ وہ ڈاکٹر سہیلہ الجبوری کے شوہر ہیں اور پروفیسر ڈاکٹر سہیلہ الجبوری میری عراق میں بہن۔ نونہالو "بغداد میں تین دن" میری تمھارے لیے ایک کتاب ہے۔ اس میں سہیلہ کا خوب ذکر ہے۔ سلمان الراوی نے لکھا ہے کہ آپ کی بہن سہیلہ کچن میں تھیں کہ بم کا ایک ٹکڑا اڑا اور آکر ان کے لگا۔ وہ کچن میں لہولہان پائی گئیں۔ ان کا اسی حال میں انتقال ہوگیا۔ نونہالو! میری پیاری بہن مجھ سے جدا ہوگئی! انا للہ و انا الیہ راجعون! میں آج نہایت غم زدہ ہوں۔ اب ایسی عزیز بہن کہاں سے لاؤں گا۔ دو ڈھائی سال ہوئے میں ڈاکٹر سہیلہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے صاحبزادے احمد کی شادی میں بغداد (عراق) گیا تھا۔ میں نے سہیلہ کو بہت خوش دیکھا۔ افسوس کہ اب، وہ اس دنیا میں نہیں ہیں۔ ان کے شوہر سلمان الراوی نے لکھا ہے کہ بھائی صاحب فرمائیے آپ مجھ سے تعزیت (ماتم پرسی موت پر صبر کی تلقین کرنا) کریں گے یا میں آپ سے تعزیت کروں!

نونہالو! میں فوراً بغداد چلا جاتا مگر ظالم امریکا نے سارے راستے بند کیے ہیں۔ میری بہن سہیلہ امریکی بم باری ہی سے مری ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں مقام اعلا عطا فرمائیں۔

پاکستان اکیڈمی اوف سائنس

اکیڈمی اوف سائنس پاکستان ایک نہایت موقر ادارہ ہے جس کی رکنیت (فیلوشپ) ایک بہت بڑا اعزاز ہے اور یہ اعزاز میدان علم وحکمت، خدمت اور علوئے مرتبہ کے بغیر حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان اکیڈمی اوف سائنس نے مجھے اکیڈمی کا رکن (فیلو) منتخب کیا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوکر شکریہ ادا کرتا ہوں اور اکیڈمی کے ان اراکین کا بھی ممنون ہوں کہ جنھوں نے مجھ حقیر فقیر سراپا تقصیر کو رکنیت (فیلوشپ) کا مرتبہ اعلا عطا فرمایا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

محترم ڈاکٹر عبدالقدیر کا خط

حکیم محمد سعید صاحب
پریذیڈنٹ ہمدرد فاؤنڈیشن
ہمدرد سینٹر۔ ناظم آباد' کراچی

محترمی مکرمی حکیم صاحب ۔ السلام علیکم

امید ہے کہ بفضل خدا آپ بخیریت ہوں گے۔ آپ کی دعا سے میں بھی خیریت سے ہوں۔

پاکستان اکیڈمی اوف سائنس نے آپ کو فیلو چن کر اپنی خود عزت افزائی کی ہے۔ ہم سب کے لیے یہ نہایت ہی خوشی کا باعث ہے کہ ہم اب آپ کی عقل و فہم اور تجربے سے مستفید ہوسکیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تن درست' خوش و خرم رکھے اور عمر دراز کرے۔ آمین ۔ فقط ۔

والسلام

آپ کا خیر اندیش
ڈاکٹر عبدالقدیر خان
ہلال امتیاز

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۳ر جنوری ۱۹۹۲ء پیر

ایک شخص نے چار آدمیوں کو ایک درہم دیا۔ چاروں مختلف ملکوں کے باشندے تھے' اور ایک دوسرے کی زبان سے ناواقف تھے۔ ایک ایرانی' ایک ترکی' ایک عرب، چوتھا ارمنی۔ ایرانی نے کہا کہ اس ایک درہم کے انگور خرید لیتے ہیں۔ چاروں مل کر کھالیں گے۔ قصہ ختم ہوجائے۔ عرب نے کہا' انگور نہیں اس کے عنب خرید لیں۔ ترکی نے کہا' بھائی نہ انگور نہ عنب تم اس ایک درہم سے روزم خرید لو۔ ارمنی نے کہا' نہ صاحب! میں تو استافیل خریدنے اور کھانے کے حق میں ہوں! وہ چاروں آپس میں جھگڑنے لگے۔ تو تو میں میں سے بات بڑھ کر مکہ بازی تک جا پہنچی اور چاروں آپس میں گتھم گتھا ہوگئے۔

نونہالو! اگر وہاں کوئی چاروں زبانیں جاننے والا ہوتا تو یہ جھگڑا اول تو ہوتا نہیں' اور ہوتا تو رفع دفع ہوجاتا۔ کرتا یہ کہ انگور لاکر رکھ دیتا۔ سب کا اختلاف جاتا رہتا کیوں کہ چاروں ہی اپنی اپنی زبانوں میں انگور ہی کہہ رہے تھے۔

مولانا رومیؒ نے یہ حکایت مثنوی مولوی معنوی میں بیان کی اور نتیجہ یہ نکالا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمام فرقوں میں جو اختلافات ہیں اس کی بھی یہی کیفیت ہے۔ ہر فرقہ اپنے فکرو نظر کی بات کرتا ہے' ایک دوسرے

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے الگ بات کرتا ہے۔ سب کی مراد ایک ہی ذات ـــ اللہ تعالیٰ سے ہے، مگر سب اس کو مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں۔

نونہالو! میں آج صبح تہجد کی نماز ادا کرکے پاکستان کے حالات پر غور کرتا رہا۔ یہاں بھی درجنوں فرقے ہیں اور سب اپنی اپنی بولی بول رہے ہیں اور الگ الگ مسجدیں بنارہے ہیں۔ مگر جب مسجد کے اندر جاتے ہیں تو عبادت سب ایک اللہ کی کرتے ہیں۔ میری عقل حیران ہے کہ ان لوگوں کو کیا ہوا ہے۔ یہی حال ہمارے پاکستان کے سیاست دانوں کا ہے۔ سب یہی کہتے ہیں کہ پاکستان زندہ باد۔ سب ہی پاکستان زندہ تابندہ رکھنے کے دعوے دار ہیں، مگر آپس میں لڑرہے ہیں اور جگ ہنسائی ہورہی ہے۔

میں نے آج علما اور سیاست کاروں، دونوں کے حق میں دعا کی کہ اللہ ان کو نیک ہدایت دیں اور یہ ایک راستے پر چل پڑیں جو ان کو حقیقی منزل تک پہنچادے۔ نونہالو! تم بھی نماز پڑھ کر دعا کرنا کہ پاکستان کے یہ لوگ انسان بن جائیں۔ ایک دوسرے سے محبت کریں اور ایک دوسرے کا احترام کریں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے

چار بجے صبح میں تیار ہوکر اپنی میز پر آگیا۔ اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے صحت دی ہے اور لکھنے پڑھنے کی طاقت دی ہے۔ میں سوچ سکتا ہوں اور صحیح فیصلے کرلیتا ہوں۔ نونہالو! تم بھی شکر ادا کرنا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں تم دیکھ سکتے ہو۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے کان دیے ہیں، تم سن سکتے ہو۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے ناک دی ہے تم سونگھ سکتے ہو۔ ذرا غور کرو جو نابینا ہیں ان کا کیا ہوتا ہوگا۔ جو بہرے ہیں وہ کیا کرتے ہوں گے۔ جن کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

زبان ہے مگر وہ بول نہیں سکتے۔ جب تم ان کی تکلیف پر غور کرو گے تو پھر تم کو اپنی ذات کا خیال آئے گا' اور پھر تم ضرور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔

ہمدرد کی ذمّے داریاں

نونہالو! میں ہمدرد صنعت کے لیے بھی غور کرتا ہوں اور سوچتا رہتا ہوں۔ یہ جو تم اخبارات میں ہمدرد کے اشتہارات دیکھتے ہو یہ سب میں ہی سوچتا ہوں۔ ٹیلے وژن پر آواز اخلاق کی فلمیں تم نے ضرور دیکھی ہوں گی۔ یہ سب فلمیں میں ہی سوچتا ہوں اور لکھتا ہوں۔ آج پیر کا دن ہے۔ میں یہ پورا دن ہمدرد کے لیے دیتا ہوں۔ میرے رفیق ایک جگہ بیٹھ جاتے ہیں اور ہم سب مل کر منصوبہ بندیاں کرتے ہیں اور فیصلے کرتے ہیں۔

مسواک

نونہالو! پیلو یا مسواک کا درخت اپنے میں بڑی خوبیاں رکھتا ہے۔ یہ درخت مدینہ منورہ میں بہت زیادہ تھا۔ اور ہمارے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسواک درخت کی ٹہنی ہی سے اپنے دندان مبارک (مبارک دانتوں) کو صاف کرتے تھے۔ بڑی پابندی سے صبح اور رات منہ صاف فرماتے تھے۔ صبح اور شب دانتوں کو صاف کرنا اور خوب کلیاں کرکے سونا صحت کا نہایت اہم نکتہ ہے۔ تم ضرور خیال کرنا کہ دانت اور منہ صاف کیا کرو۔ ورنہ دانتوں میں کیڑا لگ جاتا ہے اور دانت خراب ہوجاتے ہیں۔ ان میں درد ہوتا ہے۔ دانت جلد گر بھی جاتے ہیں۔ پاکستان کے بہت سے نونہالوں کے دانت خراب ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دانت صاف نہیں کرتے۔ رات کو بغیر دانت منہ صاف کیے سوجاتے ہیں۔ ان کے دانتوں میں غذا کے ذرات پھنسے رہ جاتے ہیں جو سڑ کر دانتوں کو نقصان پہنچادیتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں نے ایک پیلو ٹوتھ پیسٹ بنایا تھا جسے سب نے پسند کیا۔ اب گزشتہ ایک سال سے میں اس فکر میں ہوں کہ پیلو یا مسواک کے درخت سے ایک "مسواک منجن" تیار کروں۔ جناب محترم ڈاکٹر حافظ محمد الیاس صاحب' اور میاں نویدالظفر اور ان کے ساتھ محمد شفیع کیمسٹ صاحب رات دن لگے ہوئے ہیں۔ اب تک دو درجن نمونے تو تیار ہوئے ہیں۔ میں ان نمونوں کو خود اپنے اوپر آزماتاہوں۔ منجن بنانا آسان کام نہیں ہے۔ بازاری منجن بہت ہیں۔ مگر ہر ایک کے ذرات دانتوں کے لیے خطرناک ہوتے ہیں۔ ایسے بازاری منجن جو مشہور تو بہت ہیں مگر دانتوں کے لیے خطرہ بنے ہوئے ہیں۔ ہم سب ایک سال سے محنت کررہے ہیں۔ اب جاکر کام بنا ہے۔ اندازہ یہ ہے کہ آنے والے دو مہینوں میں "مسواک منجن" کو پوری طرح تیار کرلیں گے۔ اب اس میں الائچی ملانے کا مرحلہ باقی رہ گیا ہے۔ عام بازاری منجنوں میں الائچی کی خوش بو ہوتی ہے۔ وہ مصنوعی چیز ہوتی ہے۔ میں خوش بو کے لیے خالص الائچیاں ملانا چاہتاہوں۔

آج میں اور میرے رفیق مسواک منجن پر غور کرتے رہے۔

آج میں نے بخارین اور بفین دو نام دیے ہیں۔ دواؤں کے نام بھی میں ہی سوچتا ہوں اور رکھتاہوں۔ بخارین بچوں کے بخار کی دوا ہے اور بفین سر کے بفا یعنی خشکی کی دوا ہے۔ ان دونوں پر میں نے سالہا سال تجربات کیے ہیں۔ ان کے فارمولے مکمل ہیں۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ تین ماہ کے اندر اندر یہ تیار ہوجائے گی۔

آج معدہ اور جگر نے ہڑتال کردی!

نونہالو! کل رات جناب مجید صاحب کے ہاں "بسیارخوری" ہوگئی

toobaa-elibrary.blogspot.com

تھی۔ (فارسی میں بسیار خوری کے معنی ہیں زیادہ کھانا) یعنی میں نے اپنی جسم کی ضرورت سے زیادہ کھانا کھالیا تھا۔

بس میری نازک طبیعت بگڑ گئی۔ معدہ اور جگر دونوں ناراض ہوگئے، اور دونوں نے ہڑتال کردی! یعنی کام کرنا چھوڑ دیا۔ اب میں نے ان دونوں کو لاکھ سنبھالا۔ مگر وہ بگڑتے ہی گئے!

میں نے ان دونوں کا احترام کیا اور آج مکمل فاقہ کرلیا۔ گویا میں نے ان دونوں سے مصالحت کرلی اور ان میں آج کوئی غذا نہیں بھری۔ رات گئے جاکر انہوں نے اپنا کام شروع کیا۔ میں نے رات کو بھی فاقہ کرلیا۔ تب جاکر بات بنی!

نونہالو! سچی بات یہ ہے کہ انسان کو ضرورت سے زیادہ نہیں کھانا چاہیے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول یہی تھا کہ زندہ رہنے کے لیے کھاؤ کھانے کے لیے زندہ نہ رہو!

نونہالو! کل میں تم کو ایک نہایت دل چسپ واقعہ سناؤں گا۔ کھانے پینے کے بارے میں! تم کل تیار رہنا۔

رات ۹ بجے تک میں ہمدرد کے لیے ہی کام کرتا رہا۔ مجھے خبرنامہ ہمدرد اور اخبارالطب دونوں کے بارے میں نہایت اہم فیصلے کرنے ہیں۔ بہت احتیاط سے غور کرنا ضروری ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۴ر جنوری ۱۹۹۲ء منگل

نماز تہجد کے بعد صبح چار سے سات بجے تک میں اپنی میز پر بیٹھا کام کرتا رہا۔ ان دنوں میں لکھ بہت رہا ہوں۔ نونہالو! روس سے جو تمہارے دوست آئے ہوئے ہیں ان کے پروگراموں کا حال میں ہی لکھ رہا ہوں، اور جناب محترم رفیع الزماں زبیری اپنے "نونہال اخبار" کا خاص نمبر تیار کر رہے ہیں۔ نونہالوں کے لیے یہ خاص نمبر یقیناً بہت دل چسپ ہوگا! نونہالو! تم تو جانتے ہو کہ میں بہت سے کام کرتا ہوں۔ مجھے سوچنا بھی پڑتا ہے اور پھر عمل کے لیے راستے بھی بتانے اور طے کرنے ہوتے ہیں۔ ۲۴ گھنٹوں میں سے کم از کم پانچ گھنٹے روز تو سوچنے، اسکیمیں بنانے اور لکھنے میں صرف کرتا ہوں۔ ایک اور سب سے بڑا کام خطوط ہیں۔ دنیا بھر سے خطوط آتے ہیں۔ جوابات میں خود ہی لکھتا ہوں، اور اب تو نونہالوں نے خط لکھنے شروع کردیے ہیں۔ ان کو بھی میں خود ہی جواب دیتا ہوں۔

ہمدرد پبلک اسکول

میں ۹ بجے **مدینۃ الحکمت** پہنچ گیا۔ سب سے پہلے ہمدرد پبلک اسکول گیا۔ دیکھا تو بڑے میدان میں بھاگ دوڑ ہو رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ میرے پیارے نونہال پرسوں ۱۶ر جنوری کو کھیل کود کے مقابلوں کی تیاریاں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کررہے ہیں۔ میں نے کافی دیر ان پیاروں کی محنت اور لگن کو دیکھا۔ میں خوش ہوتا ہوں کہ میرے یہ نونہال آگے بڑھنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔

جناب وائس چانسلر صاحب

نونہالو! ہمدرد یونی ورسٹی کے وائس چانسلر جناب محترم ڈاکٹر منظور احمد صاحب اب رات دن مصروف ہوگئے ہیں۔ وہ خود بھی نہایت مستعد انسان ہیں۔ ہمہ دم حرکت میں رہتے ہیں' اور اب وہ میرے ساتھ ہیں۔ ایک وہ اور ایک میں مل کر گیارہ ہوگئے ہیں! میں نے آج ان سے ایک گھنٹہ باتیں کیں۔ کس طرح ہمدرد یونی ورسٹی کا کام شروع کیا جائے۔

نونہالو! پاکستان میں بعض نوکرشاہ(بیوروکریٹ) نہایت ظالم اور نہایت سنگ دل ہیں۔ اگر ہمدرد یونی ورسٹی کا چارٹر(اجازت نامہ) آج سے چھے سال پہلے مل جاتا تو آج یونی ورسٹی کا کام شروع ہوجاتا اور آگے بڑھ رہے ہوتے۔ مگر اس کے باوجود کہ مرحوم جنرل ضیاء الحق صاحب نے چارٹر پر اپنے مبارک دستخط ثبت کردیے تھے' مگر ایک نہایت ظالم بیوروکریٹ نے چارٹر جاری نہیں ہونے دیا' اور اس کے ساتھ دوسرے بیوروکریٹ نے قانونی موشگافیاں کرکے اس کا ساتھ دیا۔ میں نے ہمدرد یونی ورسٹی کے لیے جو نقشہ یونیسکو (پیرس) میں بنایا تھا اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھ کر ایک ملک کے سلطان محترم سے جو باتیں کی تھیں وہ سب رائگاں ہی گئیں اور یونی ورسٹی کے لیے جو تعاون میں نے حاصل کرلیا تھا وہ ضائع ہوگیا۔ اب نئے سرے سے حالات کو سنبھالنا اور درست کرنا ہے۔

ہماری تعلیم ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے!

toobaa-elibrary.blogspot.com

نونہالو! تم اس حقیقت کو آج اچھی طرح سمجھ لو کہ پاکستان میں ہماری تعلیم ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ پاکستان کے دشمن اور اسلام کے دشمن یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان بے علم اور بے نور رہے۔ یہاں نونہال اسکولوں میں نہ جانے پائیں۔ یہاں نوجوان جوتیاں چٹخاتے پھریں۔ جو نوجوان کالجوں میں زبردستی چلے جاتے ہیں ان میں ایسے نوجوان داخل کردیے ہیں کہ وہ کالجوں اور یونی ورسٹیوں میں ہنگامے اور فساد کرتے رہیں تاکہ وہ صحیح اور نافع تعلیم حاصل نہ کرسکیں اور پڑھے لکھے جاہل رہیں۔ پاکستان میں ایسے دشمنوں کا جال پھیلا ہوا ہے۔ ان دشمنوں کے دوست اسلام آباد کے سرد خانوں میں بیٹھا کرتے ہیں، اور دشمن جو کہتا ہے اس کا حکم مانتے ہیں اور پاکستان اور اسلام کا دشمن جو چاہتا ہے یہ ویسا ہی کرتے ہیں۔ اب نونہالو! ذرا تم غور کرو اگر میں پاکستان کے نونہالوں کے لیے اور نوجوانوں کے لیے ہمدرد یونی ورسٹی قائم کررہاہوں تو یہ کون سی برائی ہے؟ کون سا گناہ ہے؟ مگر تم نے دیکھ لیا کہ پاکستان کے ان دشمنوں نے مجھے ناکوں چنے چبوادیے۔ سات سال تک رات دن پریشان کیا۔ یونی ورسٹی نہیں بننے دی۔ وہ تو اللہ بھلا کرے جناب محترم محمود ہارون صاحب کا اور اللہ بھلا کرے جناب محترم غلام اسحاق خاں صاحب کا کہ ان دونوں نے ۳ر جون ۱۹۹۱ء کو گورنر ہاؤس میں مجھے یاد کرکے ہمدرد یونی ورسٹی کا چارٹر عطا کردیا اور پھر حکومت سندھ نے اس کی تائید کردی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمدرد یونی ورسٹی قائم نہ ہوتی!

ڈاکٹر پروفیسر سیفران

اعلا درجے کے سائنس داں ہیں (بایوکیمسٹ) اور ان کی بیگم بھی سائنس داں ہیں۔ ہمارے پیارے دوست جناب محترم ڈاکٹر عطاء الرحمان

toobaa-elibrary.blogspot.com

صاحب نے فرمایا کہ یہ دونوں مدینتہ الحکمت دیکھنا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کو آج مدینتہ الحکمت میں خوش آمدید کہا۔ خود ان کے ساتھ چل کر ہر چیز ان کو دکھائی اور بتائی۔ پھر میں نے بیت العلما (اسکالرز ہاؤس) میں ان کے لیے ٹھہرانے کا بھی انتظام کیا۔ بہت خوش گئے۔ مجھے بھی ان سے مل کر خوشی ہوئی۔ ان کو ایک حادثہ یہ پیش آیا کہ مدینتہ الحکمت آنے کے لیے موٹر کار نہیں مل سکی۔ ان کے میزبان کو کوئی مجبوری پیش آگئی۔ ہمارے ہمدرد سے جناب محترم فرقان احمد شمسی صاحب نے انتظام کردیا۔ وہ سوزوکی کیری میں آئے۔ مجھے بڑی شرم آئی۔ میں نے واپسی پر ان کو اپنی سوزوکی خیبر دے دی کہ جب تک چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ احترام عالم کا یہی تقاضا تھا۔ وہ امریکا سے آئے ہیں۔ وہاں سوزوکی کیری میں کون بیٹھتا ہے!

روسی نونہال لاہور سے آگئے!

میں ۷ بجے شام ہوائی میدان پہنچ گیا۔ میری بیٹی سعدیہ کی نگرانی میں روس کے نونہال آج لاہور سے کراچی آگئے ہیں۔ میں نے ان بچوں کو خوش آمدید کہا اور ان کو میں نے خوب صورت کوچ میں سوار کرایا اور جناب حکیم محمد عثمان صاحب کی نگرانی میں ہوٹل مہران روانہ کردیا جہاں ہوٹل مہران کے کارکنوں نے ان کا خوب خیال رکھا ہے۔

محترمی ڈاکٹر پروفیسر عطاء الرحمان

انہوں نے آج ڈاکٹر سیفران کے احترام میں رات دعوت کی تھی۔ ہوائی میدان سے میں ان کے ہاں آگیا۔ سعدیہ نے ان کی بیگم سے معذرت کی کہ وہ لاہور سے سیدھی آرہی ہیں۔ میں پونے ۹ بجے تک ان کے ہاں رہا۔ اصرار پر میں نے ایک رس گلہ کھایا۔ مگر کھانا نہیں کھایا۔ ہاں یہاں

toobaa-elibrary.blogspot.com

محترمی جناب ڈاکٹر ذکی حسن صاحب سے دل چسپ تبادل خیال رہا۔ پھر پروفیسر ایس ۔ آئی۔ احمد (جامعہ کراچی) بھی تشریف لے آئے۔ ان سے باتیں کیں اور پھر اجازت لے کر جناب جاوید حبیب اور عزیز حبیب برادران کے ہاں پہنچ گیا۔

عشائیہ بہ اعزاز امریکی قونصل جنرل

نونہالو! امریکا کے بارے میں اب کم از کم اسلامی دنیا تو یہ جانتی ہے اور کہتی ہے کہ ان دنوں امریکا اسلام کا دوست نہیں ہے۔ جو لوگ صاف صاف بات کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امریکا اب اسلام کا شدید دشمن ہے۔ امریکا کو اب دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہوجانے کا غرور ہوگیا ہے۔ وہ طاقت کے نشے میں ہے اور مسلمانوں کو تہس نہس کردینا چاہتا ہے۔ ایران۔ عراق جنگ' عراق کا کویت پر حملہ اور تباہ کاریاں اور امریکا کا عراق پر تباہ کن بمباریاں کرنا اور اب الجزائر میں اسلامی انقلاب پر وہاں تباہیاں مچوانا اور لیبیا پر حملہ آور ہونے کے لیے تیاریاں کرنا دشمنی کی تعریف میں آتا ہے۔ عراق میں لاکھوں نونہال بھوک اور بیماری کی وجہ سے مرچکے ہیں۔ مگر امریکا نے ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ اب امریکا پاکستان کو بھی تباہ کردینا چاہتا ہے۔ یہ اہل پاکستان کی برداشت ہے کہ وہ اس سب کے باوجود امریکا کے دشمن نہیں ہوئے ہیں۔ میرے ایک عزیز دوست جناب حبیب بھائی مرحوم کے دو پیارے صاحبزادوں ۔ زبیر حبیب اور جاوید حبیب نے امریکا کے قونصل جنرل کے اعزاز میں رات کا کھانا کیا ہوا تھا۔ میں ان اپنے دونوں عزیزوں کی وجہ سے شریک ہوا۔ امریکی قونصل جنرل صاحب سے میں نے باتیں کیں اور میں نے نوٹ کیا کہ ان میں دوستی کی ذرا سی بو آرہی ہے۔ خیر یہاں بہت سے دوستوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے ملاقاتیں رہیں۔ اچھا وقت گزر گیا۔

غرور کا سر نیچا

ہمارے پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا : مظلوم کی بد دعا سے ڈر کہ اس میں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ امریکا مظلوم کی بد دعا سے ڈر نہیں رہا ہے۔ وہ اپنی بڑائی کے گن گا رہا ہے۔ جو اپنی بڑائی کے گن گائے وہ بڑا نہیں ہو سکتا اور غرور کے بارے میں تو بس آخری بات یہ ہے کہ اس کا سر نیچا ہوتا ہے۔ غرور کرنے والے کا سر اونچا کبھی نہیں رہتا۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ امریکا کے سامنے اس کا زوال آچکا ہے۔ مغرور انسان کبھی سربلند نہیں رہ سکتا اور مغرور قوم کبھی سرفراز نہیں ہو سکتی! ان دنوں امریکا کا اندرونی حال سخت خراب ہے۔ وہاں آج اخلاق موجود نہیں ہے۔ وہاں آج "ایڈس" مرض کی بہتات ہے جو بد اخلاقی کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے۔ وہاں آج غربت ہے۔ لاس اینجلیز میں بے گھر لوگوں کی کثرت ہے۔ وہاں بھوکوں کو کھانے کا انتظام کرنا پڑ رہا ہے۔ پاکستان میں امریکی ڈالر ۲۵ رپے کا ہے۔ خود امریکا میں ایک ڈالر ایک رپے کے برابر ہو چکا ہے۔

ایک اور حادثہ

اس ڈنر میں آنا تو ایک حادثہ تھا ہی مگر یہاں مجھے ایک حادثہ اور پیش آگیا۔ اس سے پہلے کہ میں اپنا حادثہ بیان کرو ایک خبر سناتا ہوں۔ امریکا میں ایک بہت مشہور ایکٹر کسی ہوٹل میں کھانا کھانے گیا۔ خوب مزے لے لے کر کھا رہا تھا۔ اتنے میں کیا ہوا کہ وہ تکلیف سے چیخ اٹھا۔ اس کے دوست بڑے پریشان ہوئے کہ آخر کیا حادثہ پیش آگیا۔ ذرا دیر بعد ایکٹر نے بتایا کہ کھانے

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں ایک ہڈی آگئی اور جب نوالہ میں نے چبایا تو ہڈی کی کرچی دونوں دانتوں کے درمیان آگئی اور دانت ٹوٹ گیا!

نونہالو! اس ایکٹر نے ہوٹل کے خلاف لاکھوں ڈالر کا مقدمہ قائم کردیا۔ عدالت نے غالباً ایکٹر کے حق میں فیصلہ کیا۔

اب سنو نونہالو! میرے ساتھ کیا گزری۔ میں بڑی احتیاط سے کھانا کھارہا تھا۔ نرم نرم چیزیں لی تھیں۔ خوب چبا چبا کر کھانا کھارہا تھا۔ کھانا خوب چبا کر کھانا چاہیے تاکہ معدے کو کم سے کم کام کرنا پڑے۔ چبانے کے دوران لعاب دہن نوالے میں مل جاتا ہے جو بجائے خود ہاضم ہے۔ خیر جناب اچانک دونوں داڑھوں کے بیچ میں کوئی سخت چیز آگئی۔ اوہو میرا تو دم نکل گیا۔ بڑی سخت تکلیف ہوئی۔ میں نے کھانا بند کردیا۔ غور کیا تو اوپر کی داڑھ ٹوٹ چکی تھی! غضب ہوگیا۔ میں نے اپنی کسی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔ بس کھانا چھوڑ دیا۔ ٹوٹی داڑھ کو اس کی جگہ کسی طرح بٹھالیا۔

نونہالو! ۱۳ر جنوری کو میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں کھانے پینے کے بارے میں تم کو ایک بہت دل چسپ واقعہ سناؤں گا۔ مگر اب تو یہ داڑھ ٹوٹنے کا واقعہ پیش آگیا۔ کیوں یہ دل چسپ نہیں ہے؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۵ر جنوری ۱۹۹۲ء بدھ

نونہالو! آج بادشاہ ابراہیم ادہم کا ایک نہایت دل چسپ واقعہ یاد آگیا۔ انہوں نے بادشاہت چھوڑ کر درویشی اختیار کرلی۔ اپنے محل کو چھوڑ کر وہ جھونپڑی اور حجروں میں آبسے۔ ان کے محل کو تو ایک درویش نے سرائے کہہ ہی دیا تھا! ابراہیم ادہم جب درویش بنے تو ایک جگہ آئے۔ نماز چار فرض امام کے پیچھے ادا کیے۔ دعائیں مانگیں۔ پھر آپس میں باتیں ہونے لگیں۔ امام صاحب نے، جو ابراہیم ادہم کو جانتے تھے، ان سے پوچھا :
شاہی چھوڑ کر فقیری تو اختیار کرلی مگر یہ تو بتایئے گزر اوقات کیسے ہو رہی ہے؟ کھانے پینے کا کیا ہو رہا ہے؟

ابراہیم ادہم نے امام صاحب کے سوالات سنے، مگر فوراً کھڑے ہوگئے۔ چار رکعت نماز ادا کی اور پھر بیٹھ گئے۔ امام صاحب سے نہ رہا گیا۔ پوچھ بیٹھے کہ جناب آپ نے تو نماز میرے پیچھے ادا کرلی تھی۔ پھر دوبارہ کیوں پڑھی ہے؟

نونہالو! ابراہیم ادہم نے جواب دیا تم اس پر غور کرو۔ فرمایا :
اے امام! اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو رزق پہنچانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جس امام کو اللہ تعالیٰ کے اس وعدے پر یقین نہیں اسے اللہ پر یقین و ایمان نہیں۔ اس لیے ایسے امام کے پیچھے نماز ناجائز ہوئی۔ اس لیے میں نے دوبارہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

نماز ادا کی ہے!

نونہالو! اس سے سبق یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ پر انسان کا یقین اور ایمان پختہ ہونا چاہیے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ دینے والا ہے۔ میں بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگتا ہوں۔ میں نے کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ مگر جب بھی ہاتھ پھیلایا شرمندگی ہوئی۔

صدر پاکستان عالی جناب فیلڈ مارشل محمد ایوب خان میرے نہایت مشفق تھے۔ وہ میرا بڑا خیال رکھتے تھے۔ میں ان سے قریب تھا۔ میں ان سے اس وقت سے تعلق رکھتا تھا جب وہ پاکستان کی افواج کے کمانڈر۔ ان چیف تھے۔ ایک بار تو یہ ہوا کہ انہوں نے ہدایت جاری کی کہ حکیم صاحب کو الیکشن میں کھڑا کیا جائے۔ سیٹھ احمد داؤد کو ہدایت دی کہ سارے اخراجات وہ ادا کریں۔ سیٹھ احمد داؤد میرے پاس آئے کہ فیلڈ مارشل کا یہ حکم ہے۔ میں نے سیٹھ احمد داؤد صاحب کو سمجھایا اور خود جناب فیلڈ مارشل صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت چاہ لی کہ میں وزیر بننا نہیں چاہتا۔

نونہالو! میں فیلڈ مارشل کے قریب تھا۔ مگر ایک بار بھی میں نے ان سے اپنی ذات کے لیے کوئی چیز نہیں مانگی۔ ان کے وزیرِ خزانہ جناب محمد شعیب صاحب میرے عزیز تھے۔ یار غار تھے۔ میں نے ان سے اپنا کوئی کام نہیں لیا۔ میرے وقف اور انکم ٹیکس کا نہایت شدید مقابلہ تھا۔ میں نے ۱۷ سال سپریم کورٹ تک مقدمہ لڑا مگر بھائی شعیب صاحب سے ایک لفظ نہیں کہا۔ وہ تو وزیرِ خزانہ تھے۔ ایک منٹ میں مسئلہ حل کر دیتے۔ جناب محترم جنرل محمد ضیاء الحق صاحب بھی تو میرے دوست تھے۔ مگر ان کے ساتھ رہ کر ایک بار بھی میں نے ان سے اپنے لیے ایک چیز نہیں مانگی۔ میں تو نونہالو!

toobaa-elibrary.blogspot.com

چار سال وزیر رہا۔ ذرا حکومت کے فائل دیکھیں۔ کیا میرے نام ایک پیسہ بھی لکھا ہوا ہے؟ میں چار سال فیڈرل منسٹر رہا، مگر حکومت کا ایک پیسہ خرچ نہیں کرایا۔

میں نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے جو میں نے مانگا عطا فرمایا۔

نونہالو! آج صبح جب میں نماز تہجد کے بعد دعا مانگ رہا تھا تو مجھے ایک شرم نے پانی پانی کردیا۔ میں نے **مدینتہ الحکمت** کے لیے پاکستان کے دو تین سو صنعت کاروں اور دولت مندوں کو خطوط لکھ دیے اور ان سے کہا کہ اس منصوبے کو پورا کرنے کے لیے وہ کم از کم ایک کمرا ہی بنادیں۔

نونہالو! میں شرمندہ ہوں۔ میں نے اللہ کو چھوڑ کر پاکستان کے ان ظالم دولت مندوں کے سامنے ہاتھ پھیلایا۔ کسی ایک نے بھی جواب نہیں دیا۔ بس میرے ایک عزیز جناب کیپٹن حلیم نے ہمدرد پبلک اسکول کے کمرے کے لیے تین لاکھ روپے دیے۔ یہ میرے پیارے دوست کموڈور آصف علوی کے داماد ہیں۔ ہاں، میرے عزیز جناب محمد عثمان یحییٰ صاحب نے تین لاکھ روپے بھجوائے مگر وہ میں ان سے نہیں لے سکا۔ اس میں شرع کا مسئلہ مانع رہا ہے۔

مطب ۔ خدمت

نونہالو! نماز فجر ادا کرکے ۶ بجے میں مطب جا پہنچا۔ یہاں تو درجنوں مریض منتظر تھے۔ خواتین بھی تھیں۔ چند پیارے نونہال بھی تھے۔ مگر آج میرا اپنا مطب نہیں تھا۔ میں نے آج ڈفنس ہاؤسنگ سوسائٹی میں ہمدرد کے مطب میں بیٹھ کر خدمت کی ہے۔ یہ نیا مطب ہمدرد طبیہ کالج کی فارغ محترمہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

طیبہ رخ نسرین اور ان کے شوہر حکیم آغا صاحب نے قائم کیا ہے۔ دونوں میاں بیوی نہایت باسلیقہ ہیں۔ اچھے اور سچے طبیب ہیں۔ ان سے تعاون کرنے کو دل چاہتا ہے۔ آج میں نے ان سے بہترین تعاون کیا ہے۔ طیبہ رخ نسرین اب طب میں ڈاکٹوریٹ کرنے کو بے چین ہیں۔ بڑی انسان دوست ہیں۔ تھر کے علاقے سندھ میں بھی جاکر وہاں خدمت کرتی رہتی ہیں۔ ہمدرد طیبہ کالج کو ان پر فخر ہے۔

جناب اطہر صدیقی

میرے یہ دوست سندھ میں وزیر صحت رہ چکے ہیں۔ میرے بیٹے کی طرح ہیں۔ انہوں نے ڈفنس ہاؤسنگ سوسائٹی میں اپنا مکان بنایا ہے۔ آج وقت مل گیا اور میں نے جاکر ان کا نیا مکان دیکھا۔ بڑا خوب صورت مکان ہے۔ میں نے یہاں بیٹھ کر دعائیں مانگیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۶ر جنوری ۱۹۹۲ء جمعرات

خوش قسمت مصروفیت!

آج تو بڑی گہما گہمی رہی صبح کے تین بجے سے رات کے گیارہ بج گئے۔ ایک منٹ کی فرصت نصیب نہیں ہوئی۔ مگر مصروفیت خوب رہی۔ جب کوئی مجھ سے سوال کرتا ہے کہ مصروف ہیں؟ تو میں الحمدللہ کہتا ہوں کہ مصروف ہوں۔ نونہالوں ہمارے ملک میں ایسے بھی کروڑ پتی اور ارب پتی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دولت کی ریل پیل کر رکھی ہے، مگر وہ بے کار بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کو کوئی کام ہے نہ کوئی مشغولیت۔ جب بھی ذرا ہلیں گے چلیں گے دولت کے لیے۔ خدمت کے لیے مصروف ہونا ان کا مقدر نہیں ہے۔ نونہالو! میں تو بڑا خوش قسمت انسان ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مصروفیتوں سے نوازا ہے اور توفیق عطا فرمائی ہے کہ میں لوگوں کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں۔ میری تو یہی دعا ہے کہ میرے پیارے نونہال بھی خوب مصروف رہیں۔ خوب پڑھیں لکھیں اور آگے بڑھیں۔ وقت کی قدر کریں اور وقت ضائع نہ کریں۔

وقت کی قدر۔ ایک حکایت

نونہالو! یہ کسی دوسرے کی حکایت نہیں ہے، میری اپنی حکایت ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حکایت یہ ہے کہ میں اپنے بچپن میں گو نہایت ذہانت اور محنت سے اپنا کام کرتا تھا، مگر اس قدر جلد اپنا کام کر ڈالتا تھا کہ باقی وقت میں ضائع کردیا کرتا تھا۔ اندازہ یہ ہے کہ میں اپنا آدھے سے زیادہ وقت گلی ڈنڈا کھیلنے، کنچے کھیلنے یا تاش کھیلنے میں ضائع کردیا کرتا تھا۔ کبوتروں اور بلبلوں اور مرغوں کے پالنے کا بہت شوق تھا۔ بڑا وقت اس میں ضائع کرتا تھا۔ پتنگ بازی میں خوب مہارت تھی۔ اس میں بہت زیادہ وقت ضائع کرتا تھا۔ فٹ بال کا بے حد شوق تھا۔ گھڑ سواری بھی زوروں پر تھی، بیڈ منٹن، وائی۔ ایم۔ سی۔ اے میں کھیلا کرتا تھا۔ کیرم بورڈ بھی اور شطرنج بھی۔ بارہ سال کی عمر کو پہنچ کر میں حافظ قرآن ہوچکا تھا۔ فارسی عربی بھی خاصی پڑھ لی تھی۔ انگریزی بھی، علم وادب بھی۔ سوچتا ہوں کہ اگر میرا یہ وقت ضائع نہ ہوتا تو نہ جانے میرے علم وفضل کا کیا حال ہوتا۔ مجھے اس کا آج تک احساس ہے۔

رابندر ناتھ ٹیگور

نونہالو! رابندر ٹیگور علم وادب کے بڑے انسان گزرے۔ انہوں نے ایک یونیورسٹی قائم کی۔ نام تھا شانتی نیکتن۔ وہ ہندو تھے مگر اپنی بردباری، اپنے علم وحکمت اور اپنے حسن سلوک کی وجہ سے ان کے لیے مسلمانوں کے دل میں بھی جگہ تھی۔ رابندر ٹیگور کو ادب کا نوبل پرائز بھی ملا تھا۔ میری عمر اب ۱۲ سال تھی۔ میں وائی۔ ایم۔ سی۔ اے دہلی میں کیرم بورڈ کھیل رہا تھا کہ ایک شوروغل ہوا۔ تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ آج رابندر ناتھ ٹیگور ایک لیکچر دے رہے ہیں۔ ان کا لیکچر سننے کے لیے خلقت اُمڈی پڑی ہے۔ میں نے زیادہ غور نہیں کیا۔ دوسرے دن کی بات ہے کہ ہمدرد صحت کے مضمون نگار ڈاکٹر سعید احمد بریلوی سے دفتر ہمدرد صحت میں ملاقات

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوئی۔ انہوں نے سوال کیا : کیا آپ کل رابندر ناتھ ٹیگور کا لیکچر سننے گئے تھے؟ میں نے نفی میں جواب دیا۔ ڈاکٹر بریلوی نے نہایت افسوس کے ساتھ کہا : اگر آپ ایسے لیکچر نہیں سنیں گے تو کیسے دنیا میں آگے بڑھیں گے! جناب حکیم عبدالحمید صاحب تو کل اس لیکچر میں سب سے آگے تشریف فرما تھے۔ نونہالو! ڈاکٹر سعید احمد بریلوی کا یہ جملہ دل کو لگ گیا۔ بے حد شرمندہ ہوا۔ وہ لیکچر وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے قریب ہی میونسپل ہال میں تھا اور بہت قریب۔ میں کھیل میں وقت ضائع کر رہا تھا! میری زندگی میں ایک انقلاب کا آغاز یہاں سے ہوا ہے۔ میں نے بڑی شدت سے محسوس کیا کہ میں نے ۱۲ سال کی عمر تک اپنی زندگی کے کم از کم چھے، سال ضائع کیے ہیں۔ اگر میں وقت کی قدر اس وقت کرتا تو نہ جانے میں کیا کرتا۔ نونہالو! تم خیال رکھنا۔ آج اگر تم نے وقت ضائع کردیا تو کل جب تم بڑے ہوگے تو تم کو میری طرح ہی افسوس ہوگا!

مدینتہ الحکمت

میں اور میری بیٹی سعدیہ اور نواسی فاطمتہ الزہرا، ہم تینوں پونے ۹ بجے مدینتہ الحکمت پہنچ گئے۔ سب سے پہلے بیت الحکمتہ کا جائزہ لیا۔ وہاں ہاؤس مینیجر جناب عبدالمتین صاحب کو ضروری ہدایات دیں۔ اس کے بعد میں نے یہاں کچن کا جائزہ لیا۔ آج روسی بچے یہاں دن کا کھانا کھائیں گے۔ یہاں فرنیچر کو میں نے قرینے سے لگایا۔ نااہل کارکنوں کی سہل انگاری پر صبر کیا۔

ہمدرد پبلک اسکول

نونہالو! آج ہمدرد پبلک اسکول میں یوم بانی (فاؤنڈرس ڈے) ہے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

کھیلوں کا مقابلہ ہے۔ بڑی رنگا رنگ تقریب ہے۔ آج ہمدرد پبلک اسکول کے طالب علموں کے والدین بھی اپنے بچوں کے پروگرام میں شریک ہوئے۔ سینکڑوں کرسیاں ان کے لیے لگی ہوئی ہیں۔ کوئی ایک سو موٹر کاریں تو ہوں گی۔

میرے پیارے نونہال کھیل کے میدان میں چست و چالاک ہیں۔ ان میں حد درجہ جوش و خروش ہے۔ میں جب ساڑھے نو بجے پہنچا تو ننھے پیارے طالب علموں نے گارڈ اوف اونر(اعزاز حفاظت) دیا اور پھر اس گارڈ نے مجھے میری نشست تک پہنچادیا۔ بڑی تنظیم تھی۔ دل باغ باغ ہوگیا۔ پروگرام شروع ہوگیا۔ تلاوت قرآن حکیم ایک بچے نے کی اور پھر ہمدرد پبلک اسکول کی ایک ننھی ۵ سالہ طالبہ نے ہم سب کا نہایت وقار اور اعتماد کے ساتھ خیرمقدم کیا۔ دل خوش ہوگیا۔ اس کے بعد بھاگ دوڑ اور جمپ کود وغیرہ کے کئی قسم کے مقابلے ہوئے۔ ساڑھے گیارہ بجے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

جناب غلام احمد بلور

حکومت پاکستان کے وزیر ریلوے جناب محترم غلام احمد بلور صاحب آج مدینتہ الحکمت تشریف لائے۔ ادھر بچوں کا نہایت دل چسپ پروگرام ادھر وزیر صاحب کی آمد۔ میرا خاصا امتحان تھا۔ بچوں کو چھوڑنا مشکل تھا مگر اپنے دوست کا استقبال کرنا بھی لازمی۔ خیر میں نے خوبی کے ساتھ دونوں کام کرلیے۔ بلور صاحب کو بھاگ دوڑ کرکے مدینتہ الحکمت کی بہت سی چیزیں دکھادیں اور ان کو ساڑھے گیارہ بجے ہمدرد پبلک اسکول میں بچوں کے پروگرام میں لے آیا۔ یہاں آکر وہ خوش تو ہوئے مگر حیران بھی ہوئے۔ کہنے لگے : حکیم صاحب آپ نے تو مجھے اپنے جادو سے حیران کرکے رکھ دیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے۔ یہ میں کہاں ہوں! کیا خواب دیکھ رہاہوں! انہوں نے نہایت خلوص سے تقریر کی، اور ان کو ڈیڑھ بجے کے جہاز سے پشاور جانا تھا۔ میں نے ان کو احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ چلتے وقت وہ اعلان کر گئے کہ نونہال شہر کے لیے پاکستان ریلویز ایک انجن اور ایک کھانا گاڑی دے گی۔ یہ میرا تحفہ ہے! پاکستان زندہ باد۔

نونہالو! "نونہال اخبار" میں روسی بچوں کی مصروفیتوں اور ہمدرد پبلک اسکول کے پروگرام کا حال بڑی تفصیل کے ساتھ چھپ رہا ہے۔ تم نونہال اخبار ضرور پڑھنا۔ بڑا دل چسپ ہوگا!

روسی نونہالوں کے لیے لنچ

نونہالو! مدینتہ الحکمت میں ایک اسکالرز ہاؤس (بیت العلما) بن گیا ہے۔ اب یہاں ۳۰ حکماء و علما قیام کرسکتے ہیں۔ میں نے یہ ایک نہایت شان دار گھر تعمیر کردیا ہے۔ یہاں اب دنیا بھر سے ماہرین تعلیم اور صاحبان تحقیق آیا کریں گے۔ آج روس کے بچوں کے کھانے کا انتظام یہاں ہی تھا۔ اسکالرز ہاؤس کے عبدالکریم صاحب نے بہت اچھا کھانا تیار کیا تھا۔

ڈاکٹر حسین صاحب

نونہالو! غضب ہوگیا۔ میں نے پرسوں اپنا ایک اوپر کا دانت توڑ لیاہے! میں ایک دوست کے ہاں کھانے کے لیے گیا تھا، ان کے اصرار پر میں نے کھانا لے لیا۔ میرے نوالے میں کوئی ہڈی یا کوئی سخت بیج آگیا۔ میں نے جو چبایا تو کڑاک سے میرا دانت ٹوٹ گیا۔ بڑی تکلیف ہوئی۔ میرے قریب ہی امریکا کے قونصل جنرل صاحب تھے۔ میں نے اپنی تکلیف کا ذرا اظہار نہیں کیا۔ ان سے بڑے مزے سے باتیں کرتا رہا۔ گھر آیا تو جائزہ لیا۔ واقعی

toobaa-elibrary.blogspot.com

دانت کے لمبائی میں دو ٹکڑے ہوگئے ہیں۔ میں مدینتہ الحکمت سے ڈیڑھ بجے بھاگا اور ڈھائی بجے ڈاکٹر حسین صاحب کے مطب آگیا۔ بڑے اچھے اور ماہر انسان ہیں۔ انہوں نے دانت دیکھ کر افسوس کا اظہار کیا کہ دانت اس طرح ٹوٹا ہے کہ اس پر خول بھی نہیں چڑھ سکتا' سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ نکال دینے کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے۔ پھر خود ہی انہوں نے فیصلہ کیا کہ اسے بچانے کی کوشش کرتا ہوں! پھر انہوں نے خاصی مرمت کردی۔

خفتگان کراچی

آج میری طرف سے ایک کتاب "خفتگان کراچی" کی تقریب افتتاح ہے۔ میں جب ڈاکٹر حسین صاحب کے ہاں سے فارغ ہوا تو سوا تین بجے تھے۔ میں نے یہ وقت ضائع نہیں کیا۔ فوراً سروس بوٹ والے کے ہاں گیا اور ایک ٹینس کا نیا جوتا خرید لیا۔ پھر بھاگم بھاگ آواری ٹاورز آگیا' ساڑھے تین بجے تھے۔ دیکھا کہ بزرگان کراچی غائب ہیں۔ کوئی وقت پر نہیں آیا۔ چار بجے تک انتظار کرنا پڑا۔

میرے عزیز دوست جناب محترم پروفیسر محمد اسلم مورخ ہیں۔ جامعہ پنجاب میں تاریخ کے استاد ہیں اور مانے ہوئے محقق ہیں۔ ان کے پاک دل میں کیا سمائی کہ کراچی آپہنچے اور یہاں کے ہر قبرستان میں جاکر تحقیق کرنے لگے! انہوں نے تہذیب پاکستانی کے حامیوں اور تمدن کے بانیوں کی قبریں تلاش کیں اور ان قبروں پر جو پتھر کے کتبے(لوح) لگے ہوئے ہیں ان کو محفوظ کیا ہے' اور نونہالو! ۳۷۲ صفحات کی ایک ضخیم(موٹی) کتاب تیار کردی اور ہمارے بڑوں کی ایک تاریخ تیار کردی ۔ انہوں نے واقعی کمال کردیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ادب کی یہ ایک نئی بات (صنف) ہے جس کے بانی پروفیسر محمد اسلم ہیں۔

آج کے جلسے میں ان کے اس تاریخی کام کی داد جناب محترم ڈاکٹر احمد نبی خاں، جناب محترم ڈاکٹر شان الحق حقی، جناب محترم ڈاکٹر معین الدین عقیل، جناب محترم یونس حسنی اور میں نے دی۔ اس جلسے میں بہت سارے ادیب و شاعر اور پروفیسر شریک ہوئے۔ جلسہ ساڑھے چھے بجے ختم ہوا۔

جشن میلاد علیؓ (۱۴۱۲ ہجری)

آج بوہرا جماعت خانے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا جشن میلاد تھا۔ میں ٹھیک آٹھ بجے وقت مقررہ پر وہاں پہنچ گیا۔ یہاں بزرگوں سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ جماعت کے بڑوں کی صحبت نصیب ہوئی۔ نہایت منظم جماعت ہے۔ ہر انسان مجسم محبت و احترام ہے۔ اس جماعت کا امن پر سب سے زیادہ بھروسا ہے۔ صلح و آشتی ان کا طرز زندگی ہے۔ تعاون ان کا اصول حیات ہے۔ میں خود کو ان کے درمیان بے حد خوش پاتا ہوں۔

میں نے اس نہایت پاکیزہ اجتماع میں سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال گرامی کی روشنی میں ایک تقریر کی۔ دوسرے مقررین جناب محترم شہزادہ حذیفہ بھائی محی الدین، جناب محترم پروفیسر کرار حسین، جناب محترم الشیخ یوسف نادر، جناب محترم علامہ عقیل ترابی، جناب محترم علامہ سید محمد رضی تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال :

☆ حیات ابدی کا مستحق وہ ہے جس سے علم کو زندگی ملے، جو علم کو زندہ رکھے گا خود بھی زندہ رہے گا۔

☆ جس کے پاس دولت ہو اس کے آس پاس بہت سے دشمن ہوتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں اور جس کے پاس علم ہو اس کے پاس دوست ہی دوست ہوتے ہیں۔

☆ موت کے معاملے میں بہادر بنو، تم کو زندگی مل جائے گی۔

☆ منافقت شرک کی بہن اور خیانت جھوٹ کی بہن ہے۔

☆ غلطی کا اعتراف کرنے سے بزرگی ملتی ہے، پستی نہیں۔

☆ کارخانۂ قدرت پر غور کرنا بھی عبادت ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امید نہ رکھو۔

☆ سب سے زیادہ اپنے گناہوں سے ڈرو۔

☆ غربت کی زینت خوش اخلاقی ہے اور دولت مندی کا حسن شکر نعمت ہے۔

☆ دوسروں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے نیازی کا نام دولت مندی ہے۔

☆ صبر اور ایمان میں وہ رشتہ ہے جو جسم اور سر میں ہے۔

☆ حرص کا دوسرا نام غلامی ہے۔

☆ اس امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جن کو دنیا آخرت سے غافل نہیں کرتی اور جن کو آخرت دنیا سے غافل نہیں کرتی۔

نونہالو! تم نے دیکھا کہ میں آج صبح تین بجے سے رات کے گیارہ بجے تک مسلسل کام کرتا رہا ہوں۔ یہی میری زندگی اور میری صحت کا راز ہے!

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۷ر جنوری ۱۹۹۲ء جمعتہ المبارک

نونہالو! آج میں نے اعتکاف علمی کیا ہے۔ اعتکاف عربی لفظ ہے۔ اسکے معنی ہیں : گوشے میں بیٹھ جانا۔ ایک مقررہ طریقے سے مسجد کے گوشے میں بیٹھ کر عبادت کرنا۔ یک سو ہو کر نفس کشی کرنا' اپنی خواہشات کو مارنا۔ تعلیمات اسلامی کا یہ ایک نہایت بابرکت نام ہے۔ تمام علما و صلحا اور فقہا اعتکاف کی اہمیت اور ضرورت پر حاوی اور قادر رہے ہیں۔ میرا دل ہمیشہ یہ کہتا ہے کہ پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں ہمیشہ اعتکاف میں رہتے تھے اور اسلام کی عظمت اور رفعت کے لیے غور فرمایا کرتے تھے۔

مجھے یاد آتا ہے کہ میں دہلی میں کوٹلہ فیروز شاہ میں ایک گنبد کے اندر جاکر بیٹھ جایا کرتا تھا اور پورا پورا دن وہاں گزارا کرتا تھا۔ کوٹلہ فیروز شاہ کسی زمانے میں حکومت فیروز شاہی کا مقام ہوتا تھا' مگر اب وہ ایک باغ ہے۔ سیر گاہ ہے۔ عمارتیں ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں۔ میں ایک ٹوٹے ہوئے گنبد میں بیٹھ کر مطالعہ کرتا تھا۔ وہاں ایک باغ بان دھنی رام ہوا کرتا تھا۔ میرا ڈیسک اور میری کتابیں اس کے کوارٹر میں رہتی تھیں۔ وہ صبح سامان لاکر جمادیتا تھا اور پھر اپنے گھر میں رکھ لیا کرتا تھا۔

ایک بات اور یاد آئی۔ دہلی میں پرانا قلعہ تھا۔ یہاں میرے بڑے بھائی جان جناب محترم حکیم عبدالحمید صاحب جایا کرتے تھے اور ایک گنبد میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

پناہ لیا کرتے تھے۔ مطالعہ کرتے تھے۔ گاہے گاہے جایا کرتے تھے۔

پھر جب پاکستان بن گیا تو میں یہاں آگیا۔ میں حضرت محترم مفتی محمد شفیع صاحب سے بڑی محبت کرتا تھا۔ وہ ایک بڑے انسان تھے۔ عالم فاضل تھے۔ بزرگ تھے۔ استاد تھے۔ مفتی اعظم پاکستان تھے۔ دین اسلام کی بڑی شخصیت تھے، مگر اس قدر سادہ مزاج اور سادہ اطوار کہ حد اور بس۔ میں ان کی خدمت میں رہنا پسند کرتا تھا۔ دارالعلوم کورنگی جب شروع ہوا تو میں اس جدوجہد میں حضرت محترم مفتی صاحب کے ساتھ تھا۔ شانہ بہ شانہ تھا۔ پھر جناب محترم لطیف باوانی صاحب کے تعاون سے کورنگی دارالعلوم بن گیا تو میں نے اس کے ایک چھوٹے گنبد میں اپنا اعتکاف خانہ بنایا۔ برسوں وہاں بیٹھ کر کام کرتا رہا ہوں۔ سیٹھ لطیف باوانی پاکستان کے بہت بڑے صنعت کار تھے۔ نیک کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ دارالعلوم کی تعمیر کی ابتدا ان سے ہوئی اور اب تو ماشاء اللہ یہ ایک بہت بڑا دارالعلوم ہے۔ میں آج بھی اس سے وابستہ ہوں۔ الحمدللہ حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی اور جناب جسٹس محمد تقی عثمانی اس کو بڑا بنانے میں رات دن کوشاں ہیں۔ میں آج بھی اس کا خازن ہوں۔ چیکوں پر میرے ہی دستخط ہوا کرتے ہیں، مگر میں کاموں میں مداخلت نہیں کرتا۔ ان دونوں اچھے بھائیوں کو کاموں کی پوری آزادی ہے۔

نونہالو! اعتکاف کی بات ہو رہی تھی۔ تو آج میں نے اعتکاف کیا۔ صبح تین بجے اٹھ گیا تھا۔ کمرا میں نے بند کرلیا اور نماز جمعہ تک بس میں خاموش رہا۔ غور کرتا رہا۔ خوب غور کرتا رہا۔ **مدینتہ الحکمت** کے بارے میں منصوبہ بناتا رہا۔ یہاں ہمدرد پبلک اسکول میں جو کمیاں ہیں غور کرتا رہا کہ انہیں کیسے پورا کردوں۔ بھئی لائبریری کی عمارت بنانی ہے۔ کل رات میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

بوہری جماعت کے جناب منصور بھائی صاحب سے کہہ رہا تھا کہ کوئی بندہ خدا یہ کام کردے۔ یہاں نونہالوں کے لیے صنعتی تعلیم کا مرکز بنانا ہے۔ یہاں کھیلنے کے میدان بنانے ہیں۔ اسمبلی کی جگہ تعمیر کرنی ہے۔ اب کوئی لطیف باوانی نہیں ہے۔ پاکستان کے صنعت کاروں کا مزاج اب لطیف باوانی جیسا نہیں ہے۔ حال آں کہ ان کے پاس لطیف باوانی سے زیادہ دولت ہے۔ دولت تو ہے مگر دل نہیں ہے۔

لطیف باوانی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد نہیں بنایا کرتے تھے۔ یعنی وہ ایسا نہیں کرتے تھے کہ بس اپنے نام ہی سے کریں۔ وہ دوسروں کے کام بھی کرتے تھے۔ دارالعلوم لطیف باوانی صاحب نے بنایا اور منع کردیا کہ ان کا نام نہ بتایا جائے۔ وہ اللہ کے لیے کام کرتے تھے۔ اچھے انسان تھے اس لیے میں بھی ان کو آج یاد کررہا ہوں۔ آج کے صنعت کار اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بناکر خوش ہوتے ہیں۔ دوسروں کا ہاتھ نہیں بٹاتے۔

چھیالیس کروڑ رپے

اگر میں بھی ایسا ہوتا، یعنی دوسرے کے کام نہ آتا تو تنگ نظر کہلاتا۔ مگر میں نے اب تک تقریباً چھیالیس کروڑ رپے دوسروں کے کام میں صرف کیے ہیں۔ تعلیم اور صحت، سائنس اور حکمت پر، طلبہ کے وظیفوں پر، دارالعلموں سے تعاون پر۔ چھیالیس کروڑ رپے کم نہیں ہوتے، مگر اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا اور دے دیا کہ میں نے مدینتہ الحکمت بنادیا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر میں دوسروں کی مدد نہ کرتا تو مدینتہ الحکمت نہیں بن سکتا تھا۔ مدینتہ الحکمت لوگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

ہمارے پاکستان کا آج کا صنعت کار اس انداز سے نہیں سوچتا۔ ان

toobaa-elibrary.blogspot.com

لوگوں نے اپنی اپنی جماعت بنالی ہیں۔ وہ اپنی جماعتوں کے لیے کام کرتے ہیں۔ اپنے سوا دوسروں کی مدد کرنے کا دل ان کے پاس نہیں ہے۔ یا پھر یہ ہے کہ یہ لوگ دباؤ میں آکر مدد کرتے ہیں۔ ابھی دو ماہ ہوئے کہ کراچی کی ایک جماعت اسلام آباد جاکر ایک کروڑ روپے دے آئی اس نے **مدینتہ الحکمت** کو فراموش کردیا۔ چند ہفتے ہوئے اسلام آباد کا ایک دھنی کراچی آیا اور وزیراعلا کے دباؤ سے دو کروڑ جمع کرکے لے گیا۔ میں ان ہی صنعت کاروں سے **مدینتہ الحکمت** کے لیے مانگ رہاہوں، مگر ان کے دل ذرا نہیں پسیجتے۔

نونہالو! آج تمام دن کمرے میں بند رہ کر یہی غور کرتا رہا کہ **مدینۃ الحکمت** کے لیے کہاں سے پیسہ لاؤں۔ میرے پاس جو کچھ تھا میں لگاچکا ہوں۔ اللہ مالک ہے!

نونہالو! آج میری طبیعت بھاری ہے۔ غالبًا میری داڑھ میں جو بھرائی ہوئی ہے اس نے کوئی ایسا اثر کیا ہے کہ میرا سر سخت وزنی ہے۔ میں نے پھر بھی ٹینس کھیلنے جانے کا فیصلہ کرلیا۔ مگر پھر نہ جانے کیوں میں لیٹ گیا۔ اور پھر سوگیا۔ ایسا برسوں کے بعد ہوتا ہے۔ ہاں پچھلے سال اپریل میں تین دن میں نے اپنے درد دل کی وجہ سے آرام کیا تھا۔

میں نے ہمت کرلی

نماز جمعہ کے بعد میں نے ہمت کرلی۔ نارتھ ناظم آباد میں آج چلڈرنز ویلفئر کونسل نے روسی نونہالوں کے لیے ایک خصوصی پروگرام ترتیب دیا ہے۔ میں ۴ بجے وہاں پہنچ گیا۔ روسی بچے وقت پر نہیں آئے۔ میں نے آدھ گھنٹہ انتظار کیا۔ پھر ہمت ہار بیٹھا۔ گھر آگیا۔ مگر.....

جی۔ ایم۔ سید کی برتھ ڈے!

toobaa-elibrary.blogspot.com

نشترپارک میں سندھ کے برخود غلط رہنما جی۔ ایم۔ سید کی آج برتھ ڈے منائی جارہی ہے۔ جی۔ ایم - سید ناراض ہیں۔ کبھی وہ ایسے تھے کہ قائداعظم کے ساتھ تھے۔ پھر انتخابات میں خلاف ہوگئے۔ قاضی اکبر سے شکست کھائی۔ مسلم لیگ سے بھی ناراض ہوئے۔ اپنی جماعت الگ بنائی۔ پھر مسلمانوں سے بےزار ہوئے۔ راجہ داہر کو دوست کہا' محمد بن قاسم کو لٹیرا گردانا۔ اب پاکستان کے خلاف ہوئے ہیں۔ سندھو دیش کے حامی ہیں۔ سندھ کو پاکستان سے الگ کرنا چاہتے ہیں۔ عمر کی وہ منزل ہے کہ خود فیصلے کرنے کی اہلیت ہے نہ طاقت۔ ان کے بیانات ان کے اپنے نہیں ہیں۔ ان کے جو بھی اندر باہر دوست ہیں وہ نہ ان کے دوست ہیں اور نہ پاکستان کے دوست ہیں۔ پاکستان کو جو توڑنا چاہتے ہیں وہ جی۔ ایم - سید کے دوست ہیں۔ ملک کے اندر بھی مضبوط سیاسی قوتیں اندرون خانہ جی۔ ایم۔ سید کی ہمدرد ہیں۔ یہودی تو ان کے دوست ہی ہوئے کہ وہ پاکستان کو توڑنا چاہتے ہیں۔

میں نے اپنے ڈرائیور سے کہا : گلزار صاحب' ذرا مجھے نشترپارک لے چلو۔ کچھ بھی ہو جی۔ ایم - سید صاحب سے ۱۹۴۴ء سے میری یاد اللہ ہے۔ دیکھوں کہ وہ کیا کررہے ہیں۔ اب جو میں نشترپارک آیا تو یہاں تو سندھو دیش کا نقشہ تیار تھا۔ اندرون سندھ سے سینکڑوں بسیں لوگوں کو نعرے لگانے کے لیے لاچکی تھیں۔ میں تو واقعی سید صاحب کو مبارک باد دینے گیا تھا کہ شاید وہ میرے جس طرح دوست ہوتے تھے پاکستان کے دوست پھر ہوجائیں! مگر میرے دل نے گواہی دی کہ مجھے آج یہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ حالات بغاوت کے ہیں۔ پاکستان سے نفرت کے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں گھر واپس آگیا اور لیٹ گیا۔ اب میری طبیعت زیادہ خراب ہوئی ہے۔ پاکستان کے خلاف نعرہ بازیوں سے میرا دل پاش پاش ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ آخر لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ کیوں لوگ اپنی آزادی کو غلامی کی زنجیروں میں الجھانا چاہتے ہیں! یہ ان لوگوں کو ہوا کیا ہے؟

ان دنوں دنیا کا کوئی ملک ہو' کوئی ہمارا سچا دوست نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہم خود اپنے دوست نہیں ہیں۔ آزاد قومیں پاکستانی قوم سے اس لیے بھی اب نفرت کرتی ہیں کہ پاکستان کے لوگ اپنی آزادی کی قدر نہیں کرتے!

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۸ر جنوری ۱۹۹۲ء ہفتہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ میں زندہ اٹھا۔ گھڑی میں سوا تین بجے تھے۔ میں نے ذرا آج تیار ہونے میں جلدی کی۔ عموماً ۲۵ منٹ میں، میں بالکل تیار ہوتا ہوں۔ پانچ منٹ مجھے اپنا غسل خانہ صاف کرنے میں لگے ہیں۔ نونہالو! میں اپنا غسل خانہ خود صاف کرتا ہوں۔ روزانہ دھوتا ہوں۔ جمعے کے روز کرو میم پالش بھی کرتا ہوں۔ میرا یہ غسل خانہ کوئی ۲۰-۲۱ سال پرانا ہے۔ لیکن اگر تم دیکھو تو معلوم ہو کہ آج ہی بن کر تیار ہوا ہے۔ میری یہ صبح کی ایک نہایت اچھی ورزش بھی ہو جاتی ہے۔

مریضوں کی خدمت

جب جناب محترم جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے مجھے وزیر بنایا تھا تو میں نے ایک بات صاف کہہ دی تھی کہ میں مریضوں کی خدمت ترک نہیں کروں گا۔ چناں چہ چار سال میں وزیر رہا، اپنے بہت سے کام چھوڑ دیے، مگر مریضوں کی خدمت کراچی، پشاور، پنڈی اور لاہور میں کرتا رہا۔ میں جب تک صحت مند ہوں یہ خدمت جاری رکھوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آج تین بجے تک ۲۴۸ مریضوں کی خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ ان میں خواتین اور بچے زیادہ تھے۔ کل اتوار کو مرد زیادہ ہوں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

روسی نونہالوں کو اللہ حافظ

نونہالو! تمہارے روسی دوست ۴ ر جنوری ۱۹۹۲ء کی رات کو آئے تھے۔ آج ۱۸ ر جنوری کو وہ اپنے وطن واپس جارہے ہیں۔ گزشتہ ۱۵ دن میں مجھے ان بچوں سے بڑی محبت ہوگئی تھی۔ اب یہ جارہے ہیں تو مجھے دکھ ہورہا ہے۔ ان بچوں کو یقیناً اپنے گھر جانے کی خوشی ہے، مگر ہم سے جدا ہونے کا بھی ان کو افسوس ہے۔ سعدیہ بیٹی نے آج ہمدرد منزل میں ان کے لیے الوداعی کھانے کا انتظام کرلیا تھا۔ انہوں نے نہایت نفیس کھانے پکائے۔ جب ۷ بجے پہلے بچے آئے تو ان کو اخروٹ، بادام، کشمش دیے۔ پھر پھلوں کا رس پلایا۔ ۸ بجے کے قریب روس کے نائب سفیر صاحب اپنی بیگم کے ساتھ آگئے۔ سعدیہ نے نویدالظفر صاحب اور ان کی بیوی بچوں کو بھی بلالیا تھا۔ ہمارے دوست نسیم صاحب دلی والوں کے تینوں بچے روسی بچوں سے ملنے کے مشتاق تھے۔ سعدیہ نے ان کو بھی بلالیا۔ غرض مجموعی طور پر ۶۲ لوگ گھر پر تھے۔ سب کے لیے کھانا خوب تھا۔ رات دس بجے تک خوب چہل پہل رہی۔ ٹیلے وژن پر بذریعہ وی سی آر ان کو ریڈیو اور ٹیلے وژن کے پروگرام بھی دکھائے۔

اب ان کے رخصت ہونے کا وقت آگیا۔ میں نے ان کو موٹروں پر سوار کرایا۔ سعدیہ اور ان کی تینوں بیٹیاں (ماہ نیم ماہ، آمنہ اور فاطمہ) ان کے ساتھ مل کر ہوائی میدان گئے۔ سعدیہ نے بتایا کہ عجیب رقت کا منظر تھا۔ روسی بچوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ ان کی دیکھ بھال کے لیے آنے والی دو روسی عورتیں بھی سعدیہ کو خدا حافظ کہتے وقت رو پڑیں۔ سعدیہ اور ان کی بیٹیاں بھی رو پڑیں۔ رات ۱۲ بجے ان کا جہاز ان کو لے کر موسکو کی طرف اڑ گیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہمارا دل اس سوچ سے بے حال تھا کہ روس میں ان کو کھانے پینے کو اس قدر اطمینان سے فی الحال نہیں ملے گا۔ یہ بچے وہاں پورا کھانا نہیں کھائیں گے۔
میں بھی یہ سوچ کر غم سے نڈھال ہو گیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۹ر جنوری ۱۹۹۴ء اتوار

نونہالو! نماز فجر ادا کر کے جب میں نے تلاوت قرآن حکیم شروع کی تو آنکھوں کے سامنے ذرا دھند تھی۔ مجھے اس سے خاصی وحشت ہوئی۔ غالباً یہ دھند نیند کی کمی یا خرابی ہضم کی وجہ سے ہے۔ مگر کئی ماہ ہوئے محترم جناب ڈاکٹر مختار صاحب نے، جو ماہر چشم ہیں، شبہ ظاہر کیا تھا کہ مستقبل میں موتیا کا خطرہ ہے۔ میں ذرا پریشان ہوا۔ مجھے یہ دھند ناگوار بھی ہوئی۔ گویا میں نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی کہ آخر یہ کیا ہے؟ آپ کیوں مجھے تکلیف دینا چاہتے ہیں؟

نونہالو!

میں مطب پہنچ گیا۔ ذرا ہی دیر بعد ایک ۶۔ ۷ سال کا بچہ اپنے والد کی انگلی پکڑے اندر آیا۔ میں نے محسوس کیا کہ اس نونہال کو آنکھوں کی تکلیف ہے۔ قریب آیا تو فوراً اندازہ ہوگیا کہ نونہال کو دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ نونہال جے پور (ہندستان) سے آیا ہے۔ اس کے باپ نے بتایا کہ اس بچے کی بینائی جاتی رہی ہے۔ جگہ جگہ لیے لیے پھر رہا ہوں۔ اب آپ کے پاس آیا ہوں۔ میرا دل بیٹھ گیا۔ ایک تو مجھے اس بچے کے نہ دیکھ سکنے کا دکھ ہوا اور پھر مجھے یہ خیال آیا کہ صبح جب مجھے دھندلا دکھ رہا تھا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی تھی اور یہ پیارا بچہ تو دیکھ ہی نہیں سکتا! میں نے فوراً

toobaa-elibrary.blogspot.com

اپنے کان پکڑے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ میں تو دیکھ سکتا ہوں۔ مگر یہ نونہال تو دیکھ ہی نہیں سکتا۔

نونہالو! میں نے اس جے پور کے بچے کو فوراً ڈاکٹر محمد قمر صاحب (نگراں اسپنسرس ہسپتال) کی خدمت میں بھیج دیا کہ وہ معائنہ فرما کر میری رہ نمائی فرمائیں۔ دو گھنٹے کے بعد معلوم ہوا کہ معائنہ کل ہوگا۔ باپ پریشان ہوا کہ ویزا کا کل آخری دن ہے۔ میں نے کہا تم پروا نہ کرو' تمھارا ویزا میں بڑھوادوں گا۔ تمھارے بچے کے لیے ضرور کوشش کروں گا۔

نونہالو! یہ واقعہ میں نے اس لیے لکھا ہے کہ تم غور کرو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ تم دیکھ سکتے ہو۔ پڑھ سکتے ہو۔ آنکھیں اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ انسان کو شکر ادا کرنا چاہیے۔

اب جے پور کا ایک واقعہ سن لو!

نونہالو! جب میں کوئی ۵۔ ۶ سال کا تھا ہماری والدہ محترمہ ہمیں اجمیر شریف سے جے پور لے گئیں۔ ساتھ میں بڑے بھائی جناب حکیم عبدالحمید اور درمیانہ بھائی حافظ عبدالوحید بھی تھے۔ خالہ فاطمہ صاحبہ بھی تھیں۔ ہم وہاں ریسٹ ہاؤس میں ٹھیرے تھے۔ مجھے اب تک جے پور میں حیوان خانہ (زو) دیکھنا یاد ہے۔ سب سے زیادہ مجھے وہاں شیر پسند آئے تھے۔ وہ مجھے اب تک یاد ہیں۔ خیر جی' ابھی دن ڈھلا ہی تھا کہ بڑے کالے بادل آسمان پر آئے۔ گرج چمک نے ہمیں ڈرا دیا' سہا دیا۔ سخت بارش ہوئی۔ موسلادھار۔ گھنٹہ بھر بعد خاصی ٹھنڈک ہوگئی۔ اتنے میں کیا دیکھا کہ ایک آدمی ملائی کی برف فروخت کرتا آیا۔ ہم نے اسے آواز دی۔ بڑی محبت کی زبان بولی۔ بیٹھ گیا۔ ملائی برف صندوقچے میں تھی۔ اس زمانے میں برف جما کر اسے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اون میں لپیٹ کر ایک صندوقچے میں رکھنے کا رواج تھا۔ سردی میں برف کون کھاتا ہے! برف والا بھی جانتا تھا کہ اگر برف نہ بکی تو ضائع ہوگی۔ وہ بیچنے کے لیے بے چین تھا اور ہم بچے کھانے کے لیے تیار۔ اس نے جس برف کے پورے قلفے کے پانچ روپے مانگے ہم نے اسے آٹھ آنے میں لینے کی بات کی۔ اگر موسم اچھا ہوتا تو دس روپے کا مال تھا جو صبح سے رات تک بک جاتا۔ نونہالو! اس زمانے میں آٹھ آنے بھی بڑی رقم ہوتی تھی۔ اس نے آٹھ آنے میں ہمیں سارا قلفہ دے دیا۔ ہم سب نے خوب کھایا۔ برف والا ناخوش تھا۔ مگر مجبور تھا۔ ہم نے اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھایا تھا۔

خیر جناب برف خوب کھائی۔ برف والا آٹھ آنے لے کر چلا گیا۔
اب شام کے بعد رات ہوئی۔ بارش تھی کہ جاری تھی۔ سردی بڑھ گئی تھی۔ ہم تینوں بھائیوں کو رات میں بخار چڑھ آیا۔ صبح اٹھے تو ہم بخار میں بھن رہے تھے۔ ہماری والدہ محترمہ خاصی پریشان ہوئیں۔ پردیس کا معاملہ۔ ہم کسی کے مہمان تھے۔ خیر علاج تو ہوا۔ مگر ہماری والدہ محترمہ نے جو بات کی وہ مجھے آج بھی یاد ہے۔ انھوں نے فرمایا :

"۔۔ تم نے کل شام برف والے کی مجبوری سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اسے برف کی قیمت کم دی تھی۔ اس نے بد دعا کی ہے اس لیے یہ بخار آیا ہے۔ کسی کا حق مارنے کی یہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔۔"

مطب سے جب اٹھا تو.....

صبح سے تین بجے تک دو سو سے زیادہ مریضوں کی خدمت کرکے جب اٹھا تو تھکن کا احساس ہوا۔ میری طبیعت جمعے سے خراب ہی چل رہی ہے۔ جمعرات کو محترمی جناب محترم عقیل ترابی صاحب نے فرمایا تھا کہ ان کے زیر

toobaa-elibrary.blogspot.com

صدارت جلسۂ علیؓ میں شرکت کروں۔ کل ہفتے کو ان کے بزرگ یاد دہانی کر گئے تھے۔ جگہ غفور چیمبرز بتا گئے تھے۔ میں نے پختہ وعدہ نہیں کیا۔ مطب کے ختم ہونے نہ ہونے پر منحصر رکھا تھا۔ اب ایک طرف تو تھکن، طبیعت خراب۔ جلسے کا وقت ۴ بجے، اب ۴۰ منٹ کہاں صرف کروں! گھر جاتا ہوں تو واپسی وقت پر ممکن نہیں۔ غرض مجھے یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ گھر جا کر آرام کرلوں اور آج رات کہیں بھی نہ جاؤں۔ ممکن ہے کہ کل تک طبیعت درست ہوجائے۔ گھر آکر لیٹ گیا۔ سو بھی گیا۔ پانچ بجے اٹھا تو ذرا اچھا تھا۔ گرم پانی سے غسل کیا۔ اپنے ڈیسک پر آکر بیٹھ گیا۔

ایک اور دعوت نامہ ......

اب دیکھا تو یوم علیؓ کا ایک اور دعوت نامہ میز پر تھا۔ زبانی دعوت تو میں نے قبول کرلی تھی۔ مگر ارادہ تھا کہ آج کہیں نہیں جاؤں گا۔ مگر دعوت نامہ دیکھا تو اس جلسے کا مہمان خصوصی میں تھا۔ نام چھپا ہوا تھا۔ اب تو مجھے جانا ہی چاہیے۔ نونہالو! میں نے اپنی قوتوں کو جمع کیا۔ کام سب ختم کرلیا۔ روزہ آج بھی تھا! گاجروں کے پانی سے روزہ افطار کیا تھا۔ رات کو میں نے آٹھ بجے دودھ ڈبل روٹی پر گزارا کرنے کا فیصلہ کیا۔

۹ بجے ٹھیک میں نشتر پارک پہنچ گیا۔ دیکھا تو وہاں ہزاروں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے محبت کرنے والے جمع تھے۔ انتظام کرنے والے دوستوں نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا اور مجھے اسٹیج پر پہنچادیا۔ ذرا ہی دیر بعد پاکستان کے وزیر جناب میر ہزار خان بجارانی بھی تشریف لے آئے۔ جلسہ ان کے آنے سے پہلے ۹ بجے شروع کردیا گیا تھا۔

جناب بجارانی صاحب نے لکھی ہوئی بڑی اچھی تقریر کی۔ وہ تقریر

toobaa-elibrary.blogspot.com

کر کے چلے گئے۔ میں نے بھی ایک تقریر کی جو میں نے اس موقع کے لیے تیار کی تھی اور چار ہزار چھپوا بھی لی تھی۔ جلسہ گاہ میں،میں نے جناب فیروز صاحب سے کہا کہ اسے آپ میری تقریر سے پہلے تقسیم کردیجیے۔ چار ہزار تقریر تقسیم کردی گئی۔

میں رات گیارہ بجے گھر آگیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھ کو اس نے ہمت عطا فرمائی اور وعدہ خلافی سے میں بچ گیا۔ نونہالو! جب وعدہ کرو تو وعدہ وفا کرو!

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۰ر جنوری ۱۹۹۲ء پیر

صلح کی ایک شرط

خلیفہ مامون الرشید روم کے شاہ کے خلاف جنگ کر رہے تھے۔ بڑی سخت لڑائی تھی۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین معرکہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے شاہ روم ہار گیا۔ خلیفہ مامون الرشید کو اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت سے سرفراز فرمایا۔ اب صلح نامہ لکھا جانا تھا۔ شاہ روم نے صلح کی درخواست کی تھی۔ شرطیں طے ہونے لگیں۔ خلیفہ مامون الرشید نے ایک بڑی شرط یہ رکھی کہ یونان کی منتخب کتابیں بغداد بھجوائی جائیں گی۔ جب شہنشاہ روم اس شرط پر راضی ہوگیا تو خلیفہ مامون الرشید نے اپنے بیت الحکمتہ کے تین عالموں کو بھیجا کہ وہ کتابوں کا انتخاب کریں۔ ان عالموں نے جاکر کتابوں کا انتخاب کرلیا۔ شہنشاہ روم کا علمی خزانہ بغداد میں بیت الحکمتہ میں آگیا۔ بعد میں خلیفہ کی ہدایت پر ان سب کتابوں کا عربی زبان میں ترجمہ کردیا گیا۔

نونہالو! بغداد میں بیت الحکمتہ میں اکیانوے ترجمہ کرنے والے (مترجمین) تھے۔ وہ دنیا کی ہر زبان کی کتاب کا عربی زبان میں ترجمہ کرنے پر مامور تھے۔ عربی زبان اپنے دور میں دنیا کی سب سے زیادہ جامع زبان تھی۔ دنیا کا ہر علم و فن عربی زبان میں آگیا تھا۔

نونہالو! تم نے غور کیا کہ جنگ جیتنے کے بعد اسلام کے خلیفہ نے صلح

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی شرط میں کتابیں مانگیں۔ ہارے ہوئے شہنشاہ روم سے خلیفہ مامون الرشید جو چاہتے مل جاتا، مگر انہوں نے علم کو فوقیت دی۔ کتابیں حاصل کرلیں اور عربی زبان کو مالا مال کرلیا۔ علم کی یہ ہوئی ہے قدر دانی۔

اردو زبان

اب تم غور کرو۔ پاکستان میں غل غپاڑہ ہورہا ہے کہ تعلیم و تعلم کی زبان اردو ہونی چاہیے۔ جو کھڑا ہوتا ہے یہی مطالبہ کرتا ہے-- مطالبہ جائز ہے۔ صحیح ہے، مگر یہ مطالبہ پورا کیسے ہوگا؟ دیکھو جب تک پاکستان میں ایک بڑا دارالترجمہ (ترجمہ کا مرکز) قائم نہیں ہوگا اردو زبان کو ذریعہ تعلیم نہیں بنایا جاسکتا۔

اردو کے لیے سب سے پہلا کام یہ ہونا ہے کہ دنیا کی جس زبان میں جو کتاب چھپے وہ پاکستان آجائے اور پاکستان میں ماہرین اس کا اردو زبان میں ترجمہ کریں اور کتاب چھاپ دی جائے۔ جب ایسا ہوجائے گا اور علوم و فنون اردو زبان میں آجائیں گے تو ذریعہ تعلیم اردو زبان بن جائے گی۔ یہ کام شوروغل سے نہیں ہوگا اور نہ قانون اور دستور سے اردو ذریعہ تعلیم ہوگی۔ جو اصل نکتہ ہے وہ میں نے بتادیا ہے۔ نونہالو! تم نے "یہ جاپان ہے" میری کتاب شاید پڑھ لی ہوگی۔ میں تم کو بتاتا ہوں کہ اس وقت جاپان میں یہ انتظام ہے کہ امریکا یا برطانیہ وغیرہ میں جو کتاب علم چھپتی ہے فوراً ساتھ کے ساتھ نہایت تیزی کے ساتھ اس کا جاپانی زبان میں ترجمہ ہوجاتا ہے۔ اس لیے جاپان میں ذریعہ تعلیم جاپانی زبان میں ہے۔ اگر ایسا نہ ہو اور جاپان کے لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو کہ دنیا میں کیا ہورہا ہے تو پھر وہ انگریزی زبان کی طرف لپکیں گے جیسا کہ ہم پاکستان میں لپک رہے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اب یہ کام حکومت کے کرنے کا ہے۔ اگر اسے اپنی زبان اردو سے محبت ہے اور واقعی اردو زبان کو ذریعہ تعلیم بنانا چاہتی ہے اور بنانا چاہیے تو اس کے لیے ایک بڑا زبردست دارالترجمہ بنانا ہوگا۔ وہاں دنیا کی زبانیں جاننے والے ماہرین کو احترام سے جمع کرنا ہوگا تاکہ انگریزی، جرمنی، فرانسیسی، عربی، فارسی زبانوں کی علمی کتابوں کے تراجم ہونے شروع ہوجائیں۔

مگر سرکار کا مزاج ......

نونہالو! میں نے یونیسکو کے ماہنامہ "کوریئر" کے اردو ایڈیشن کی ذمّے داری قبول کی تھی۔ یونیسکو کا یہ ماہنامہ اس وقت دنیا کی ۳۴ زبانوں میں چھپتا ہے۔ اردو کا ذمہ میں نے لیا تھا۔

یونیسکو کوریئر دنیا کا مانا ہوا رسالہ ہے۔ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا بہت اچھا ماہنامہ میں نے ہمدرد میں ترجمہ کرنے والوں کا ایک نہایت حسین اجماع کرلیا۔ کوئی ۱۴۔ ۱۵ سال میں انگریزی/ فرانسیسی زبانوں سے کوریئر کا اردو ترجمہ کراتا رہا۔ اردو زبان مالا مال ہوگئی۔

وہ جو اسلام آباد میں نوکر شاہ بیٹھے ہوئے ہیں نا ان کو یہ خدمت پسند نہیں آئی۔ انہوں نے واویلا مچایا کہ یہ حکیم سعید کیا غضب کررہا ہے کہ سائنس کو اردو زبان میں کررہا ہے۔ بند کرو اس اچھے کام کو۔ چناں چہ ان دشمنوں نے یہ کام بند کرادیا۔ دعوا یہ کیا تھا کہ ہم یہ کام کریں گے۔ بے چارے نہ کرسکے اور کوریئر کا اردو "پیامی" دم توڑ گیا۔ نونہالو! تم نے دیکھا کہ پاکستان میں اردو زبان کو کس طرح قتل کیا جارہا ہے!

صبح سے رات تک

نونہالو! یہ تو تم جانتے ہو کہ میری صبح چار بجے ہوتی ہے اور رات

toobaa-elibrary.blogspot.com

دس گیارہ بجے۔ آج بھی ایسا ہی ہوا۔ صبح آج میں نے ہمدرد وقف کے کاموں کو ہاتھ میں لیا۔ ضروری فائل پڑھتا رہا۔ پھر ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک اپنے رفیقوں کے ساتھ بیٹھ کر نہایت اہم فیصلے کیے۔ پھر دو بجے تک مختلف شعبوں کے ڈائریکٹر آتے رہے۔ رات تک میں ہمدرد وقف ہی کے کام کرتا رہا۔ مجھے دو جگہ جانا تھا، مگر ہمدرد وقف کا کام اس سے زیادہ ضروری تھا!

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۱ر جنوری ۱۹۹۲ء منگل

نونہالو! صبح چار بجے نماز تہجد ادا کی۔ تلاوت قرآن حکیم میں دل و جان سے مصروف رہا۔ معنی پر بھی غور کیا۔ قرآن حکیم ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اس میں ہمارے لیے ساری ہدایتیں موجود ہیں۔ ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں اس کتاب میں دی ہوئی رہنمائی کو قبول کرنا چاہیے اور سیدھے راستوں پر چلنا چاہیے۔ میں صبح قرآن حکیم کی تلاوت کرتا ہوں۔ معنی بھی سمجھتا ہوں اور جہاں ضرورت ہوتی ہے۔ تفسیریں بھی دیکھتا ہوں۔ میں نے اپنی زندگی کو قرآن حکیم کی روشنی سے روشن کیا ہے۔ میں اپنے پیارے نونہالوں کو یہی مشورہ دوں گا کہ وہ صبح ہی صبح قرآن حکیم ہاتھ میں لیا کریں اور تلاوت کیا کریں۔ ایک ہی آیت پڑھیں مگر سمجھ کر۔ یاد رکھنا۔ قرآن حکیم ایک ایسا دریچہ ہے جس سے تم اگلی دنیا کو دیکھ سکتے ہو۔

ہمارے پیارے نبی **صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات!**

ایک دن ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا :

"۔۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے کوئی حکم صادر فرمایئے۔ مگر بات چھوٹی سی ہو جو میرے دماغ میں آجائے۔۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : غصہ نہ کیا کرو!

آنے والے شخص نے اپنا سوال دہرایا۔ بار بار دہرایا۔ ہر بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا کہ : غصہ نہ کیا کرو!

نونہالو! یہ جملہ تو بہت چھوٹا سا ہے مگر اس کے معنی بہت بڑے ہیں۔ تم میری بات کو اس طرح سمجھو کہ جس طرح کھَولتے پانی میں تم اپنا عکس نہیں دیکھ سکتے بالکل اسی طرح تم غصے کی حالت میں حالات کو اصل حالت میں نہیں دیکھ سکتے۔ بہ حالت غصہ اچھے برے میں تمیز نہیں کرسکتے۔

قرآن حکیم میں آیا ہے : جو لوگ اپنے غصے کو پی لیتے ہیں اور لوگوں کو معاف کردیتے ہیں وہ بڑے اچھے لوگ ہوتے ہیں۔ خلیفہ مامون الرشید نے فرمایا : جب تم دیکھو کہ غصہ تم پر غالب آرہا ہے تو خاموشی اختیار کرلو۔ حضرت محترم عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا : زبان بند رکھنا بڑی عبادت ہے۔

ملاقاتی

آج جناب محترم طالب علی چاولہ صاحب ملنے آئے تھے۔ انہوں نے سی بریز ہسپتال بنایا ہے۔ بہت بڑا ہسپتال ہے۔ اس میں بڑے بڑے ڈاکٹر مطب کرتے ہیں۔ ٹوکیو(جاپان) سے میرے دوست جناب محترم اطہر صدیقی آئے ہیں۔ آج میں نے ان سے باتیں کیں۔ صدیقی صاحب بڑی توجہ سے جاپان میں روح افزا لوگوں تک پہنچارہے ہیں۔ برطانیہ کے ایک مورخ(تاریخ لکھنے والے) جناب ولیم صاحب آئے تھے۔ وہ دہلی کی ثقافتی تاریخ لکھ رہے ہیں۔ نونہالو! جب اسکالر کام کرتا ہے تو ذرا ذرا سی بات کے لیے اسے دور دور جانا پڑتا ہے۔ اب جناب ولیم صاحب کو معلوم ہوا کہ میں دہلی والا ہوں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

انہوں نے ۴۵ منٹ میرے ساتھ بیٹھ کر میرے تاثرات قلم بند کیے۔ میں نے ان کو بتایا کہ میں ۱۰ ر فروری کو دہلی آ رہا ہوں تو وہ خوش ہوئے۔ اب ان سے دہلی میں ملاقات کروں گا۔

جناب محترم محمد عثمان یحییٰ صاحب

میں آج شام ان کے گھر ان سے ملنے گیا تھا۔ میرے عزیز بھی ہیں۔ نہایت نفیس انسان ہیں۔ نیک کاموں میں دل کھول کر حصہ لیتے ہیں۔ صنعت کار ہیں۔ تاجر ہیں اور اب دو کپڑا ملوں کے علاوہ ایک بنک بھی کھول رہے ہیں۔ بس میں تو ان سے ملنے آیا تھا۔ سعدیہ بیٹی ساتھ تھیں۔ انہوں نے فرمایا اور محترمہ آپا صاحبہ نے بھی کہ کھانے کا وقت ہے۔ اب کھانا کھاکر جایئے گا۔ میں جم گیا اور نہایت نفیس کھانا کھایا۔ اچھا ہوا کہ خاندان کے سب ہی افرادمیز پرآ گئے تھے۔ بڑے سکون کی شام گزری۔ کھانا کھاکر میں نے دعا مانگی :

الحمدلل ہ الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمین۔

"حمد وثنا اس خدا کے لیے جس نے ہمیں کھلایا اور جس نے ہمیں پلایا اور جس نے ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا"

ہاں داڑھ کی بات تو بھول ہی گیا!

ڈیڑھ بجے جناب محترم ڈاکٹر حسین صاحب کے " دانت خانے" پہنچ گیا۔ چند دن ہوئے انہوں نے ٹوٹی ہوئی داڑھ کو سنبھال دیا تھا، مگر بات بنی نہیں۔ ہوا یہ کہ داڑھ پوری لمبائی میں ٹوٹی ہے، اس لیے جڑ سامنے آگئی ہے۔ اس لیے اس پر خول نہیں چڑھایا جاسکتا۔ خیر آج جناب دندان ساز صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ محنت کرکے اس خلا کو پر کردیا ہے جو داڑھ نکل جانے

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے ہوگیا ہے۔ کہتے ہیں یہ "خلا پُری" ۲۔ ۳ سال کام دے جائے گی۔ پھر اللہ مالک ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۲ر جنوری ۱۹۹۲ء بدھ

صبح جب روسی الارم نے مجھے ساڑھے تین بجے جگایا تو میں اس وقت بڑا مزے دار خواب دیکھ رہا تھا۔ یعنی میں ایک جنگل میں تھا۔ ایک شیر دھاڑا۔ میرا دل پہلے تو بلیوں اچھلا۔ مگر پھر دل حلق پر آکر پھنس گیا۔ اب ڈر رہا ہوں۔ مگر آواز نہیں نکلتی۔ کوئی مدد کو کیسے آئے۔ اتنے میں تڑاتڑ ہوئی۔ چاروں طرف سے گولیاں چلیں۔ شیر تو مجھے چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ میری آنکھ کھل گئی۔ میرے سامنے اپنا وہ شیر تھا جو میں نے کمرے کی دیوار پر لگا رکھا ہے۔ ساڑھے گیارہ فیٹ لمبا ہے۔ اس کا مارنا آسان نہ تھا۔ خیر غور سے سنا تو محلے میں گولیاں چل رہی ہیں۔ اب کراچی میں تو یہ آئے دن کی بات ہے کہ لوگ گھروں سے نکلتے ہیں اور تفریحاً گولیاں چلا لیتے ہیں۔ ان کو کوئی خوف نہیں ہے۔ اخلاق ان کے پاس رہا نہیں ہے۔ بھلا ساڑھے تین بجے گولیاں چلانا بھی کوئی شرافت ہے۔ خیر میں اٹھا اور عبادت میں مشغول ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور رحمتوں کا شکر ادا کیا۔

مدینتہ الحکمتہ۔ چہل پہل

میں ۹ بجے **مدینتہ الحکمت** پہنچ گیا۔ مگر صبح آج ایک سیٹ ٹینس کا کھیل لیا۔ ورزش کے بغیر جسم ست پڑا جارہا ہے۔ **مدینتہ الحکمت** میں آج خوب چہل پہل تھی۔ جمعیت برادران دہلی کی مجلسِ منتظمہ پوری آئی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوئی تھی۔ جناب محترم صادق صاحب اس کے صدر ہیں۔ جناب محترم دوست محمد فیضی صاحب کے عزیز ہیں۔ عارف دہلوی اور حسین احمد دہلوی پیش پیش تھے۔ یہ حضرات گرامی گئے تو ایران کا وفد آگیا۔ یہ ایران کے مختلف شہروں، مشہد مقدس، تبریز، تہران، شیراز کی مڈیکل لائبریریوں کے کتاب دار (لائبریرین) ہیں۔ خواتین زیادہ ہیں۔ میں نے ان کا استقبال کیا اور ان کو میں نے اور میرے رفقا نے بیت الحکمتہ کی پوری طرح سیر کرادی۔ جناب علی حسن صاحب نے ان کے لیے اچھی چائے کا اہتمام کیا تھا۔

جناب محترم آغائے مرتضیٰ پویا

اچھے دوست ہیں۔ میں ان کے ہاں ان سے ملنے جانا چاہتا تھا، مگر وہ ۵ بجے ہمدرد منزل تشریف لے آئے۔ ہم نے تبادل خیال کیا۔ میں نے ۱۹۸۸ء سے یہ لکھنا شروع کیا ہے کہ روس کے زیر نگیں پانچ مسلم ریاستوں سے دوستی کرنی چاہیے اور ایران، افغانستان، ترکی اور پاکستان چاروں یہ اور پانچ وسط ایشیا کی یہ مسلم ریاستیں ان ۹ کو ملا کر ایک مسلم بلاک بنانا چاہیے۔ یہ ایک زبردست طاقت بن جائے گا۔ میں نے جولائی ۱۹۹۱ء کے شروع میں عالی جناب وزیراعظم پاکستان کو مشورہ دیا تھا اور عالی مرتبت صدر پاکستان سے بھی گزارش کی تھی کہ پاکستان کو اپنی بقا کے لیے، خلیج کی رہائی کے لیے اور اسلام کی طاقت کے لیے ان نو ممالک کا ایک بلاک بنانے کو مقصود زندگی بنا کر کام کا آغاز کرنا چاہیے۔ میں نے یہ مشورہ دیا کہ پاکستان اور عرب ممالک، نیز ایران اور ترکی مل کر آواز بلند کریں اور روس کے زیر نگیں پانچوں مسلم ریاستوں کی آزادی کے لیے آواز بلند کریں۔

نونہالو! ایسا ہی مشورہ میں نے ایک خط کے ذریعہ سے خادم حرمین

toobaa-elibrary.blogspot.com

شریفین شاہ فہد معظم کی خدمت میں بھی بھجوادیا اور ان سے درخواست کی کہ مستقبل قریب میں روس کی یہ ریاستیں آزادی سے تڑپ کر جدہ میں آرگنائزیشن اوف اسلامک کانفرنس(او آئی سی) کی رکنیت کی طلب گار ہوں گی۔ ان سے انکار نہ فرمائیں۔

آج جناب محترم پویا صاحب سے اسی موضوع پر باتیں کیں۔ ہم دونوں کی رائے ایک ہی ہے۔ میں نے ۲ر فروری کو پھر ملنے کی بات کی ہے تاکہ پاکستان میں اس تحریک کو عوامی بنادیا جائے۔

جناب محترم سید دربار علی شاہ

جناب سید صاحب کراچی میں کمشنر رہ چکے ہیں۔ ان دنوں اسلام آباد میں ہیں۔ ان سے میرے تعلقات ہمیشہ ہی اچھے رہے۔ آج سید صاحب اپنی بہن اور اپنی بیٹی کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ طبی مشورے کے لیے۔

نائب قونصل جنرل عمان

نونہالو! عمان ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ ہزمیجسٹی شاہ قابوس کی حکم رانی ہے۔ میں عمان تین سال ہوئے گیا تھا۔ صلالہ میں زیادہ رہا تھا۔ جہاں شاہ قابوس معظم کی والدہ محترمہ رہتی ہیں۔ مسقط صدر مقام ہے۔ یہاں بھی میں رہا ہوں۔ آج سے ۱۵۔ ۱۶ سال پہلے عمان گاؤں جیسی جگہ تھی۔ مگر شاہ قابوس معظم نے اب اپنی سلطنت کو بہت ترقی یافتہ کرلیا ہے۔ ۱۴۔ ۱۵ سال میں عمان ایک نہایت ترقی یافتہ ملک بن گیا ہے۔

عمان کے نائب قونصل جنرل صاحب نے مجھے فون کیا۔ فرمایا کہ کچھ کتابیں برائے بیت الحکمتہ ہیں۔ وہ دینے آرہاہوں۔ میں نے کہا : نہیں کتابیں لینے میں خود آؤں گا۔ بس میں ان کے گھر ڈفنس ہاؤسنگ آتھریٹی پہنچ

toobaa-elibrary.blogspot.com

گیا اور بہت ساری کتابیں لے آیا۔ جناب نائب قونصل جنرل صاحب نے خوب خاطر مدارات کی۔ ان کا دلی شکریہ!

محترمہ ہمشیرہ

میری ایک بڑی سگی بہن ڈفنس میں رہتی ہیں مجھ سے چند سال بڑی ہیں۔ ان کے ہاں بہت دنوں سے حاضر نہیں ہوا تھا۔ ان کو سلام کرنے پہنچ گیا۔ وہاں ان دنوں سب سے بڑی سگی بہن بھی ہیں۔ وہ مجھے خاصا ڈانٹ لیتی ہیں۔ اب ان کی عمر نوے سال کے قریب ہے۔ دونوں بہنوں اور بھانجے (جناب حکیم محمد یاسین) اور بھانجی (ثریا یحییٰ) کے پاس کچھ وقت گزارا۔ نفیس پستے میری بھانجی فیروز یاسین نے چھیل چھیل کر دیے۔ میں نے بے تکلف نوش جاں کیے۔

محترمہ سعیدہ علوی

یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے کہ میں نے پاکستان نیوی کے جناب محمد آصف علوی صاحب سے دوستی کی تھی اور ان کی اہلیہ محترمہ سعیدہ علوی کو بہن بنایا تھا۔ اب ۴۲ سال ہوگئے ہیں۔ افسوس ہے کہ بھائی کموڈور محمد آصف علوی اللہ کو پیارے ہوئے۔ اچانک بیماری آئی۔ سرطان پھیپڑوں میں تیزی کے ساتھ پھیلا۔ چند دنوں میں یہ نہایت نفیس انسان چٹ پٹ ہوگیا۔ غازی' پرہیزگار' عبادت گزار۔ ہر عیب سے پاک۔ ملنسار' متواضع' اصولوں پر کاربند۔ میری بہن سعیدہ بھی علیل رہنے لگی ہیں۔ بھائی علوی کی زندگی میں یہ انگریزی زبان کی پروفیسر شدید علالت کے مراحل سے گزریں۔ آج میں ان سے ملنے گیا تھا۔ ناراض تھیں۔ خفا تھیں کہ میں ملنے نہیں آتا۔ مگر میں نے بہن کو منالیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک نہایت تاریخی واقعہ

میں نے محمد آصف علوی کو کبھی پریشان نہیں پایا۔ ہر حال میں اللہ کا شکر گزار۔ تکلیف ہو تو اللہ کا شکر۔ آرام راحت ہو تو اللہ کا شکر۔ ہر حال میں اللہ کا شکر۔ مگر ایک دن ان کو پریشان پایا تھا۔

پاکستان نیوی میں جب وہ مرحلہ آیا کہ سربراہ کا فیصلہ ہونا تھا تو سب سے زیادہ حق دار محمد آصف علوی تھے۔ تجربے کے لحاظ سے بھی اور اولیت (سینارٹی) کے اعتبار سے بھی۔ ان کو کمانڈر ان چیف پاکستان نیوی ہونا چاہیے تھا۔ مگر یہ نہ ہوئے۔ ان کے ماتحت جناب محترم اے۔ آر۔ خان کمانڈر ان چیف بنادیے گئے۔ یقیناً یہ حق تھا نہ انصاف۔ میں اس دن آصف بھائی کے ساتھ تھا۔ ان کو پریشان پایا۔ مگر دوسرے دن جب گیا تو وہ حسبِ سابق اللہ تعالیٰ کے شکر گزار تھے۔

یہ تاریخی واقعہ کہیں درج نہیں ہوا ہے۔ میں نے آج یہ لکھ دیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۳ر جنوری ۱۹۹۲ء جمعرات

نونہالو! میں جب لکھتا ہوں تو غلطیاں نہیں کرتا۔ صحیح لکھتا ہوں۔ کاٹتا پیٹتا بھی نہیں ہوں۔ درجنوں صفحوں میں شاید ہی کہیں کوئی غلطی ہوتی ہو۔ مجھے ایک واقعہ ہمیشہ یاد رہتا ہے۔ اسلام کے عہد زریں میں زبانؓ کی لغزشوں کو برا ہی نہیں جرم بھی سمجھا جاتا تھا۔ حسین بن الحر نے اپنے میر منشی کی معرفت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط بھجوایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس میں ایک غلطی نظر آئی۔ انہوں نے الحسین کو جواب میں یہ بھی لکھا کہ وہ اس غلطی پر اپنے منشی کو ایک درہ لگائیں! اسی طرح الحسین کو ایک امام کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ زبان کی غلطیاں کرتا ہے۔ انہوں نے حکم دیا کہ ایسے امام کو فوراً برطرف کردیا جائے۔

نونہالو! تم نے غور کیا کہ غلطی کتنی غلط بات ہے۔ اب تم خیال رکھنا۔ جب لکھنے بیٹھو تو توجہ کو بٹنے نہ دو۔ خوب سوچ سمجھ کر قلم چلانا چاہیے۔ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آج کل طالب علم غلطیوں کی پروا نہیں کرتے۔ غلط لکھ جاتے ہیں۔ لفظ چھوڑ جاتے ہیں اور نہ جانے کیا کیا۔ یہ بہت بری بات ہے۔

جناب محترم ڈاکٹر عبدالعزیز صالح

نونہالو! یہ میرے نئے دوست ہیں۔ اسکندریہ (مصر) میں رہتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

قاہرہ (مصر) کے ہیں۔ ان دنوں عالمی ادارہ صحت کے دفتر بحرِ روم متوسط (ایسٹرن میڈیٹرینین) سے وابستہ ہیں اور طب (عربی، ہندی، چینی، افریقی) کے مسائل غور و فکر کرتے ہیں۔ ڈائریکٹر ہیں۔ قاہرہ میں پچھلے دنوں ایک بین الاقوامی میٹنگ میں ان ہی کی تجویز میں اس قدر بڑی میٹنگ کی چار دن صدارت کا اعزاز مجھے حاصل ہوا تھا۔ نونہالو! میں نے "سعید سیاح قاہرہ میں" تمہارے لیے بڑی دل چسپ کتاب لکھ دی ہے۔ کل پرسوں ہی کی تو بات ہے کہ میری ایک کتاب "سعید سیاح چین میں" چھپ کر آگئی ہے۔ بڑی اچھی کتاب ہے۔ اب "سعید سیاح تونس میں" چھپنے گئی ہے۔ میں نے آج صبح ہی اس کو مکمل کردیا ہے۔ ۶۴ تصویریں اس میں آرہی ہیں۔ بڑی دل چسپ کتاب ہے۔ نونہالو! تم اسے بھی ضرور پڑھنا۔

ہاں تو، ڈاکٹر صالح ان دنوں کراچی میں ہیں۔ میں ان کو آج اپنے ساتھ **مدینتہ الحکمت** لے گیا تھا۔ بھئی وہ تو یہ شہر علم و حکمت دیکھ کر بڑے حیران ہوئے۔ کہنے لگے "-- حکیم صاحب آپ بڑے خوش قسمت انسان ہیں کہ آپ اتنا بڑا کام کررہے ہیں --" ہم نے آپس میں باتیں کیں۔ محترمی جناب ڈاکٹر منظور احمد صاحب وائس چانسلر ہمدرد یونی ورسٹی بھی باتوں میں شریک تھے۔ ۱۲ بجے میں نے ان کو ان کے ہوٹل تاج محل روانہ کردیا۔ ان کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔

ڈاکٹر ہانس گنتر بیک

ان کا تعلق جرمنی کے ایک بہت بڑے ادارے جی ٹی زیڈ سے ہے جہاں دو سال پہلے میں **مدینتہ الحکمت** کے لیے تبادل خیال کے لیے گیا تھا۔ ان کا صدر دفتر فرینکفرٹ میں ہے جہاں کوئی چار ہزار آدمی کام کرتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں۔ اس ادارے کے تحت ان دنوں حب کے علاقے میں ایک مرکز تربیت کام کررہا ہے۔ یہ اس کے پروجیکٹ مینجر ہیں۔ انہوں نے صبح ہی آج رابطہ قائم کیا کہ مدینۃ الحکمت دیکھنا ہے۔ میں نے کہا : سعدیہ صاحبہ ان کو فوراً مدینۃ الحکمت بھجوادیں! اپنے ایک دوست کے ساتھ یہ مدینۃ الحکمت آگئے۔ عرفان قیصر صاحب نے ان کی رہنمائی کی۔ میں نے اور محترمی جناب ڈاکٹر منظور احمد صاحب نے ان کو مدینۃ الحکمت کے بارے میں پوری پوری معلومات فراہم کردی ہے۔

محترمہ ڈاکٹر عقیلہ کیانی

محترمہ سماجیات(سوشولوجی) کی استاد رہی ہیں۔ جامعہ کراچی میں تھیں۔ میری بیٹی سعدیہ جب سماجیات میں ایم۔ اے کررہی تھیں تو ان کی شفیق استانی پروفیسر عقیلہ کیانی تھیں۔ آج محترمہ نے مجھے اور سعدیہ کو رات کے کھانے پر بلایا تھا۔ بیچ لگژری ہوٹل۔ ان کے صاحبزادے وینکورو(کینیڈا) میں ہیں۔ وہ بھی آئے ہوئے ہیں۔ جناح پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سینٹر کے ایک ڈاکٹر صاحب بھی تھے جو وہاں تعلیم دیتے ہیں۔ جناب لاری صاحب بھی تھے۔ رات ۱۱ بجے گھر آگئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۴؍ جنوری ۱۹۹۲ء جمعۃ المبارک

ورزش کا سخت موڈ! مگر......

نونہالو! مختلف دفاتر ہمدرد سے شب گزشتہ درجنوں فائل آئے۔ ان میں جمعے کے دن میرے غور و فکر کے لیے خوب کام ہوتا ہے۔ دواؤں کے خواص بھی لکھتا ہوں، پرچہ ہائے ترکیب بھی تحریر کرتا ہوں۔ سرکلرز بھی رقم کرتا ہوں اور نہ جانے کیا کیا مجھے لکھنا ہوتا ہے۔ آج صبح عبادات کے بعد میں نے اپنی میز سنبھالی، اور ۸ بجے تک لکھتا پڑھتا رہا، مگر آج ورزش کا سخت موڈ ہے۔ میں تیار ہوکر کوسموپولیٹن ٹینس کلب پہنچ گیا۔ ایک نہایت شان دار سیٹ کھیلا۔ پھر دوسرا شروع کردیا۔ اب مقابلے پر محترمی جناب ڈاکٹر جاوید عزیز صاحب تھے۔ نہایت زیرک و صادق پیتھالوجسٹ ہیں۔ زوردار ٹینس کھیلتے ہیں۔ آج ان کو ہرانا تھا۔ میں خود زور میں تھا۔ ایک نہایت نفیس شاٹ کی کوشش میں میری پنڈلی کا عضلہ (مسل) تن گیا، اور میں چلنے سے معذور ہوگیا۔ کھیل بند کرنا پڑا! اب اس موچ کو ٹھیک ہونے میں ایک ہفتہ لگ جائے گا۔ توقع ہے کہ میں کل تک خود کو چلنے کے قابل کرلوں گا۔ ہمدرد کی "اوجالین" کی مالش ضرور فائدہ دے گی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ورزش نونہالوں کے لیے فٹ بال

نونہالو! ورزش صحت کے لیے ضروری ہے۔ تم کو اس سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ اول تو تمھارے اسکولوں میں کھیل ہوتے ہوں گے۔ ان میں حصہ لینا چاہیے۔ اگر نہ ہو تو تم کو بھاگ دوڑ کرنی چاہیے۔ جاگنگ بھی ایک خوب ورزش ہے۔ ڈنٹ بیٹھکیاں ہماری پرانی ورزشیں ہیں جن کی وجہ سے غلام محمد گاما جیسے انسان نام ور ہوئے جن کو دنیا کا کوئی ایک انسان زیر نہ کرسکا۔ گاما ہمارے ہیرو ہیں۔

ان دنوں کرکٹ اور ہاکی ہم پر سوار ہے۔ حال آں کہ فٹ بال ایک نہایت سادہ اور اچھا کھیل ہے۔ پاکستان میں اس پر توجہ نہیں ہورہی ہے۔ جس قدر توجہ ہم اسکوائش پر دے رہے ہیں اس سے کم توجہ سے ہزارہا طالب علم ورزش کرسکتے ہیں۔

میری رائے ہے کہ مرکزی اور صوبائی حکومتیں غور کریں اور فٹ بال کو پاکستان میں رائج کریں۔ میں خود فٹ بال کا کھلاڑی رہاہوں۔ میں اس کی ضرورت اور افادیت کو جانتاہوں۔ میں نے ہمدرد پبلک اسکول میں جونیر سیکشن کے لیے فٹ بال گراؤنڈ تیار کرنے کی ہدایت دی ہے۔

جلسۂ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آج شام کے لیے دو اچھے پروگرام تھے! ایک "فان جنرل ہسپتال" کا افتتاح۔ یہاں سندھ کے وزیرِ صحت جناب محترم ڈاکٹر محمد ابراہیم جتوئی مہمان خصوصی تھے۔ یہ ہسپتال میرے دوست جناب ڈاکٹر مستنصر جھویری صاحب نے قائم کیا ہے اور اس میں دورِ جدید کی سہولتوں کا اہتمام کیا ہے۔ امراض گردہ کے لیے خاص اہتمام ہے۔ اِنٹینسیو کیئر یونٹ ہے۔ اپریشن کے اعلا انتظامات کیے ہیں۔ میرا دل چاہتا تھا کہ میں اس تقریب افتتاح میں شرکت

toobaa-elibrary.blogspot.com

کروں۔

مگر نونہال غالب آگئے اور میں کراچی گرامر اسکول پہنچ گیا جہاں نونہال اور نوجوان سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جشن منا رہے تھے۔ یہاں دوستوں نے میرا محبت سے استقبال کیا۔ محترم مجاہد چشتی کی بیگم کراچی گرامر اسکول میں سینئر استانی ہیں۔ وہ میرے آنے سے خوش ہوئیں۔ نماز مغرب کی امامت کا اعزاز مجھے حاصل ہوا۔ از اول تا آخر پورا جلسہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی کا عنوان رہا اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کے بیان سے عبارت رہا۔ پیاری بچیوں اور پیارے بچوں نے دل و جان سے بیان مصطفےٰ کیا۔ دو گھنٹے کا پروگرام تھا۔ نہایت پاکیزہ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۵ر جنوری ۱۹۹۲ء ہفتہ

نونہالو! اب دو دن مریضوں کے لیے ہیں۔ میں ان کی خدمت کروں گا اور سب کام چھوڑ دوں گا۔ صبح آج تین بجے بیدار ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے چاق وچوبند تھا۔ جلد تیار ہوکر نماز تہجد ادا کی۔ پھر میز پر کام کیا۔ آج میں نے زیادہ تر خطوط لکھے ہیں۔ ۶ بجے مطب پہنچ گیا۔ اب فجر کی اذان ۶ بجے کے بعد ہوتی ہے، مگر وقت نماز پہلے ہوجاتا ہے۔ روزے کی نیت چار بجے کرلی تھی۔ تین گلاس پانی اور ایک گلاس مالٹے کا رس اور دو ٹکیاں وٹامن سی۔ یہ سحری ہوئی۔

مریضوں کی آج کثرت تھی۔ ساڑھے چار بجے تک خدمت کی، یعنی ساڑھے دس گھنٹے ایک جگہ جم کر بیٹھا تو اب اٹھا ہوں۔ اب گھر چلا۔ راستے میں تاج محل ہوٹل کے برابر موٹر کار رکی۔ اخبارات بک رہے تھے۔

میری زندگی کا مجھے ایک بہت بڑا صدمہ

ڈیلی نیوز کی سرخی تھی : **جناب میر خلیل الرحمان انتقال کرگئے!**

نونہالو! میرا تو دل دھک سے ہوگیا۔ مجھے چکر آگئے۔ میں نے خود کو بڑی مشکل سے سنبھالا۔ میں نے ڈرائیور غلام محمد صاحب سے کہا کہ فوراً جناب میر صاحب کے گھر چلو۔ کے۔ ڈی۔ اے اسکیم نمبر ا میں ان کے گھر پہنچا تو وہاں کوئی نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا : خبر غلط ہے۔ اللہ کرے کہ خبر غلط

toobaa-elibrary.blogspot.com

محترم حکیم محمد سعید اور محترم میر خلیل الرحمٰن

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو۔ مگر وہاں چوکی دار نے بتایا کہ انتقال لندن میں ہوا ہے آج صبح۔ ایسا معلوم ہوا کہ ان کے بیٹے، بھائی وغیرہ سب لندن چلے گئے۔ گھر پر ایک کتاب رکھی تھی۔ میں نے اس میں اپنا پیغام لکھا۔ خبر صحیح ہے۔ میرا پیارا دوست مجھ سے جدا ہوگیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون!

نونہالو! جناب میر خلیل الرحمان نے دہلی میں "جنگ" اخبار نکالنا شروع کیا۔ وہ جنگ عظیم دوم کا زمانہ تھا۔ میر صاحب نے اسی جنگ کی مناسبت سے اپنے اخبار کا نام "جنگ" رکھا۔ میر صاحب کی عمر اس وقت ۱۸ سال کی تھی، اور میری عمر ۲۰ سال کی۔ میں نے بھی ۱۹۴۰ء میں طبیہ کالج سے طب کا امتحان پاس کرکے مطب شروع کیا اور ہمدرد صحت کی ادارت (ایڈیٹری) سنبھالی اور ہمدرد دواخانے کا کام سنبھالا۔ گویا ہم دونوں نے ساتھ ساتھ عملی زندگی میں قدم رکھا۔ ہم دونوں آپس میں دوست تھے۔ بےتکلف بھی تھے۔ میں نے کہا میر صاحب جنگ نام مجھے پسند نہیں آرہا ہے۔ ہمیں امن کی بات کرنی چاہیے۔ جنگ ہمیشہ تو نہیں رہے گی۔ کل جنگ ختم ہوگی تو جنگ نام بے معنی ہوجائے گا۔

میر صاحب نے فرمایا : حکیم جی! اب یہ جنگ تو جاری رہے گی۔ آنے والے پچاس سال ہیں تو کہیں نہ کہیں جنگ ہوتی ہی رہے گی۔ میں خاموش ہوگیا اور اخبار جنگ جاری رہا۔ مجھے یاد آتا ہے کہ میر صاحب میرے پاس آیا کرتے تھے۔ ایک دن کہنے لگے حکیم جی میرا اخبار اب ایک ہزار چھپنے لگا ہے۔ اب اشتہار کے ڈھائی آنے انچ لوں گا۔ پھر جب اخبار دو ہزار ہوگیا تو میر صاحب نے فرمایا : حکیم جی اب تین آنے انچ لوں گا۔ مجھے یاد نہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

آتا کہ میں نے کبھی اپنے پیارے میر صاحب کی کوئی بات ٹالی ہو' اور نہ انہوں نے کوئی بات رد کی۔ ہم پیاروں کی طرح ایک رہے۔

پاکستان آئے

دہلی میں فسادات ہوئے۔ میر صاحب میرے پاس آئے۔ فرمایا : لو حکیم جی' میں تو پاکستان چلا۔ اب وہاں جاکر جنگ شروع کروں گا۔ میں خود ہندستان کا وفادار نہیں رہ سکتا تھا اور میں بھی اپنا سب کچھ چھوڑ کر پاکستان سے ہمیشہ محبت کرنے کے لیے پاکستان آنے کا فیصلہ کرچکا تھا۔ بس میر صاحب بھی آگئے اور میں بھی آگیا۔ اب ہم دونوں نے از سرِنو زندگی کا آغاز کیا۔

میر صاحب بھی خستہ حال اور میں بھی تباہ حال۔ ہم دونوں نے یہ بے سروسامانی خود اختیار کی تھی۔ ورنہ دہلی میں ہم دونوں مگن تھے۔ مگر پاکستان کی محبت ہمیں یہاں کھینچ لائی۔ ہم پاکستان سے جس طرح کل محبت کرتے تھے آج بھی کرتے ہیں۔

میں نے اور میر صاحب نے' ہم دونوں نے پاکستان میں ابتدائی دن بڑی تنگ دستی میں گزارے ہیں۔ میں بھی فاقہ مست تھا اور میر صاحب کا ہاتھ بھی فراخ نہ تھا۔ مگر ہم دونوں جدوجہد کرتے رہے۔ اسی دور میں رنگون سے ایک نوجوان بھی آیا۔ میں نے اسے قریب سے دیکھا۔ چپل پہنے اور کھلے گلے کی قمیض پہنے کراچی کی سڑکیں ناپ رہا تھا' مگر اس میں بڑا جذبہ تھا۔ اس نوجوان کا نام محمد علی تھا۔ میں نے اس سے دوستی کرلی۔ وہ بھی ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ نونہالو! ہمارا کوئی دوست ہمارے کام نہ آیا۔ یہ ایک بڑی درد ناک داستان ہے۔ اسے پھر کبھی تم کو سناؤں گا۔ مگر میں نے اپنی خود داریوں کو ارزاں نہیں کیا۔ اسی طرح میر خلیل الرحمان کا حال تھا۔ محمد علی رنگوان والا

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی اسی مزاج کا جوان تھا۔ اب ہم تینوں نے ایک ساتھ زندگی شروع کی۔
پاکستان میں ہم تینوں نے ساتھ جدوجہد کی۔

سخت محنت۔ پوری کوشش

نونہالو! میر خلیل الرحمان' محمد علی رنگون والا اور حکیم محمد سعید ہم تینوں نے غربت کا مزا خوب چکھا ہے اور ہم تینوں نے کبھی اپنی غربت کو چھپایا نہیں۔ ہم آج بھی کہتے ہیں کہ ہم نے پاکستان آکر فاقے کیے ہیں' مگر پاکستان سے محبت کی ہے۔ جتنے فاقے کیے اتنے ہی محبت کے جوش میں اضافہ ہوا۔

نونہالو! اب تم غور کرو

"جنگ" پاکستان کا سب سے بڑا اخبار بنا۔ جنگ کا ادارہ سب سے نامور ادارہ ہے۔

محمد علی رنگون والا سیٹھ بنے۔ دولت کی ریل پیل ہوئی۔ عزت یہ کہ دنیا کی چیمبر اوف کامرس اینڈ انڈسٹری کے صدر ہوئے۔

ہمدرد پاکستان کا سب سے بڑا ادارہ بنا۔ ہمدرد فاؤنڈیشن دنیا کا نام ور ادارہ بنا۔

نونہالو! تم نے دیکھا کہ ہم تینوں دوست محنت کرکے کہاں سے کہاں پہنچ گئے! اللہ تعالیٰ محنت رائگاں نہیں کرتا ہے۔ جو لوگ محنت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر مہربان ہوجاتا ہے۔ ان کے لیے راستوں کو کشادہ اور ہموار کردیتا ہے۔

آہ! آج ایک دوست جدا ہوگیا!

نونہالو! میں آج بے حد غم گیں ہوں۔ میرا پیارا دوست میر خلیل الرحمٰن آج مجھ سے جدا ہوگیا۔ میرا ۱۹۴۰ سے ۱۹۹۲ء تک کا ساتھی آج اللہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے ہاں چلا گیا اور مجھے چھوڑ گیا۔ دل بے قرار ہے۔ دل پریشان ہے۔ دل اداس ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے پیارے میر صاحب کو اپنے قریب جگہ دیں۔ انہوں نے زندگی بھر نیک کام کیے ہیں۔ جنت میں ان کا اعلا مقام ہے۔

میر خلیل الرحمان کیوں بڑے بنے

نونہالو! ایک تو یہ کہ میر خلیل الرحمان نے رات دن محنت کی۔ مگر ان کے بڑا انسان ہونے کی ایک اور بھی بڑی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جناب میر خلیل الرحمان اپنی غربت میں جیسے تھے ارب پتی ہونے کے بعد بھی وہ ویسے ہی رہے۔ ان میں کوئی فرق نہیں آیا۔ دولت نے ان کا مزاج خراب نہیں کیا بلکہ وہ جتنے دولت مند بنے اتنے ہی جھکے رہے۔ ان کا صحافت کا قلم نہایت طاقت ور تھا، مگر ان کے قلم سے کوئی زخمی نہیں ہوا۔ اسی لیے میر خلیل الرحمان ایک بڑے انسان تھے!

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۶ر جنوری ۱۹۹۲ء اتوار

"--- باتیں نہ کرو، کرسی پر بیٹھ جاؤ---"

ایک بڑی بی مطب میں آئیں۔ میں نے ان کے حالات مرض پر خوب غور کرلیا اور ان کے لیے مناسب دوائیں تجویز کردیں پھر میں نے ایک اور خاتون کی نبض دیکھ کر ان سے سوالات کرنے شروع کردیے۔ اس دوران وہ محترم بڑی بی اپنے شوہر کو باہر سے بلا لائیں۔ وہ ان سے بھی زیادہ بوڑھے تھے۔ کھوسٹ۔ اب ان دونوں نے آپس میں باتیں شروع کریں۔ اتنے زور سے کہ میں اپنی مریضہ کی بات نہیں سن سکتا تھا۔ جب برداشت نہ ہوا تو میں نے اوپر والا جملہ ذرا سختی سے کہہ دیا۔ بڑے صاحب خاموش بیٹھ گئے۔ میں نے خاتون محترمہ کا نسخہ لکھوادیا اور اب بڑے صاحب کو بلایا۔

"--- آیئے جناب بڑے صاحب تشریف لایئے!---"

نونہالو! تم نے میرے ان دونوں جملوں پر غور کیا؟ اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے جناب بڑے صاحب سے ذرا سختی سے بات تو کرلی، مگر فوراً ہی مجھے شدت سے خیال آیا کہ میں نے ان کی عزت نہیں کی ہے۔ میں سخت شرمندہ ہوا۔ اتنا شرمندہ کہ کل سے اب تک میں اسے بھول نہیں سکا ہوں۔ اب تک شرمندہ ہوں۔ میری بات میں شائستگی ہونی چاہیے تھی۔ انسان کا احترام ہونا چاہیے۔ نونہالو! میں نے ان کو نہایت محبت سے اپنے پاس بلایا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

پھر ان سے خوب باتیں کیں۔ مگر میرا ضمیر اب تک مجھے ملامت کر رہا ہے کہ میری زبان سے سخت جملہ کیوں نکلا۔ میرے پیارے نونہالو! تم ابھی سے خیال رکھنا' اور ہمیشہ تم ہر ایک سے محبت سے بولنا اور احترام سے بات کرنا۔ انسان اسی طرح اچھا اور بڑا ہوتا ہے۔

نونہالو! مجھے ایک واقعہ یاد آیا جو میں نے کئی سال ہوئے ٹائمز اوف انڈیا میں پڑھا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ کوئی ایک ہزار سال پہلے جب پارسی ایران سے پہلی بار ہندستان آئے تو وہ ہندستان کے مغربی ساحل پر اترے۔ یہ ریاست گجرات کا علاقہ تھا اور یہاں کا راجہ یادو رانا تھا۔ پارسی جماعت کا پیشوا راجہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ پارسیوں کو گجرات میں آباد ہونے کی اجازت دے دی جائے۔

راجہ نے اس کے جواب میں دودھ سے بھرا ہوا ایک گلاس پارسیوں کے پیشوا کو پیش کردیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ گجرات میں پہلے ہی کافی لوگ آباد ہیں' مزید لوگوں کے رہنے کی گنجائش نہیں۔

پارسیوں کے پیشوا نے راجہ کی بات سمجھ لی۔ جانتے ہو نونہالو' اس نے کیا کیا؟ اس نے خاموشی سے ایک چمچہ شکر لے کر دودھ میں ملادی اور وہ دودھ کا گلاس راجہ کی خدمت میں پیش کردیا۔

پارسیوں کے پیشوا نے اس طرح راجہ سے یہ کہا : جناب ہم آپ کے ملک میں اس طرح گھل مل کر رہیں گے جس طرح شکر دودھ کا حصہ بن جاتی ہے اور دودھ کو میٹھا کردیتی ہے۔

راجہ نے اس جواب کو اتنا پسند کیا کہ پارسیوں کو اپنی ریاست میں رہنے کی اجازت دے دی اور وہ اب تک اس علاقے میں آباد ہیں اور خوب

toobaa-elibrary.blogspot.com

خوش حال ہیں۔

صبح پانچ بجے سے ایک بجے تک

آج صبح تین بجے اٹھ گیا تھا۔ نہایت سہانا وقت تھا۔ کل رات میں وہ رسالے اور اخبار نہیں دیکھ سکا تھا جو روزانہ دنیا بھر سے آتے ہیں۔ صبح ہی ان کو دیکھا اور بیت الحکمت جانے والے بیگ میں ان کو جمادیا۔ نونہالو! بیت الحکمت سے روزانہ ڈاک آتی ہے۔ میں رات ہی کو اس پر کام کرتا ہوں اور صبح سات بجے بیگ تیار کردیتا ہوں اور آدمی اسے بیت الحکمت لے جاتا ہے۔ تعمیرات کا محکمہ بھی مدینتہ الحکمت میں ہے۔ اس کی ڈاک بھی روز آتی ہے۔ ان کا بیگ بھی صبح سات بجے تیار کر دیتا ہوں۔ ہمدرد کا بیگ بھی ۶ بجے شام آتا ہے۔ صبح آٹھ بجے اسے تیار کردیتا ہوں۔

میں آج صبح ٹھیک پانچ بجے مطب ہمدرد پہنچ گیا۔ وہاں دیکھا تو کوئی چالیس پینتالیس مریض تو موجود تھے۔ خواتین بھی تھیں۔ ابھی تو سورج نکلنے میں دو گھنٹے سے زیادہ ہیں۔ میں نے مطب میں داخل ہوتے ہی سب کے لیے السلام علیکم کہا۔ سب نے پورے احترام کے ساتھ کھڑے ہوکر وعلیکم السلام جواب دیا۔ گزرتے گزرتے میں مریضوں پر ایک نظر ڈال لیتاہوں اور سب سے پہلے میں بچوں کو بلا لیتاہوں۔ ویسے تو سب مریض باری باری آتے ہیں مگر میں بچوں کو پہلے بلا لیتاہوں۔ دن کے ایک بجے تک میں مریضوں کی خدمت میں مصروف رہا۔

پشاور روانگی

جناب فیروز صاحب نے ہوائی میدان سے خبر دی کہ پشاور میں موسم سخت خراب ہے۔ ہوائی جہاز نہیں جائے گا۔ اب کیا کروں؟ میں نے کہا کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

چار بجے جو جہاز اسلام آباد جارہا ہے اس میں مجھے بٹھادو۔ میں اسلام آباد سے موٹر کار سے پشاور چلا جاؤں گا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ میں اسلام آباد پہنچ گیا۔ راستے میں میں نے خوب کام کیا۔ ہمدرد صحت کے مضامین میرے ساتھ تھے۔ ان کو ایڈٹ کرلیا۔

اسلام آباد ہوائی میدان پر اترا۔ یہاں بارش ہورہی تھی۔ جناب جعفری صاحب نے کہا پشاور اسی وقت جانا مناسب ہے۔ صبح غالبًا ہوائی جہاز نہیں جائے گا اور کہر کی وجہ سے صبح موٹر چلانا بھی ممکن نہ ہوگا۔ میں نے کمر ہمت باندھ لی اور پشاور کی جانب روانہ ہوگیا۔ جناب جعفری صاحب اور جناب بھٹی صاحب ساتھ ہیں۔ راستے بھر بارش کا سلسلہ جاری رہا۔ سفر خاصا مشکل ہوگیا۔ مگر میں نے کل پشاور میں مریضوں کو وقت دیا ہوا ہے۔ مجھے وہاں وقت پر ہونا چاہیے۔

اٹک پل تک آدھے سے زیادہ راستہ میں نے طے کرلیا۔ یہاں پشاور سے آئی موٹر کار موجود تھی۔ جناب جاوید حمید صاحب' جناب احسان صاحب اور جناب اسلم صاحب لینے آئے تھے۔ موسم پشاور تک خراب رہا۔ دریائے کابل کی وجہ سے راستے میں بھی کہر ہے۔ خیر جناب رات ساڑھے نو بجے پشاور پہنچ ہی گیا۔ سفر خاصا مشکل ہوگیا۔ اگر پشاور جہاز آجاتا تو میں اطمینان سے ساڑھے چار بجے شام یہاں پہنچ جاتا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۷؍ جنوری ۱۹۹۲ء پیر

ہر سو محبت

نونہالو! پشاور بڑی محبت کی دنیا ہے۔ میں مہینے میں دو دن یہاں رہتاہوں اور محبتیں مجھے یہاں ملتی ہیں۔ کہنا چاہیے کہ محبت کی تلاش میں پشاور آتا ہوں۔ خود مجھے اس علاقے کے لوگوں سے محبت ہے۔ یہاں میرے ایسے دوست ہیں جو علم و حکمت کے میدانوں میں ممتاز ہیں۔ ان کا میں احترام کرتاہوں۔ عالم کا احترام کرنا ہی چاہیے۔ وہ مجھ سے خوب محبت کرتے ہیں، مگر پشاور میں کم از کم تین سو عام لوگوں سے بھی ملتاہوں۔ ان سے باتیں کرتاہوں۔ یہ مریض ہوتے ہیں۔ دور دور سے آتے ہیں۔ وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ ان کا غم سنتاہوں اور ان کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کرتاہوں۔ بزم ہمدرد نونہال میں ۶۔ ۷ سو نونہالوں سے ملتاہوں، شام ہمدرد میں سو دو سو اہل علم سے ملتا ہوں۔ ہر طرف محبت ہی محبت ہے۔

پختون کون ؟ پختون میں!

میرے نہایت پیارے دوست جناب محترم پروفیسر پری شان خٹک صاحب نے "پختون کون؟" ایک کتاب تحریر فرمائی ہے۔ جب انہوں نے مجھے وہ کتاب عطا فرمائی تو میں نے ان کو جواب میں لکھا کہ پختون میں!۔۔ پھر

toobaa-elibrary.blogspot.com

جب ہم پشاور میں ملے تو میرے دوست نے پوچھا : جناب حکیم صاحب آپ پختون کیسے؟ آپ تو خالص دلی کے ہیں۔ پختون' پٹھان کیسے۔

نونہالو! میں نے ان کو اپنے خاندان کی بڑی دلچسپ تاریخ سنائی۔ وہ تو بڑے حیران ہوئے۔ میں نے ان کو بتایا کہ کوئی تین سو سال پہلے میرا خاندان کاشغر(چین) سے پشاور آیا تھا۔ پھر وہ کوئی ۸۰ سال یہاں پشاور رہ کر ملتان جابسا۔ ملتان سے میرا خاندان دہلی چلا گیا۔ دہلی میں ہمارا نہایت شاندار مکان کوچۂ کاشغر میں تھا۔ ہم کاشغر کو کیسے بھول سکتے تھے! میں نے کہا کہ میں مہینے میں دو دن پشاور میں اس لیے آکر رہتا ہوں کہ میں خود پختون ہوں اور یہاں میرا حق ہے! پختون میں! نونہالو! پروفیسر پری شان خٹک نہایت نفیس انسان ہیں۔ ان سے اپنی دوستی کی میں اب سلور جوبلی منانے والا ہوں۔ وہ ایک عظیم انسان ہیں۔ بڑے اچھے دوست۔ بڑے رفیع انسان۔ میں ان سے دوستی پر فخر کرتا ہوں۔

مریضوں کی خدمت میں

میں تو صبح چار بجے اٹھ گیا تھا۔ بڑی سردی ہے۔ منہ سے بھاپیں نکل رہی ہیں اور دانت سے دانت بج رہے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ گرم پانی ہے۔ میں جلد جلد تیار ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگیا۔ چھے بجے عبادت سے فارغ ہوا اور مریضوں کی خدمت کے لیے تیار ہوگیا۔ مگر ساڑھے چھے بجے معلوم ہوا کہ مریض موجود نہیں ہیں۔ آج خواتین کا دن ہے۔ میں نے کہا : جناب احسان صاحب آپ نے کیا سمجھا ہے۔ خواتین اس کڑاکے کی سردی میں اپنے ننھوں کے ساتھ ساڑھے چھے بجے صبح کیسے آئیں گی! غرض ۸ بجے مریض آنے شروع ہوئے۔ میں تین بجے تک ان کی دل و جان سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

خدمت کرتا رہا۔ سوات تک سے مریض آتے ہیں۔ بنوں، مردان، کوہاٹ علاقہ غیر وغیرہ دور دور سے!

بزم ہمدرد نونہال

اباسین آرٹس کاؤنسل پشاور کی بڑی اچھی ادبی اور ثقافتی انجمن ہے۔ مجھے اس انجمن سے دو وجہ سے زیادہ محبت ہے اور تعلق ہے۔ ایک تو یہ کہ اباسین آرٹس کاؤنسل میرے پیارے دوست جناب مسرت حسین زبیری صاحب نے اس زمانے میں قائم کی تھی کہ جب وہ پشاور کے کمشنر تھے۔ زبیری صاحب نے اپنے دور میں اس علاقے میں بڑے بڑے کام کیے۔ ان بڑے کاموں میں اباسین آرٹس کاؤنسل ان کا ایک بڑا کام ہے۔ جناب زبیری صاحب نے پشاور سے قریب ایک ریلوے اسٹیشن کا نام "ہاشم خاں" رکھوادیا۔ ہاشم خاں اسکوائش کے عالمی چمپئن رہے ہیں۔ ان کے احترام میں زبیری صاحب نے ریلوے اسٹیشن کا نام رکھ دیا۔ ایک دوسری محبت کی چیز یہاں "نشتر ہال " ہے۔ یہ میرے محترم و عزیز دوست جناب سردار عبدالرب نشتر کے نام پر ہے۔ سردار نشتر یقیناً ایک بڑے انسان تھے۔ سراپا محبت تھے۔ وہ پاکستان کی تعمیر میں ایک اہم انسان کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

ایک نہایت دل چسپ واقعہ !

نونہالو! میں نے گھر کے لیے ایک ڈنر سیٹ خریدا تھا۔ اچھا تھا۔ خوب صورت ۔ بہت دن چلا۔ مگر اس کے کئی نگ ٹوٹ گئے۔ میں ایک دن سردار عبدالرب نشتر صاحب کے ہاں گیا۔ ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ دیکھا تو ان کا ڈنر سیٹ تو وہی تھا جیسا میرا۔ میں نے پوچھا : جناب سردار صاحب سب سالم

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے یا ٹوٹ پھوٹ ہوئی ہے؟ فرمایا : کئی عدد ٹوٹ چکے ہیں۔ اس پر میں نے تجویز پیش کی کہ جناب سردار صاحب! اب یا تو آپ میرا ڈنر سیٹ لے کر اپنا مکمل کر لیجیے یا پھر مجھے اپنا دے دیجیے تاکہ میں اپنا سیٹ مکمل کرلوں۔ سردار صاحب نے دوسرے دن اپنا سیٹ مجھے بھجوادیا۔ میرا سیٹ مکمل ہوگیا۔ آج تک میرے پاس ہے۔ جب ہم اسے نکالتے ہیں سردار عبدالرب نشتر یاد آجاتے ہیں۔

دل چسپ موضوع!

قلم میری تلوار۔ کتاب میری ڈھال! نونہالو! آج بزم کا موضوع یہ تھا۔ سات نونہالوں نے بڑی شان دار تقریریں کیں۔ نئے نئے انداز سے ہر ایک بولا۔ بڑے دل چسپ نکتے سامنے آئے۔ جناب محترم پروفیسر خاطر غزنوی صاحب نے نہایت اچھے انتظامات کیے تھے۔ آج کی بزم کے صدر سرحد کے مشہور محقق اور مصنف جناب محترم رضا ہمدانی صاحب تھے۔

مقدس کتاب

نونہالو! ہم مسلمانوں کی پہلی کتاب قرآن حکیم ہے۔ اس ایک کتاب سے لاکھوں کروڑوں کتابیں وجود میں آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ قرآن حکیم کی وہ حفاظت کرے گا۔ میں نے نونہالوں سے کہا : کتاب مقدس ہے۔ تم کو کتاب کا احترام کرنا چاہیے۔

مقدس قلم

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم کھائی ہے۔(ن 'والقلم و ما یسطرون) میں نے کہا : نونہالو! جس قلم کی قسم اللہ تعالیٰ کھائے وہ نہایت مقدس ہے۔ اس لیے تم بھی قلم کو ہمیشہ مقدس سمجھنا اور ہمیشہ یاد رکھنا کہ تم

toobaa-elibrary.blogspot.com

مقدس قلم سے ہمیشہ سچ لکھنا۔ مقدس سچ لکھنا اچھائی ہے۔ بلندی ہے۔ اگر نونہالو! تم نے مقدس قلم سے کوئی غلط بات لکھی تو تم نے پھر قلم کا احترام نہیں کیا۔

تعزیت

میرے دوست پروفیسر خاطر غزنوی صاحب کے داماد کا گزشتہ مہینے اچانک انتقال ہوگیا۔ میں آج ان کے گھر گیا۔ اپنے غم کا اظہار کیا اور فاتحہ خوانی کی۔

ایک دوست کی مزاج پرسی

میرے ایک پیارے دوست جناب جمیل صدیقی صاحب بیمار ہیں۔ نہایت اچھے انسان۔ صاف ستھرے۔ عیبوں سے پاک۔ ہنستے کھیلتے انسان اچانک فالج کی لپیٹ میں آگئے اور معذور ہوکر بستر سے لگ گئے۔ وہ شام ہمدرد اور بزم ہمدرد نونہال بڑی محبت سے سجاتے تھے۔ فالج کی وجہ سے ان کی زبان بھی بند ہے۔ کوئی تین سال ہوئے ان کی بینائی خراب ہوگئی تھی۔ اس میں علاج کرنے والوں کی بے پروائی تھی۔ مگر وہ اس پر شاکر تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔ ان کے دائیں طرف فالج ہے۔ نہ لکھ سکتے ہیں اور زبان بند ہے بول بھی نہیں سکتے۔ آج میں ان سے ملنے گیا تو ان کو حسب معمول صابر شاکر پایا۔ میرا دل بے حد دکھا۔ چمنستان سرحد کا بلبل خاموش ہوگیا۔ میں بہت دیر اپنے اس دوست کے ساتھ لگا بیٹھا رہا۔

جناب جاوید حمید

میرے ایک بہت پیارے بزرگ اور دوست جناب جسٹس شیخ عبدالحمید تھے۔ پشاور میں شام ہمدرد ان کی ہمت افزائی کی بدولت شروع

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوئی۔ میں کوئی ۲۰ سال سے ان کے گھر پشاور میں ٹھیرتا رہا ہوں۔ افسوس ہے کہ جناب شیخ صاحب اللہ کو پیارے ہوئے۔ جناب جاوید حمید ان کے بیٹے ہیں۔ انہوں نے جناب شیخ صاحب کی جگہ سنبھالی ہے۔ وہ بالکل اس طرح میرا خیال رکھتے ہیں جس طرح میرے شیخ صاحب میرا خیال رکھتے تھے۔ آج میں نے جاوید حمید صاحب کے ساتھ کھانا کھایا۔ ان کے بچے مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ وہ میرے آس پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ میں ان سے بڑی پیاری باتیں کرتا ہوں۔ مریم تو بڑی پیاری بیٹی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۸ر جنوری ۱۹۹۲ء منگل ۔ پشاور

نونہالو! آج تو مزا ہی آگیا۔ کل رات ۹ بجے میں لیٹ گیا تھا۔ صبح چار بجے کی خبر لایا۔ وہ شان دار نیند آئی کہ ساری کمی پوری ہوگئی۔ گزشتہ کئی دنوں سے جاگ رہا تھا۔ آج سات گھنٹے سویا۔ صبح چار بجے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اٹھ گیا۔ آج بڑی عجیب خواب دیکھا۔ خواب میں مَیں نے نماز تہجد ادا کرلی۔ خیر وقت تھا۔ میں نے نماز ادا کر کے غٹاغٹ تین گلاس پانی پیا اور روزے کی نیت کرلی۔ اتنے میں فجر کی اذان ہوگئی۔ میں نے نماز فجر ادا کر کے اپنا قلم سنبھالا اور اس سے بہت سی سچ سچ باتیں لکھ ڈالیں۔

مریضوں کی خدمت

مطب میں آج بھی مریضوں کا ہجوم تھا۔ میں نے ساڑھے تین بجے تک ان سب کی خدمت کی اور ابھی چار بجنے میں پانچ منٹ تھے کہ میں شام ہمدرد میں آگیا۔ ہوٹل پرل کونٹی نینٹل کے عملے کے لوگ شام ہمدرد کا خوب احترام کرتے ہیں۔ اچھا انتظام کرتے ہیں۔

احترام عالم

نونہالو! پشاور میں آج شام ہمدرد کا موضوع احترام عالم تھا۔ میں نے اس سال ایک نہایت اچھی روایت کی داغ بیل ڈالی ہے۔ پاکستان کے وہ بڑے جنھوں نے علم کی خدمت کی ہے اور تعلیم کے میدان میں خدمات انجام

toobaa-elibrary.blogspot.com

دی ہیں ان کی خدمات کا اعتراف شروع کیا ہے۔ میں نے "وثیقہ اعتراف" کی خاص قسم کی شیلڈیں تیار کرائی ہیں۔ آج میں نے چار ماہرین کو زحمت دی اور وہ شریک ہوئے۔ ان کو بزم ہمدرد نونہال کے نونہالوں نے پھولوں کے ہار پہنائے۔

جناب محترم پروفیسر پری شان خٹک صاحب نے صدارت فرمائی اور ماہرین کو شیلڈیں عطا فرمائیں۔ جناب پروفیسر خٹک صاحب صرف اس تقریب کے لیے میرے کہنے پر پشاور آئے اور فوراً ہی اسلام آباد واپس چلے گئے۔ ان کا بے حد لطف و کرم۔

عالی جناب قاضی نورالحق ندوی صاحب

عالی جناب ڈاکٹر غوث محمد خٹک صاحب

عالی جناب ڈاکٹر شمس الدین صدیقی صاحب

عالی جناب ڈاکٹر کے۔ بی۔ نسیم صاحب

ان بزرگوں کو ہمدرد کی طرف سے اور بیت الحکمت کی جانب سے شیلڈیں دی گئی ہیں۔

نونہالو! یہ بات یاد رکھو۔ عالم کی قدر درحقیقت علم کی قدر ہے۔ علم بڑی چیز ہے، بڑی دولت ہے۔ اس کی بڑی اہمیت ہے، جس کے پاس علم ہے وہ دولت مند ہے۔ جو عالم ہے وہ ایک اہم انسان ہے۔

میں تمھیں ایک واقعہ سناتا ہوں۔ تھامس جیفرسن امریکا کے تیسرے صدر تھے۔ وہ ۱۸۰۱ سے ۱۸۰۹ تک امریکا کے صدر رہے۔ وہ ایک عالم تھے۔ بہت قابل آدمی تھے۔ بہت سی زبانیں جانتے تھے۔ انگریزی، لاطینی، فرانسیسی، اسپینی، یونانی، انھوں نے فلسفہ اور سائنس سے لے کر مذہب تک ہر

toobaa-elibrary.blogspot.com

علم کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔

نونہالو! جانتے ہو انھوں نے مرتے وقت کیا وصیت کی تھی؟ انھوں نے یہ ہدایت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میری قبر پر جو کتبہ لگایا جائے اس میں یہ نہ لکھا جائے کہ تھامس جیفرسن امریکا کا صدر تھا۔ یہ لکھا جائے کہ وہ ورجینا یونی ورسٹی کا بانی تھا!

تھامس جیفرسن کی قبر پر جو کتبہ لگا ہے اس پر یہ الفاظ درج ہیں :

"یہ تھامس جیفرسن کی قبر ہے جو ورجینا یونی ورسٹی کا باپ تھا"

نونہالو! تم نے غور کیا جیفرسن کے لیے دنیا کے سب سے بڑے اور طاقت ور ملک کا صدر ہونے کے مقابلے میں ایک اعلا درس گاہ کا بانی ہونا زیادہ اہم تھا اور زیادہ عزت کی بات تھی۔

کراچی روانگی

نونہالو! اللہ کا شکر ہے کہ جہاز کراچی جارہا ہے۔ پشاور کا موسم خراب تھا۔ جہازوں کی آمدورفت بند تھی۔ مگر آج شام موسم ٹھیک ہوگیا اور میں کراچی جارہا ہوں۔ اگر جہاز نہ آتا تو مجھے اسلام آباد سڑک سے جانا پڑتا اور پھر کل وہاں سے کراچی روانگی ہوتی! اللہ تعالیٰ نے بڑا رحم فرمایا!

toobaa-elibrary.blogspot.com

۲۹ر جنوری ۱۹۹۲ء بدھ

نونہالو! ورزش ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔ جو انسان اس کرۂ ارض پر سانس لیتا ہے، کھاتا ہے پیتا ہے، سوتا ہے جاگتا ہے، لکھتا ہے پڑھتا ہے اسے بھاگنا دوڑنا بھی چاہیے۔ اب تم اس طرح غور کرو کہ ایک موٹر کار ہے۔ اس میں ایک ٹینک ہوتا ہے جس میں پٹرول ڈالتے ہیں۔ گویا یہ موٹر کار کا معدہ (پیٹ) ہوا۔ اس پیٹ میں پٹرول ڈالتے ہیں تو موٹر کار چلتی ہے، بھاگتی ہے دوڑتی ہے، اور جب پٹرول ختم ہوجاتا ہے تو موٹر کار رک جاتی ہے، کھڑی ہوجاتی ہے، اسی طرح انسان اپنے پیٹ میں کھانا پینا ڈالتا ہے تو چلتا ہے۔ ورنہ بھوک سے وہ کام کے قابل نہیں رہے گا۔ بے کار ہوجائے گا۔ مر بھی جائے گا۔ اب غور کرو کہ موٹر کار کے پیٹ میں پٹرول تو ڈالتے رہیں، مگر اسے چلائیں نہیں تو کیا ہوگا؟ پٹرول ہضم نہیں ہوگا۔ جگہ نہیں ہوگی۔ پٹرول باہر گرے گا۔ اسی طرح انسان جب اپنے پیٹ میں غذا، پانی وغیرہ ڈال لیتا ہے تو اسے ہضم کرنے کے لیے اسے مصروف رہنا چاہیے۔ چلنا پھرنا چاہیے۔ بھاگنا دوڑنا چاہیے۔ اگر وہ حرکت نہیں کرے گا اور کھائے پیئے چلا جائے گا تو اسے کئی نقصانات ہوں گے۔ اوّل تو ہاضمہ خراب ہوجائے گا۔ دوسرے وہ لدھڑ ہوجائے گا، یعنی حرکت نہ کرنے سے سست پڑجائے گا۔ پھر وہ موٹا ہونا

toobaa-elibrary.blogspot.com

شروع ہوجائے گا۔ ایسے سست اور کاہل انسان کو ذیابیطس کا مرض بھی لگ سکتا ہے۔ جو ایک جاں لیوا مرض ہے۔ ذیابیطس زیادہ تر انھی لوگوں کو ہوتی ہے جو ورزش نہیں کرتے، مگر اناپ شناپ کھائے چلے جاتے ہیں۔

اب نونہالو! میرے ساتھ یہ ہوا ہے کہ ٹینس کھیلتے ہوئے میری پنڈلی کے گوشت میں موچ آگئی ہے۔ چلنے میں بھی دقت ہورہی ہے۔ ٹینس اب کھیل ہی نہیں سکتا۔ میری ورزش وہی ہے۔ خیر، میں نے کھانا کم کردیا ہے۔ صبح اپنا غسل خانہ خود صاف کرنا شروع کردیا ہے۔ میں نے اسے چند دنوں میں چمکا دیا ہے۔ اپنے موزے بنیان تو میں خود ہی دھولیتا ہوں۔ میں روز صاف دھلا ہوا بنیان پہنا کرتا ہوں۔ میں نے اپنی اچکنیں دھونی شروع کردی ہیں۔ اس کام سے اچھی ورزش ہوجاتی ہے!

جاپان کا مرکز ثقافت

کراچی میں جاپان کا ایک ثقافتی مرکز (کلچرل سنٹر) ہے۔ یہاں روزانہ کوئی نہ کوئی تقریب ہوتی ہی رہتی ہے۔ آج یہاں کراچی کے کئی اسکولوں کے نونہالوں کی تیار کی ہوئی چیزوں کی نمائش ہے۔ کسی اسکول نے بجلی کے آلات بنائے ہیں اور کسی اسکول کے نونہالوں نے زندگی کے کئی پہلوؤں پر ڈزائن بنائے ہیں۔ کشیدہ کاریاں بھی دیکھنے میں آئیں۔ صحت مند ماحول کے بھی نقشے یہاں دیکھے۔ ہمدرد پبلک اسکول کے نونہالوں نے بھی حصہ لیا ہے۔ اس نمائش کو رات کی بارش نے ذرا خراب کردیا ہے، مگر جناب اتاکا صاحب نے حالات کو سنبھال لیا ہے۔ جناب اتاکا صاحب جاپانی ہیں اور نہایت اچھی اردو بولتے ہیں۔ انھوں نے پاکستانی خاتون سے شادی کی ہے۔ کوئی مہینہ سوا مہینہ ہوا کہ ان کے ہاں ایک پیاری بچی پیدا ہوئی ہے۔ میری بیٹی سعدیہ نے بیگم

toobaa-elibrary.blogspot.com

اتاکا سے پوچھا: بچی کا نام کیا رکھا ہے۔ انھوں نے کہا: خمیرۂ ہمدرد! وہ خمیرہ ہمدرد اور عرق گلاب کھاتی پیتی رہی ہیں۔

خیر نمائش کا افتتاح ہم تینوں نے کیا' یعنی جاپان کے قونصل جنرل جناب یوشی نوری ایماگاوا صاحب یہ بھی اُردو خوب بولتے ہیں۔ ڈاکٹر عطاالرحمٰن صاحب اور میں نے افتتاح کیا۔ پھر میں ہر اسٹال پر گیا۔ ہر نونہال چاہتا تھا کہ میں اس کی محنت کی داد دوں۔ وقت کم تھا' مگر میں نے ہر اسٹال پر حاضری دی اور داد دی۔

اخبار جنگ کے دفتر میں!

میں اور سعدیہ "اخبار جنگ" کے دفتر گئے۔ یہاں "کتاب تعزیت" رکھی تھی۔ میں نے اور سعدیہ نے اس میں میر خلیل الرحمان کے سانحہ انتقال پر اپنے تاثرات تحریر کیے۔ معلوم ہوا کہ میر جاوید الرحمان اور میر شکیل الرحمان دونوں بھائیوں نے اپنے والد محترم کے سوگ میں ابھی دفتر آنا شروع نہیں کیا ہے۔ بے شک ان دونوں بھائیوں کا رنج شدید ہے۔ میں نے ان دونوں کے نام ایک خط لکھا ہے اور ان کو اتحاد کی برکات پر توجہ دلائی ہے۔

میر خلیل الرحمان نہایت منظم شخصیت تھے۔ انھوں نے اپنے زیرِسایہ ادارہ جنگ کو دنیائے صحافت کا شمس وقمر(سورج اور چاند) بنادیا۔ قلبی تعلق کی بنا پر میرا دل چاہتا ہے کہ اس عظیم ادارے کو کوئی گزند(صدمہ' دکھ' تکلیف' نقصان) نہ پہنچے۔

جناب ممتاز سعید صاحب

جناب رئیس امروہوی کے بڑے بھائی جناب سید محمد تقی سے میری اچھی یاد اللہ ہے۔ عالم فاضل انسان ہیں۔ اخبار جنگ کے ایڈیٹر بھی رہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں۔ ان کے بڑے اچھے داماد جناب ممتاز سعید صاحب ہیں۔ آج ڈاکٹر منظور احمد صاحب محترم اور ان سے میں نے تبادل خیال کیا۔ بزنس مینجمنٹ ان کا میدان ہے۔ ہمدرد یونی ورسٹی کے لیے ان کا مشورہ ضروری تھا

جناب بھائی اختر عباس صاحب

جب میں امریکا جاتا ہوں تو واشنگٹن اور اورلینڈو میں ان کے ہاں ٹھیرتا ہوں۔ ان کی بہن شاکرہ بانو میرے پیارے دوست یوسف نقوی صاحب کی بیگم تھیں۔ شاکرہ باجی اور نقوی صاحب چھے ماہ میں چٹ پٹ ہوگئے۔ دونوں بڑے پیارے تھے۔ مجھے ان دونوں کی موت کا شدید صدمہ ہے۔ لندن میں ان کے ہاں میں جب بھی گیا، ٹھیرا۔ اب لندن ان کے بغیر خالی لگتا ہے۔ اختر عباس صاحب کئی ماہ سے کراچی میں ہیں۔ آج ملنے تشریف لائے تھے۔ کل بمبئی اور وہاں سے دہلی جائیں گے۔ دہلی میں ہمدرد نگر میں ان کے قیام کا انتظام کردیا ہے۔ میری مصروفیتیں بڑی شدید رہیں۔ بھائی اختر عباس صاحب کی خاطر مدارت بھی نہ کرسکا۔ بڑی شرمندگی رہی ہے۔

خواجہ قطب الدین

آج ان کے اعزاز میں ایک عشائیہ تھا۔ وہ پاکستان فیڈریشن، چیمبرز اوف کامرس اینڈ انڈسٹری کے نائب صدر چنے گئے ہیں۔ ان سے مجھے محبت ہوگئی ہے۔ دل چاہا کہ جاؤں اور ان کو مبارک باد دوں۔ مگر وقت ایسا ہے کہ رات کو واپسی ۱۱۔ ۱۲ بجے ہوگی۔ میں شب بیداری نہیں کرسکتا۔ اس لیے کہ صبح میں ۳۔ ۴ بجے اٹھ جاتا ہوں۔ اس لیے نہیں گیا۔ مبارک باد کا خط لکھ دیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۳۰ر جنوری ۱۹۹۲ء جمعرات

نونہالو! سلطان شمس الدین التمش کو عبادت سے گہرا شغف تھا۔ بعض راتیں صرف عبادت میں گزار دیتا تھا۔ یہی شب بیداری اس کے روحانی سفر کا چراغ بن گئی۔ وہ دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ سلطان بنا۔ نونہالو! یہ وہی التمش ہے کہ جب ۹ - ۱۰ سال کا تھا اس کے حاسد بھائیوں نے اسے لے جاکر بخارا کے بازار میں فروخت کردیا تھا۔ یہ فروخت اس خاندان میں ہوئی جو عبادت گزار تھا۔ وہیں التمش کی تربیت ہوئی۔ ایک دن صاحب خانہ نے التمش کو انگور خریدنے بازار بھیجا۔ التمش کے ہاتھ سے پیسے کہیں گر گئے۔ وہ بڑا پریشان ہوا۔ رونے لگا۔ بازار سے ایک فقیر کا گزر ہوا۔ فقیر نے رونے کا سبب پوچھا۔ التمش نے جواب دیا کہ پیسے کھوگئے۔ انگور کیسے خریدوں۔ فقیر نے انگور خرید کر اسے دے دیےاور صرف اس قدر کہا!

"دیکھو التمش جب تم کو دولت اور بڑائی مل جائے تو فقیروں اور درویشوں کا احترام کرنا اور ان کے حقوق کی پاس بانی کرنا۔"

التمش کا ایک مزاج یہ تھا کہ وہ علما کا قدر داں تھا اور مشائخ کا احترام کرتا تھا۔ اس زمانے میں وسط ایشیا کے حالات خراب تھے۔ لوگ بددل ہوکر ہندستان آرہے تھے۔ ان میں فقیر اور درویش بھی تھے۔ التمش ان کی عزت کرتا' ان کا احترام کرتا۔ جب شیخ جلال الدین تبریزی آئے تو

toobaa-elibrary.blogspot.com

التمش نے کئی میل باہر جاکر ان کا استقبال کیا۔

خیر، آج جو بات میں تم نونہالوں کو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ نے ۱۴ ربیع الاول کو انتقال فرمایا۔ وہ عیسوی ۱۲۳۵ سن تھا۔ جب ان کا جنازہ نماز کے لیے لایا گیا تو خواجہ ابو سعید نے اعلان کیا :

" حضرت خواجہ کاکیؒ کی وصیت یہ تھی کہ ہمارے جنازے کی نماز کا امام ایسا شخص ہو جو عفیف (پاک دامن) ہو۔ عصر کی سنتیں اور فرائض کی ادائی میں تکبیر اولیٰ کبھی اس نے ترک نہ کی ہو۔"

سلطان التمش بھی جنازے میں موجود تھا۔ وہ کچھ دیر دم سادھے کھڑا رہا کہ کوئی ایسا شخص مجمع سے باہر آئے اور نماز جنازہ پڑھائے۔ مگر جب کوئی آگے نہ بڑھا تو دہلی کا بادشاہ التمش آگے بڑھا۔ کہا :

"۔۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ میں اپنی عبادت اور نمازوں کی نمائش کروں۔ لیکن حضرت قطب صاحبؒ کی وصیت کا احترام لازمی ہے۔ ان کے حکم کی تعمیل بھی ضروری۔۔" یہ کہہ کر نماز جنازہ خود پڑھائی اور جنازے کو کندھا دے کر قبرستان تک لے گئے۔

نونہالو! میں نے تمہارے لیے اپنا روزنامچہ لکھا ہے اور اس میں اپنی نمازوں کا ذکر بڑی شرم کے ساتھ کیا ہے۔ میں نمائش کرنا نہیں چاہتا تھا، مگر تم کو یہ بتانا ضروری ہوا کہ تم بھی عبادت کا راستہ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ کو اپنا سب کچھ جانو اور اللہ تعالیٰ کا حکم مانو۔

اخبارات

میں صبح ۴ بجے سے ۸ بجے تک اپنے تحریری کاموں میں مصروف رہا۔ اخبارات نہ دیکھ سکا۔ میں نے اخبارات موٹر میں رکھے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

مدینۃ الحکمت روانہ ہوگیا۔ تمام راستے اخبارات دیکھے اور ان سب پر ہدایات بھی لکھ دیں۔ میں نے گھر سے مدینۃ الحکمت تک ۴۵ منٹ میں ایک منٹ بھی ضائع نہیں کیا۔

جناب محترم محمود علی صاحب

ان دنوں سماجی بہبود کے وفاقی وزیر ہیں۔ بہت بڑے انسان ہیں۔ ڈھاکہ کے رہنے والے ہیں۔ مگر جب مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بنا تو وہ بنگلہ دیش نہیں گئے۔ کہتے ہیں کہ میں تو پاکستانی ہوں۔ پاکستان میں رہوں گا۔ بنگلہ دیش میں اپنا سب کچھ چھوڑ دیا۔ پاکستان کی محبت میں غرق ہیں۔ ایسے پیارے انسان پاکستان میں اب کتنے ہیں؟ آج ۱۰ بجے جناب محترم محمود علی صاحب مدینۃ الحکمت تشریف لائے۔ میں نے خود ان کے ساتھ رہ کر ان کو یہاں کی ہر ہر چیز دکھائی۔ پھر بیت العلما (اسکالرز) ہاؤس میں بیٹھ کر ان سے باتیں بھی کیں۔ مدینۃ الحکمت دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے۔ بیت الحکمۃ میں انہوں نے دیکھا کہ ان کا ایک فائل موجود ہے۔ اس میں ان کے سب بیانات موجود ہیں۔ ان کو بڑی حیرت ہوئی۔ میں نے کہا کہ اگر پاکستان کے عالم (اسکالرز) تحقیق کرنا چاہیں تو یہاں بیت الحکمۃ میں وہ سب کچھ موجود ہے جو اور جگہ نہیں ملے گا!

ہمدرد طبیہ کالج

اس سال کے آخر تک میں مدینۃ الحکمت میں ہمدرد یونی ورسٹی کے تحت ہمدرد طبیہ کالج کی عمارت تیار کر کے یہاں پانچ سالہ کورس کے ساتھ ایک اعلا درجے کا ہمدرد طبیہ کالج قائم کر دینے کا عزم رکھتا ہوں۔ آج میں نے اپنے رفقا کو زحمت دی کہ تبادل خیال کے لیے تشریف لائیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

جناب محترم ڈاکٹر حافظ محمد الیاس صاحب، جناب محترم ڈاکٹر منظور احمد صاحب، جناب محترم ڈاکٹر میجر نیازی صاحب، جناب محترم حکیم نعیم الدین زبیری صاحب، جناب محترم حکیم عبدالحنان صاحب، جناب محترم حکیم کمال عثمانی صاحب جناب محترم سہیل ممتاز شمسی صاحب، محترمہ سعدیہ راشد صاحبہ، محترمہ طبیبہ رخ نسرین، محترمہ طبیبہ سلمیٰ بھی شریک ہوئیں اور جناب حکیم بھی تھے۔

جناب حکیم نعیم الدین زبیری صاحب اور میں نے گزشتہ ۵-۶ ماہ میں پوری تیاریاں کرلی تھیں اور ہمدرد طبیہ کالج کے لیے پانچ سالہ نصاب بھی تیار کرلیا تھا۔ آج اس پر تبادل خیال کرلیا گیا۔ میٹنگ دو گھنٹے جاری رہی۔ طے یہ پایا ہے کہ نصاب پانچ سال کا رہے گا۔ کالج کی ٹیوشن فیس ماہانہ دو ڈھائی ہزار رہے گی۔ اعلا ترین تعلیم دی جائے گی۔

ایک فیکٹری سائٹ میں

آج میں اپنے رفقا کے ساتھ ۴ بجے سائٹ میں ایک فیکٹری دیکھنے گیا۔ ایک گھنٹہ صرف کیا۔ ارادہ یہ ہے کہ ہمدرد کے لیے اسے خرید لیا جائے اور صنعت کو اس قدر وسعت دی جائے کہ مدینۃ الحکمت کے لیے حسب ضرورت فنڈز مل جائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح راستہ دکھائیں۔

نصاب ہمدرد پبلک اسکول

ہمدرد پبلک اسکول کے لیے دینی نصاب کے لیے امریکا میں مقیم جناب غازی صاحب سے آج بھی شرف ملاقات حاصل ہوا۔ پہلے بھی ان سے بات ہوگئی تھی۔ آج ہم نے غازی صاحب اور ان کی اہلیہ کی تیار کردہ کتابوں کا جائزہ لیا۔ جناب ڈاکٹر منظور احمد صاحب اور جناب حکیم نعیم الدین زبیری اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

جناب اطہر صدیقی شریک تھے۔ فیصلہ کیا ہے کہ چند کتابوں کا معاملہ غازی صاحب سے کرلینا چاہیے۔ رات ساڑھے نو بجے تک ہم یہی کام کرتے رہے۔ ہم نے ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی کھالیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۳۱ / جنوری ۱۹۹۳ء جمعۃ المبارک

نونہالو! آج صبح تو آنکھ پونے تین بجے کھل گئی۔ بس میں نے پھر سونے کی کوشش نہیں کی۔ بڑا پیارا وقت تھا۔ آج ذرا سردی بھی ہے۔ میں نے گرم پانی سے غسل کیا اور پھر جانماز پر آگیا۔ اللہ اللہ کرتا رہا۔ چار بجے ٹھیک میں نے کام شروع کردیا۔ آج میری بڑی بہن (والدہ جناب حکیم محمد یاسین) دہلی جارہی ہیں۔ ان کی عمر ۷۷ سال ہے۔ ان کے ساتھ میری بھانجی ثریا یحییٰ بھی جارہی ہیں۔ میری یہ پیاری بھانجی ایک اپریشن کے لیے دماغ کے ماہر کے پاس جرمنی گئی تھیں۔ وہاں سے معذور ہو کر لوٹیں۔

میں نے کئی خط دہلی کے لیے لکھے اور پھر میں نے ان کاغذات پر توجہ کی جن کو مطالعے کے لیے رکھ دیا تھا۔ پھر ان پر نوٹ تیار کردیے۔ آٹھ بجے تک بے حد مصروف رہا۔

ورزش

نونہالو! میری دائیں پنڈلی کا عضلہ (مسل) کھینچ گیا ہے۔ ایک ہفتے سے چلنے میں دقت ہو رہی ہے۔ پھر بھی میں ٹینس کا ایک سیٹ کھیلنے کے لیے کلب پہنچ گیا۔ ورزش کر ہی لی، مگر پنڈلی میں تکلیف بڑھ گئی ہے۔ اللہ مالک ہے۔

اعداد و شمار

میرے معاون جناب رحیم پاشا صاحب نے ۱۹۹۱ء کے اعداد و شمار کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

فائل مجھے بھیجا ہے۔ اسے دیکھ کر یہ پتہ چلا کہ ۱۹۹۱ء میں ٹوٹل ڈاک آٹھ ہزار ایک سو چالیس ملی۔ اس میں خاص ذاتی ۹۵۲ خط تھے۔ بارہ سو بیاسی خط دنیا بھر سے بہ سلسلہ علم و حکمت آئے۔ جن کے جوابات میں نے تیار کیے۔ خود میں نے مختلف شعبوں کو دو ہزار تینتالیس نوٹس لکھے۔ ہمدرد کے متعدد شعبوں سے تیرہ سو نواسی فائل مطالعے اور فیصلہ کے لیے آئے۔

نونہالو! میں آج کا کام کل پر نہیں چھوڑتا۔ ساری زندگی میں نے روز کا روز ختم کردیا ہے اور یہ سب سے بڑی اچھائی ہے کہ آج کا کام کل کے لیے نہ چھوڑا جائے۔ اس میں کامیابیوں کا راز پوشیدہ ہے!

جناب محترم ڈاکٹر حمید اللہ

نونہالو! ہمارے اس دور کے ڈاکٹر محمد حمید اللہ بہت بڑے انسان ہیں۔ گزشتہ ساٹھ سال سے اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں ہیں۔ اب تو عرصہ دراز سے پیرس میں ہیں۔ جرمنی میں رہ چکے ہیں۔ جرمن اور فرانسیسی زبانوں کے ماہر۔ قرآن حکیم کا فرانسیسی ترجمہ ان کا ایک کارنامہ عظیم ہے۔ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرانسیسی زبان میں کتابیں ہیں جن کا ۲۰ واں ایڈیشن چھپ رہا ہے۔ فرانس میں اسلامی تحریک کے اس حیثیت سے سربراہ ہیں کہ انہوں نے نعروں سے نہیں اپنے فکروعمل اور اپنی تحریروں سے اسلامی انقلاب برپا کیا ہے۔ ہزارہا فرانسیسی ان کے ہاتھوں اسلام قبول کرچکے ہیں اور قبول کرتے جارہے ہیں۔ میں چند ماہ ہوئے پیرس گیا تھا۔ جناب محترم ڈاکٹر صاحب سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ان سے ملنا اور ہاتھ ملانا باعث فخر ہے اور سبب عزت ہے۔ میں نے ان کا چوتھی منزل پر گھر دیکھا ہے۔ شاید ۴۰ سال سے یہاں تنہا رہتے ہیں۔ نہ بیوی نہ اولاد ایک کمرا ہے اور وہ بھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

لگتا ہے کہ کتابوں کا اسٹور ہے۔ کھرے پلنگ پر ڈاکٹر صاحب بیٹھ کر کام کرتے ہیں اور اتنے بڑے کام کر ڈالے کہ دنیا ورطۂ حیرت میں ہے۔

مجھے یہ فخر ہے کہ میں ڈاکٹر صاحب کے مرتبہ پر ایک کتاب چھاپ رہا ہوں۔

ایک رسالہ نونہال

آج جناب ڈاکٹر صاحب کا خیال اس لیے آیا کہ "تکبیر" کے ایڈیٹر جناب مولانا محمد صلاح الدین صاحب ان سے مل کر آئے ہیں۔ تازہ تکبیر میں انہوں نے اپنی ملاقات کا جس انداز سے ذکر کیا ہے میرا دل خوش ہوگیا۔ اس مضمون میں ایک رسالہ نونہال کا ذکر ہے جو ۱۹۲۸ء میں شائع ہوتا تھا۔ اس میں ڈاکٹر صاحب کا پہلا مضمون شائع ہوا۔ مدراس کی سیر! مجھے پہلی بار معلوم ہوا کہ ایک رسالہ نونہال ۱۹۲۸ء میں شائع ہوتا تھا لاہور سے!

کراچی ہائی اسکول!

نونہالو! میرے ایک پروفیسر تھے : جناب حکیم محمد حنیف ہاشمی۔ یہ طبیہ کالج دہلی کی بات ہے۔ ان کے بیٹے حکیم آفتاب ہاشمی تھے جو میرے دوست تھے' ان کی بیٹی بیگم ہاشمی ہیں۔ انہوں نے کراچی میں یہ اسکول قائم کیا۔ شروع میں گیارہ بچے تھے اب پانچ سو کے قریب ہیں۔

میں آج اس اسکول کی ۷ ویں سالانہ اور رنگا رنگ تقریب میں شریک ہوا تھا۔ مہمان خصوصی (چیف گیسٹ) تھا۔ میں نے بھی یہاں چند باتیں کیں۔

پاکستان : ایک صحرا ہے۔

میں نے کہا : پاکستان ایک صحرا ہے۔ بے آب وگیاہ (یعنی نہ پانی نہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہریالی) یعنی اس صحرا میں نہ علم ہے اور نہ عمل۔ ایسے نہ پانی نہ ہریالی کے صحرا میں اگر کوئی ننھا سا پودا اگ آئے تو اس کی ہمت کی داد دینی چاہیے اور اس پودے کی حفاظت کرنی چاہیے۔ کراچی بھی ایک صحرا ہے۔ یہاں جب کوئی پودا (اسکول) وجود حاصل کرلے تو اس کی داد دینی چاہیے اور اس کی حفاظت کرنی چاہیے۔

ہم سب سے زیادہ کیا ضائع کررہے ہیں؟

نونہالو! میں نے سوال کیا بتائیے ہم پاکستان میں سب سے زیادہ بے دردی سے کیا چیز ضائع کررہے ہیں؟ پھر خود میں نے ہی جواب دیا کہ ہم پاکستان میں سب سے زیادہ جو چیز ضائع کررہے ہیں وہ وقت ہے۔ وقت کو ہم بڑی بے دردی سے ضائع کررہے ہیں۔ پاکستان میں یہ سب سے بڑا نقصان ہے جو ہم کررہے ہیں۔ اسی لیے ہم بدحال ہوئے ہیں۔

نونہالو! تم سے میری یہی شرطِ دوستی ہے کہ تم بس وقت کی قدر کرنا۔ ایک لمحہ ضائع نہ کرنا۔ میں تم کو پاکستان کا بڑا بنانا چاہتا ہوں۔ اگر تم نے اپنے وقت کا اچھا استعمال کرلیا تو تمہارے بڑے ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ تم نے دیکھا کہ ڈاکٹر محمد حمیداللہ صاحب پیرس جیسے خوب صورت اور عظیم شہر میں ایک نہایت چھوٹے کمرے میں رہ کر بھی دنیا کے ایک بڑے انسان بن گئے ہیں۔ ان کا یہ کمرا ان کا گھر بھی ہے' بیڈ روم بھی ہے۔ ڈائننگ روم بھی ہے۔ ان کا دفتر بھی اور یہی ایک کمرا ان کے مطالعے کا کمرا بھی ہے۔ اس شدید بے آرامی میں بھی انہوں نے اپنے وقت کا ایک ایک لمحہ استعمال کیا۔ فرانسیسی زبان کے ایک بڑے مصنف بن گئے! میں جانتا ہوں کہ فرانس کی حکومت ان کی دوست نہیں ہے۔ وہ ان پر کٹر مسلمان ہونے کا الزام لگاتی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے اور ان کو پریشان کرتی ہے، مگر وہ اللہ کی راہ میں لمحہ لمحہ کام کررہے ہیں۔ نونہالو! تم اپنے میں یہ جذبہ پیدا کرو۔ ذرا ان کی سادگی دیکھو میرے نونہالو! وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ ان کو لینے کے لیے سفیر کی موٹرکار بھیجی، مگر وہ زمین دوز ریل سے گئے۔ کہا : میں موٹرکار استعمال نہیں کرتا۔ میری سواری زمین دوز ریل گاڑی ہے۔

لو بھئی مہینہ ختم ہوگیا!

نونہالو! ابھی تو یکم جنوری تھی۔ پلک جھپکی اور ۳۱ تاریخ آگئی! میں نے تمھارے لیے روز کوئی نہ کوئی بات لکھی ہے۔ اب ذرا تم پورے ۳۱ دن دیکھو۔ میں نے کیا کیا ہے اور مجھ سے کیا کیا کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ تم یہ کتاب پڑھ کر مجھے ضرور خط لکھنا۔ میں فروری کی کہانی بھی تمھارے لیے لکھتا رہوں گا۔ مارچ تک لکھتا رہوں گا۔ اگر تم نے اپنی رائے جلد نہ دی تو میں اپریل سے شاید لکھنا بند کردوں۔ مجھے تمھاری مرضی چاہیے۔

میں پڑ دادا

آج صبح ہی صبح ڈیٹرائیٹ (امریکا) سے خوش خبری کا ٹیلی فون آیا کہ میری پوتی ثانیہ (دختر حکیم محمد یٰسین) کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ اس لڑکی کے پیدا ہونے نے آج مجھے پڑ دادا بنادیا ہے۔ ثانیہ دادا ابا کہتی ہیں اور ثانیہ کی بیٹی مجھے پڑ دادا کہیں گی! ثانیہ کی والدہ فیروز (اہلیہ حکیم محمد یٰسین) اپنی بیٹی اور اپنی نواسی کو دیکھنے کے لیے بے چین ہیں۔ ستوانسی لڑکی کی خیر ہو۔ امریکا کا ویزا لینا آسان نہیں ہے۔ میں نے ایک خط امریکی قونصلیٹ کو لکھا۔ انھوں نے فوراً ویزا دے دیا۔ ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

نونہال ادب کی نئے سال کی نئی کتابیں

سعید سیّاح چین میں

نونہال ادب کی نئے سال کی پہلی کتاب حکیم محمد سعید کا چین کا سفرنامہ "سعید سیاح چین میں" ہے۔ سفرنامہ کیا ہے محبت نامہ ہے۔ حکیم صاحب جہاں جاتے ہیں محبت کی خوش بو پھیلاتے ہیں اور علم کے دیے روشن کرتے ہیں۔ ملک چین وہ پہلے بھی جاچکے ہیں اور طب کے بارے میں ایک معلوماتی کتاب "مڈیسن ان چائنا" لکھ چکے ہیں۔ لیکن اس بار انھوں نے وہاں جاکر ان سیاسی اور معاشرتی تبدیلیوں کا جائزہ لیا ہے، جو وہاں رونما ہورہی ہیں۔ نونہالوں کا فرض ہے کہ وہ عظیم پڑوسی ملک کی ان تبدیلیوں سے آگاہ ہوں۔ یہ سفرنامہ بے حد شگفتہ انداز میں لکھا گیا ہے اور ساٹھ سے زیادہ رنگا رنگ تصویروں سے سجا ہوا ہے۔ قیمت ۳۰ رپے

سعید سیّاح تونس میں

جناب حکیم محمد سعید کا نونہالوں کے لیے دوسرا دل چسپ سفرنامہ ہے جو ابھی ابھی شائع ہوا ہے۔

تونس کو اللہ تعالیٰ نے بڑا حسن عطا کیا ہے۔ خوب صورت باغات دلکش ساحل اور تاریخی نوادرات ہیں۔ حکیم صاحب ایک عالم ہیں اور طب کے ساتھ تاریخ سے گہری دل چسپی رکھتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے قدیم و جدید تونس کے تمام گوشوں کو اچھی طرح سے دیکھا اور پھر ایک معلوماتی، دل چسپ اور تاریخی سفرنامہ تحریر کردیا۔ اس بار وہ اسلام کے مشہور مورخ اور عالم ابن خلدون کے مدفن جہاں وہ دفن ہیں، اس مدرسے جہاں انھوں نے تعلیم حاصل کی اور وہ درس گاہ جہاں انھوں نے تعلیم دی قیمتی معلومات اکھٹی کی ہیں۔ کتاب میں ۶۴ رنگین تصویریں بھی شامل ہیں۔ قیمت ۳۵ رپے

toobaa-elibrary.blogspot.com

نونہال ادب

ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، کراچی

toobaa-elibrary.blogspot.com